

شہر خاموشان



از قانتہ خدیجہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شہر خاموشاں

از قانتہ خدیجہ

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین



احان “!! اسکے سینے سے سر اٹھائے اسے نے پکارا ”

جی؟ “چاند کو تکتے احان نے پوچھا”

پرسوں کیا ہوگا احان۔۔۔م۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے احان، اگر وہ”
 آگیا۔۔۔ مجھے دور کر دے گا آپ سے۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ اس نے کہا تھا
 کہ وہ چھین لے گا آپ سے “احان نے اب کی بار غور سے اسے
 دیکھا جس کی آنکھوں سے آنسوؤں چھلکنے کو تیار تھے۔۔۔۔۔ ہیزل
 گرین آنکھیں۔۔۔۔۔ کمر تک آتے بھورے ہلکے گھنگریالے بال، بھرے
 گال اور گلابی ہونٹ۔۔۔۔۔ اسکا چہرہ معصومیت کا پیکر تھا

وہ کچھ نہیں کر سکتا جان اور اب تو کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔ تم بیوی”

ہوں میری۔۔۔۔۔ آج نکاح ہوا ہے ہمارا۔۔۔۔۔ اور پرسوں
 رخصتی۔۔۔۔۔ اب وہ شخص ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔۔۔۔۔ اور میں اسے
 تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگانے دوں گا “احان اسے دوبارہ اپنے سینے سے

لگاتا بولا

پکا وعدہ؟“ اسنے جیسے یقین چاہا”

پکا وعدہ“ اسکا ماتھا چومتے وہ محبت سے بولا”

زہے نصیب آج تو کوئی بہت حسین لگ رہا ہے“ دلہن کے جوڑے”
میں ملبوس اس پری پیکر کو دیکھ کر عیثا بولی تو بسمل کے گالوں پر لالی
چاہ گئی

یا اللہ بھابھی آپ تو ابھی سے شرما رہی ہے وہ بھی مجھ سے ----”
اگر بھائی نے تعریف کی تو آپ تو پکا گئی“ عیثا نے ایک بار پھر اسے
چھیڑا تو وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی

ہائے اللہ شرم“!! وہ بھی بسمل کو چھیڑنے سے بعض نہیں آئی تھی”
ارے لڑکیوں بس بھی کروں اور جلدی باہر لے آؤ بسمل کو دولہے”
میاں باولے ہوئے جارہے ہے“ بسمل کی بھابھی اسے چھیڑتے بولی تو وہ
سب ہنس دی

ہنسی تو بسمل بھی تھی مگر ایک انجانا خوف اسے اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا۔۔۔۔

ایک طرف سے عیشا اور دوسری طرف سے بسمل کی بھا بھی اسے تھامے سیٹج کی جانب
لیکر جا رہی تھی۔۔۔۔۔ احان بلیک شیروانی میں شہزادوں سی آن بان لیے اپنی
شہزادی کا منتظر تھا

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ چند قدموں کی مسافت بسمل کو میلوں کی مسافت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے وہ سیٹج کی جانب بڑھ رہی تھی جب یکدم فضا میں گولی چلنے
کی آواز گونجی۔۔۔۔۔ پورے ہال میں سناٹا چاہ گیا۔۔۔۔۔ بسمل کا رنگ لٹھے کی مانند
سفید پڑ گیا تھا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے حالات کا معائنہ کیا جاتا۔۔۔۔۔ دوسری گولی
بسمل کے پاس سے گزرتی سیٹج پر کھڑے احان کا سینہ چیر گر گئی۔۔۔۔۔ صرف ایک

منٹ لگا تھا وقت بدلنے میں۔۔۔۔۔ دھیرے دھیرے احان کا مضبوط جسم نیچے ڈھک گیا۔۔۔۔۔ خوف اور حیرت سے بسمل کی آنکھیں پھٹ گئی۔۔۔۔۔ پورے حال میں کہرام مچ گیا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کے لوگ باہر کو بھاگتے ایک اور گولی فضا میں چلی اور سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر جم کر رہ گئے۔۔۔۔۔ بسمل تو صرف احان کو دیکھے جا رہی تھی جس کے جسم سے خون پانی کی طرح بہہ رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ رونا چاہتی تھی، چیخنا چلانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ اپنے احان کے پاس بھاگنا چاہتی تھی مگر اسکے پیروں کو تو جیسے زنجیریں ڈال دی گئی تھی

میں نے کہا تھا نا جو میرا ہے وہ میرا ہی ہے۔۔۔۔۔ اور میں اسے کسی اور کا نہیں ہونے دیتا،“ بسمل کو اپنے قریب سے اس کی آواز سنائی دی۔۔۔۔۔ درد، تکلیف، اذیت اور خوف سے اسنے آنکھیں موند لی

کاش کے یہ ایک برا خواب ہوں۔۔۔۔۔ اسنے آنکھیں بند کیے اللہ سے دعا مانگی

آنکھیں کھولو پر نس۔۔۔۔۔ یہ خواب نہیں۔۔۔۔۔ حقیقت ہے ”اسکے“
کانوں میں اس ظالم کی مسکراتی آواز گونجی۔۔۔۔۔ آنسوؤں مسلسل
آنکھوں سے بہنا شروع ہو گئے

ارے ارے یہ کیا۔۔۔۔۔ ابھی سے رونا شروع کر دیا۔۔۔۔۔ کچھ ”
آنسوؤں بچا کر رکھوں پر نس۔۔۔۔۔ ابھی تو مجھے تمہارے اسے شوہر کو
دوسرے جہاں بھی بھیجنا ہے۔۔۔۔۔ اسکی میت پر بہا لینا ”اسکے جھمکے
کو ہلکے سے چھوتا وہ احان کی طرف بڑھا جو ہلکے ہلکے سانس لے رہا تھا

چچ۔۔۔۔۔ کتنا سمجھایا تھا میں نے تمہیں۔۔۔۔۔ کتنی بار باور کروایا تھا ”
کہ جس چیز پر زارون رستم کی نگاہ پڑ جائے وہ اسکی ہوتی

نہیں “!! اس سے پہلے زارون گولی چلاتا --- ہجوم میں سے کوئی”
 چلایا۔۔۔۔۔ زارون نے غصے سے آنکھیں بند کی اور اپنا ماتھا دوسرے ہاتھ
 سے مسلنے لگا۔۔۔۔۔

نہیں میرے بیٹے کو کچھ مت کہوں۔۔۔۔۔ تمہیں اللہ کا واسطہ”
 اسکی حالت دیکھو۔۔۔۔۔ ہمیں اسے ہسپتال لیجانے
 دوں۔۔۔۔۔ نہیں تو یہ مر جائے گا“ احان کی ماں جلدی سے آگے
 آئی اور زارون کے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولی

میں بھی تو وہی چاہتا ہوں کہ یہ مر جائے“ چہرے پر مکروہ مسکراہٹ”
 سجائے وہ بولا

نہیں تمہیں اللہ کا واسطہ تم جو کہوں گے ہم وہ کرے گے، مگر”
 میرے بیٹے کو چھوڑ دوں۔۔۔ تمہیں یہ لڑکی چاہیے نالیجاؤ اسے۔۔۔
 میں وعدہ کرتی ہوں جیسے ہی میرا بیٹا ٹھیک ہوگا وہ اسے طلاق دے دے
 گا۔۔۔۔ بس میرے بچے کو چھوڑ دوں“ وہ گڑگڑائی

امی یہ آپ کیا کہہ رہی ہے؟ آپ بھابھی کا سودا کر رہی ہے۔۔۔۔“
 وہ بھتیجی ہے آپ کی“ عیثا ماں کی بات سن کر حیرت سے بولی

“تم چپ رہوں۔۔۔۔ بھتیجی ہے تو کیا میں اپنے بیٹے کو نہیں کھو سکتی“
 وہ سر نفی میں

تو میں بھی جو کہوں گی وہ کروں گی تم؟“ اپنی ماں کی عمر کی عورت“
 سے بات کرتے وہ بولا

ہاں جو کہوں گے کروں گی بس میرے بیٹے کو چھوڑ دوں۔۔۔ ”وہ“
زارون کو دیکھتے بولی

ٹھیک ہے پاؤں پکڑوں میرے۔۔۔۔۔ جلدی کروں ”وہ غصے سے“
چلایا تو وہ جلدی سے اسکے پیروں میں بیٹھ گئی

تمہیں اللہ کا واسطہ میرے بچے کو چھوڑ دے ”وہ ماں تھی، اپنے بیٹے“
کے لیے کچھ بھی کر گزرتی۔۔۔

انہیں یوں پیروں میں دیکھ کر زارون کو سکون محسوس ہوا۔۔۔۔۔ وہ ایسا ہی تھا اور ایسا
ہی چاہتا تھا۔۔۔۔۔ سب کو جوتی کی نوک پر رکھنے والا

ٹھیک ہے ”اپنا پیر انکی گرفت سے آزاد کرواتا وہ انہیں پیر سے“

ٹھوکر مارتا بے رخی سے بولا جبکہ احان کی ماں زمین پر جاگری۔۔۔۔۔

میں لیجا رہا ہوں اسے جو میرا ہے۔۔۔۔۔ اور ہاں طلاق کے کاغذات ”
پہنچوا دینا۔۔۔۔۔ جلد از جلد“، پسٹل دکھاتا وہ انہیں وارن کرتے بولا
تو انہوں نے جھٹ سر اثبات میں ہلادیا

چلو،“ بسکل کے بازو پر گرفت سخت کرتے وہ بولا۔۔۔۔۔ اور وہ جو ”
تب سے احان کو دیکھے جارہی تھی جلدی سے ہوش میں نہیں

نہیں۔۔۔۔۔ میں نہیں جاؤں گی۔ میں احان کی بیوی ہوں۔۔۔۔۔ ”
احان۔۔۔۔۔ احان“ وہ تیزی سے احان کی جانب بھاگی ، جب
زارون نے اسے بازو سے کھینچ کر اپنے سامنے کیا اور ایک زور دار تھپڑ
اسکے گال پر دے مارا۔۔۔۔۔

بب۔۔۔ بسمل۔۔۔۔۔ “خون سے لدے ہاتھ کو بامشکل اٹھائے احان نے”
 اسے روکنا چاہا۔۔۔۔۔ جسے زارون ایک بے جان چیز کی طرح کھینچتے
 ہوئے باہر لیجا رہا تھا جبکہ بسمل اسکے بازو سے نکلنے کی پوری تگ و دو
 کیے جا رہی تھی۔۔۔۔۔

احان مجھے بچا لوں احان۔۔۔۔۔ آپ نے وعدہ کیا تھا۔۔۔۔۔”
 احان “!! بسمل کی آواز مدھم ہوتی گئی جبکہ احان کی آنکھیں بند ہونے لگی

عیشا، بھابھی اور باقی سب گھر والوں نے کرب سے یہ منظر دیکھا۔۔۔۔۔ سب کی
 آنکھیں بھیگ گئی تھی

ننن۔۔۔۔۔ نہیں چھوڑو مجھے۔۔۔۔۔ پلیز مجھے چھوڑ دوں۔۔۔۔۔ مجھے”

داردھما کے پر اپنی جگہ سے اچھل پڑی۔۔۔۔۔ اسکی نظر پہلے زارون پر گئی اور پھر اسکی
 باہوں میں موجود دلہن کا روپ لیے وہ افسر۔۔۔ ایک درد اسکے دل میں اٹھا۔۔۔

تو فائینلی تم اسے لے آئے “زارون جو بے نیاز سا بسمل کو باہوں میں”
 اٹھائے اپنے کمرے کی جانب چل رہا تھا زینبیہ کے سوال پر مسکرایا

ہاں “!! اسکے چہرے پر دنیا فتح کر لینے والی مسکراہٹ تھی”

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا تم نے اس سے نکاح کر لیا ہے؟ “زارون کے ساتھ چلتے اسنے”

پوچھا

نہیں۔۔۔۔۔ بلکہ اسے اس کی شادی سے اٹھا کر لایا ہوں “اب اس”

نے دھیرے سے بسمل کو اپنے بستر پر لٹایا

وہ راسکل سمجھتا تھا کہ اسے مجھ سے دور کر دے گا۔۔۔ مگر میں ”
 نے ایسا ہونے نہیں دیا۔۔۔۔ لے آیا اپنی پرنسز کو،“ بسمل کے ماتھے کی
 چوٹ پر انگوٹھا پھیرتے وہ مسکرا کر بولا

اسکی مسکراہٹ کچھ ایسی تھی کہ زینیہ کو بہت کچھ غلط ہوتا محسوس ہوا

NEW ERA MAGAZINE.COM
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسکی مرہم پیٹی کر دینا اور جیسے ہی ہوش آئے تو کچھ کھلا دینا۔۔۔۔۔“
 اگر زیادہ نخرے دکھائے تو مجھے بلا لینا،“ زارون زینیہ کو آرڈر دیتے بولا

تم کہاں چلے؟“ اس دروازے کی طرف جاتا دیکھ کر اس نے پوچھا”

جتنا کہاں ہے اتنا کروں۔۔۔۔۔ مجھ سے سوال کرنے کا حق نہیں”

تمہیں، ایک پل لگا تھا اسکا جلال موڈ آن ہونے میں

زینینے بے بسی سے اس پری پیکر کو دیکھا جس کی زندگی تباہ ہونے جا رہی
تھی۔۔۔۔۔ مگر وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتی تھی



احان۔۔۔۔۔ “!! وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔۔۔۔ اسکا پورا”
جسم پسینے سے شرابور تھا

اس نے نگاہیں ادھر ادھر دوڑائی۔۔۔۔۔ یہ کمرہ؟ یہ کمرہ تو اسکا نہیں تھا۔۔۔

ہے۔۔۔۔۔ میرا احان وہ اسے گولی مار دی تھی وہ اسے مار دے
 گا۔۔۔۔۔ مجھے بچالو پلیز،، بسمل زینیہ کے ہاتھ تھامے بولی تو زینیہ نے
 نظریں چرائیں

تم سوپ پیو۔۔۔۔۔ اور پھر فریش ہو جانا میں تمہارے لیے کپڑے لاتی
 ہوں،، زینیہ نے اسکی بات کو نظر انداز کیا

NEW ERA MAGAZINE.com
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 پلیز میرے ساتھ ایسا مت کرو۔۔۔۔۔ مجھے کچھ نہیں،،

چاہیے۔۔۔۔۔ مجھے بس میرے احان کے پاس جانا ہے۔۔۔۔۔ وہ پتہ
 نہیں کیسے ہوگے۔۔۔۔۔ پلیز لے چلو۔۔۔۔۔ میں تمہارے آگے ہاتھ
 جوڑتی ہوں،، بسمل نے دونوں ہاتھ اسکے آگے جوڑ دیے

سوپ ٹھنڈا ہو رہا ہے پی لو،، زینیہ دھیمی آواز میں بولی،،

نہیں پینا مجھے سوپ۔۔۔۔ مجھے میرے احان کے پاس جانا ہے سنا”
 تم نے۔۔۔۔ مجھے میرے شوہر کے پاس جانا ہے۔۔۔۔ پ۔۔۔۔ پلینز
 ۔۔۔ پلینز میری مدد کروں “سوپ کا باؤل فرش پر گراتے وہ اونچی آواز
 میں چلائی جبکہ آخر میں اسکے آنسو نکل آئے

زمینہ نے بے بسی سے لب کچلے۔۔۔۔۔ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی کچھ بھی
 نہیں۔۔۔۔۔
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں۔۔۔۔ میں تم سے مدد کیوں مانگ رہی ہوں۔۔۔۔ مجھے جانا ہے”
 یہاں سے۔۔۔۔ میں خود چلی جاؤ گی “بڑبڑاتے ہوئے بسمل بستر سے
 اتری اور اپنا لہنگا سنبھالتے دروازے کی جانب بھاگی۔۔۔ اسکا ڈوپٹا وہی
 زمین پر گر گیا تھا۔۔۔۔ جبکہ بالوں کا جوڑا اب کھل چکا تھا۔۔۔۔۔

سیڑھیوں سے نیچے اترتے اپنے پیچھے آتی زینہ کی آواز کو نظر انداز کیے
وہ مین دروازے کی جانب بھاگی اس سے پہلے کے وہ دہلیز پار کرتی، نشے
میں دھت زارون اندر داخل ہوا

اسکی حالت دیکھ کر بسمل اپنی راہ میں رک گئی۔۔۔۔۔ زارون جو ابھی ابھی اپنی فتح کا
جشن منا کر آیا تھا۔۔۔۔۔ اپنے سامنے اس پری پیکر کو دیکھ کر اسکی آنکھوں میں
عجیب سی چمک ابھری اوپر سے اسکا ہوش اڑا دینے والا سراپا۔۔۔۔۔ زارون نے
دھیرے دھیرے قدم اسکی جانب اٹھائے جبکہ بسمل خوف کی وجہ سے قدم پیچھے لینے
لگی۔۔۔۔۔

پرسز “!! زارون نے سرگوشی نما آواز میں اسے پکارا اور بہت جلد وہ”
اسکی قید میں تھی

اور اگر نہیں چھوڑو تو؟“ زارون نے جیسے اسکا مزاق اڑایا”

تم گھٹیا ہوں۔۔۔۔۔ گرے ہوئے ہوں۔۔۔۔۔ حوس کے پجاری”
 ہوں تم۔۔۔۔۔ تم سے کوئی محبت نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ تم اس
 قابل نہیں کہ تم سے محبت کی جائے۔۔۔۔۔ تم انسانیت سے
 گرے ہوئے ہوں،“ بسمل کو جانب ناکامی نظر آئی تو چلا اٹھی۔۔۔۔۔
 !! اور بس

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زارون کی آنکھوں میں خون اتر آیا

تو میں گھٹیا ہوں۔۔۔۔۔ گرا ہوا ہوں۔۔۔۔۔ حوس کا”
 پجاری۔۔۔۔۔ کوئی محبت نہیں کر سکتا مجھ سے۔۔۔۔۔ میں اس قابل
 نہیں۔۔۔۔۔ انسانیت کے درجے سے گرا ہوا ہوں میں؟“ زینہ کو

زز۔۔زارون۔۔رک جاؤ “زمین پر کھانستی زینیہ نے ہاتھ اٹھا کر”
اسے روکنا چاہا

بسمل کی چیخیں پورے ولایوں گونج رہی تھی جسے باہر کھڑے گارڈ باآسانی سن سکتے تھے
مگر ان میں سے کسی کو بھی اندر آنے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بسمل کو کمرے میں لاتے ہی اسنے پیڈ پر پھینکا اور دروازہ لاک کرنے کے لیے مڑ
گیا۔۔۔۔ جبکہ بسمل کو دوسری سانس لینا دشوار لگا۔۔۔

”نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔ وہ امانت ہے کسی اور کی۔۔۔۔۔“
احان۔۔۔۔ وہ اپنی عصمت، اپنی آبرو کو یوں بے آبرو نہیں ہونے دے
گی “کچھ سوچتے ہوئے وہ بیڈ سے اتری اور واشروم کی جانب بھاگی مگر

اس سے پہلے ہی زارون نے اسکے بالوں سے اسے کھینچا۔۔۔۔ یوں
کرنے سے بسمل کی درد ناک چیخ نکلی

اتنی بھی کیا جلدی ہے پرسنز “!! اسے دوبارہ بیڈ پر دھکا دیتے وہ بولا”

نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ چھوڑ دوں۔۔۔۔۔ معاف کر دوں۔۔۔۔۔ تمہیں”
اللہ کا واسطہ۔۔۔۔۔“ اسکے سامنے ہاتھ جوڑے وہ بولی۔۔۔۔۔ جس کا
زارون نے خاطر خواں اثر نہیں لیا۔۔۔۔۔

بیڈ پر بیٹھتے، زارون نے اسکے پیر سے اسے اپنی جانب کھینچا اور اسکے دونوں ہاتھوں کو
اپنے ایک ہاتھ سے تھامے دوسرے ہاتھ سے اسکے بائیں بازو کی آستین پھاڑ دی

بسمل نے درد، تکلیف سے آنکھیں بند کر لی۔۔۔۔۔ اسنے ہر لمحہ، ہر پل اپنے اللہ کو یاد کیا

زمین پر اوندھے منہ گری زینیہ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی

زینیہ۔۔۔۔ میری بیٹی ”وجدان احمد فوراً اسکے پاس بھاگے“

پ۔۔۔۔ پاپا وہ ز۔۔۔۔ زارون۔۔۔۔ وہ اسے بچالے پاپا۔۔۔۔۔ وہ ”زینیہ“
سے کچھ بولا ناگیا تو اسنے زارون کے کمرے کی جانب اشارہ کیا

وجدان صاحب نے زینیہ کو اٹھا کر صوفہ پر بٹھایا اور اسے پانی پلایا۔۔۔۔ جبکہ زرقہ بیگم
فوراً زارون کے کمرے کی جانب بھاگی

انہوں نے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔۔۔۔۔ جب زارون نے دروازہ کھولا تو زرقہ بیگم کو
اندر کا منظر واضح نظر آیا

زارون کے بیڈ پر بیٹھا وہ وجود جو اب ہلکے ہلکے سے ہچکیاں لے رہا تھا

زر قہ بیگم کی آنکھوں میں سالوں پہلے کا منظر گھوم گیا۔۔۔۔ انہوں نے ایک زوردار

تھپڑ زارون کے منہ پر مارا

باہر آؤ۔۔۔ ابھی “!! انکی دھاڑ اس قدم اونچی تھی کہ بسمل بھی سہم”
گئی۔۔۔۔ انہوں نے افسوس سے اس لڑکی کو دیکھا

زارون مارے بندھے ان کے پیچھے نکل آیا۔۔۔۔ جبکہ اس کے جاتے ہی بسمل نے

دروازہ فوراً اندر سے لاک کر دیا

لاؤنج میں پہنچ کر وہ زینیہ کے سامنے جا بیٹھا جبکہ زر قہ بیگم زینیہ کے سامنے بیٹھ گئی

کون ہے وہ؟ “زرقہ بیگم نے سخت لہجے میں پوچھا”

میری ہونے والی بیوی “تمباکو سلگھاتا وہ آرام دہ لہجہ اپنائے بولا”

تمہاری ہونے والی بیوی یا کسی کی ہو چکی بیوی “زینبیہ نے اس سرخ”
آنکھوں سے دیکھا۔۔۔۔۔ جبکہ زارون نے اسکی بات کا خاطر خواں اثر
نہیں لیا

کیا مطلب؟ “وجدان صاحب چونکے”

مطلب یہ کہ اس لڑکی کے شوہر کو ہسپتال پہنچا کر۔۔۔ اسے اس کی”
شادی سے اٹھالائے ہے مہاراجہ صاحب۔۔۔ اور اب۔۔۔۔۔ “اس سے

آگے زینیہ سے بولا ناگیا اور اس نے لب بھینچ لیے

کیا زینیہ سچ بول رہی ہے؟“ وجدان صاحب کا لہجہ سخت تھا”

میں آپ کو جواب دہ نہیں ہوں۔۔۔“ وہ آرام سے لمبا کش لگاتے بولا”

مگر تم مجھے جواب دہ ہوں“ زرقہ بیگم کا لہجہ ہنوز سخت تھا”

وہ میری محبت ہے۔۔۔ میں شادی کرنے والا ہوں اس سے۔۔۔۔۔“

اور ابھی جو بیڈ روم میں ہونے جا رہا تھا وہ کچھ غلط بھی نہیں

تھا۔۔۔۔۔ اینڈ مائنڈ اٹ وہ اسکا شوہر تھا۔۔۔۔۔ بہت جلد وہ میری

“پرنسز کو طلاق بھجوا دیگا پھر وہ میری ہو جائے گی سو اب وہ میری ہے

وہ آرام سے مسکراتے ہوئے بولا

“she is the love of my life... My Princess”

وہ محسور کن لہجے میں بولا



زینہ سخت لہجے میں بولی

“Whatever!!”

زارون نے اسکی بات کا کوئی اثر نہیں لیا

واٹ ایور نہیں زارون۔۔۔۔۔ وہ لڑکی بیوی ہے کسی اور کی اور تم ”
اسے ابھی اور اسی وقت اسکے گھر چھوڑ کر آؤ گے “زرقہ بیگم حکمیہ انداز
میں بولی

ہرگز نہیں!! وہ میری ہے اور میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔۔۔”
میں!۔۔۔ میں اس راسکل کو مار ڈالوں گا “وہ اپنی جگہ سے اٹھا کر بولا

تم ایسا کچھ نہیں کروں گے “زرقہ بیگم دھیمے مگر ٹھوس لہجے میں بولی”

میں ایسا ہی کروں گا “وہ بھی اسی انداز میں بولا اور باہر کی جانب
قدم لیے

تم ہوں۔۔۔۔۔ کیونکہ تم ہوں ہی ایسے بیچ اور گھٹیا خاندان کے۔۔۔۔۔ سنا تم نے زارون رستم تم راسکل ہوں “زرقہ بیگم چیخی تو وجدان صاحب نے آنکھیں ضبط سے میچ لی۔۔۔۔۔ جبکہ زینہ کی آنکھیں بھیگ آئی۔۔۔۔۔ جبکہ زارون کے قدم تو اپنی جگہ پر جم کر رہ گئے۔۔۔۔۔ اسنے حیرت سے منہ موڑے اپنی پھوپھو کو دیکھا جن کے آنسوؤں اس بات کی گواہی تھی کہ وہ سچ بول رہی تھی۔

زرقہ “!! وجدان صاحب نے زارون کو دیکھ کر انہیں تشبیہ کی”

نہیں وجدان آج نہیں۔۔۔۔۔ اتنے سالوں سے جو سچ جھوٹ کے ” پردے میں چھپا رہا۔۔۔۔۔ جو سچ ناسور بن گیا ہماری زندگیوں میں اب وقت آگیا ہے کہ وہ سچ سامنے آجائے “وہ ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرتی ٹھوس لہجے میں بولی

زارون تو بس یک ٹک اپنی پھوپھو کو دیکھے جا رہا تھا۔۔۔

تو کہوں زارون رستم ہمت ہے تم میں سچ سننے کی۔۔۔۔ بہت غرور ”
 ہے نا تم میں، تکبر ہے۔۔۔۔ بہت اکڑ ہے تم میں۔۔۔۔ لیکن اگر
 تمہیں اپنی اصلیت پتا چل جائے تو تمہاری انا کا جو یہ بت ہے نا پاش
 پاش ہو جائے۔۔۔۔ تم خود اپنی نظروں میں گر جاؤ۔۔۔۔ ارے تم
 ہوں ہی کیا۔۔۔۔ تمہارا وجود کیا ہے۔۔۔۔ جس کی بنا پر تم اتنا
 اکڑتے ہوں۔۔۔۔ اگر تم جان جاؤ تو سڑک پر پڑے کچرے اور تم
 میں کوئی فرق نہیں رہے گا زارون رستم “وہ اونچی آواز بولی تو زینہ نے
 انہیں چپ کروانا چاہا

نہیں زینہ آج مت روکو مجھے۔۔۔۔ بتانے دوں مجھے کہ یہ کون ہے ”
 اسکا باپ کون تھا۔۔۔۔ کیا تھا۔۔۔۔ وہ شخص جو میرا بھائی تھا کتنا
 گرا ہوا تھا وہ۔۔۔۔ کیسے ایک انسان کی زندگی برباد کر دی

اسنے۔۔۔۔۔ اگر میں آج بھی چپ نہیں رہی تو یہ سلسلہ نسل در نسل
چلتا رہے گا اور ایک معصوم لڑکی ہمیشہ ایسے ہی قربان ہوتی رہے
گی۔۔۔۔۔ کوئی مت روکے مجھے “زرقہ بیگم کا چہرہ پھر آنسوؤں سے بھر
گیا

بس!!! بہت ہو گیا۔۔۔۔۔ کیا سچ؟ کیسا سچ ہاں؟ بہت بول لیا آپ”
نے۔۔۔۔۔ بہت ہانک لی ادھر ادھر کی۔۔۔۔۔ مجھے بھی تو زرا سچ پتا
چلے۔۔۔۔۔ مجھے بھی بتائے آخر ایسا بھی کیا کر دیا میرے باپ نے جو
آپ اتنا بھڑک رہی ہے۔۔۔۔۔ یاں پھر یہ صرف ایک حربہ ہے مجھے
میری پرنسز سے دور رکھنے کا۔۔۔۔۔ آخر کو میں نے آپکی بیٹی کو جو
ریجیکٹ کیا تھا “وہ استہزایہ انداز میں زینیہ پر ایک ناگوار نظر ڈالے بولا

“اتنی ہمت ہے تم میں۔۔۔۔۔ بولوں سچ کا سامنا کر سکو گے تم؟”

زرقہ بیگم سپاٹ لہجے میں بولی

زارون رستم پتھر ہے۔۔۔۔۔ اس کی ہمت کا اندازہ شاید آپ کو ”
 نہیں۔۔۔۔۔ وہ سب کچھ سہہ سکتا ہے۔۔۔۔۔“ وہ ان کے برابر کھڑا
 آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولا

تو ٹھیک ہے زارون رستم کل صبح یہاں موجود ہونا۔۔۔۔۔ سچ موجود ”
 ہوگا تمہارے سامنے۔۔۔۔۔ اور ہاں اب تم یہاں سے جاسکتے
 ہوں۔۔۔۔۔ اور وہ لڑکی یہی رہے گی کیونکہ اس وقت وہ میرے گھر
 میں موجود ہے۔۔۔۔۔ وہ میری دسترس میں ہے“ زرقہ بیگم بھی اسے
 لکارا اور ساڑھی کا پلو سنبھالے اپنے کمرے کی جانب چل دی

ہنہ “!! زارون نے ہنکارا بھرا اور ایک نظر اپنے کمرے کے بند ”
 دروازے کو دیکھتا وہ گھر سے باہر نکل گیا

زارون کے جاتے ہی وجدان صاحب صوفہ پر ڈھم گئے

پاپا! ’زینیہ فوراً انکی جانب لپکی‘

ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا زینیہ۔۔۔۔۔ اگر سچ زارون کے سامنے آگیا تو”
 نجانے وہ کیا کت گزرے گا۔۔۔۔۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا“ وہ سر
 نفی میں ہلاتے اپنا ماتھا مسلتے بولے

سب ٹھیک ہو جائے گا پاپا۔۔۔۔۔ آپ فکر مت کرے زینیہ نے انہیں”
 دلاسہ دیا

اچھا میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں تم اس بچی کے پاس”

جاؤ۔۔۔ دیکھو اسے نجانے کس حالت میں ہوگی۔۔۔ پتہ نہیں کچھ کھایا
 بھی ہے اس نے کہ نہیں، “وجدان صاحب ہدایت دیتے اپنے کمرے کی
 جانب چل دیے

زینبیہ اٹھ کر بسمل کے پاس گئی



زارون کے جانے کے بعد بسمل نے خود کو چادر سے اچھے سے لپیٹ لیا تھا۔۔۔ وہ تو
 ابھی تک یقین نہیں کر پارہی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا

اتنے میں دروازہ کھٹکاتو بسمل کی روح فنا ہونے لگی

بسمل دروازہ کھولو میں ہوں زینہ ”وہ کچھ پرسکون ہوئی مگر دروازہ“
 نہیں کھولا۔۔۔۔۔ اگر وہ حیوان بھی اس کے ساتھ ہوا۔۔۔۔۔ نہیں
 ہرگز نہیں۔۔۔۔۔ وہ دروازہ نہیں کھولے گی

بسمل پلیز ”!! زینہ نے منت کی۔۔۔۔۔ اسے بولنے میں ابھی بھی“
 دشاوری ہورہی تھی

نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔۔ مجھے پتہ ہے وہ تمہارے ساتھ“
 ہے ”بسمل چیخی

بسمل میرے ساتھ کوئی نہیں ہے ماما نے اسے گھر واپس بھیج دیا ہے“

مجھے گھر جانا ہے۔۔۔۔۔ مجھے احان کے پاس جانا ہے “وہ ہچکیوں کی”
صورت روتی بولی۔

بسمل ادھر دیکھو چپ بلکل چپ۔۔۔۔۔ تم فکر مت کروں کل”
تمہیں گھر بھیج دے گے ہم۔۔۔۔۔ ابھی رات کافی ہوگئی
ہے۔۔۔۔۔ پراس کرتی ہوں۔۔۔۔۔ ہم صبح سلامت تمہیں کل گھر
بھیج دے گے “زینیہ نے اسے دلا سہ دیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پراس؟ “بسمل نے نم آنکھوں سے پوچھا”

پراس “زینیہ نے مسکرا کر اسکی ناک کھینچی۔۔۔۔۔”

چلو تم میرے ساتھ میرے کمرے میں۔۔۔۔۔ میں تمہیں اپنا ڈیس”

زینیہ جو اسے ہی اٹھانے آئی تھی اسے روتا دیکھ کر پریشان ہو گئی

بسمل کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟ درد ہو رہا ہے کیا؟ “اسکے ماتھے کی پٹی”
کو دیکھ کر اس نے پریشان لہجے میں پوچھا

نہیں۔۔۔۔۔ مجھے گھر جانا ہے “وہ ایک بار پھر سے زینیہ سے لپٹ”
کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔۔۔ زینیہ کو اسکی حالت پر ترس آیا

اچھا اوکے تم فریش ہو کر ناشتہ کر لو۔۔۔۔۔ اسکے بعد میں تمہیں خود”
لیکر جاؤ گی “زینیہ نے حامی بھری

زینیہ کی بات پر وہ جھٹ سے واشروم میں بھاگی۔۔۔۔۔ منہ ہاتھ دھو کر اسنے زینیہ کا

اسے ابھی ناشتہ کرتے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ زارون وہاں آیا

زہے نصیب“!! وہ دلفریب لہجے میں بولتا بسمل کو نظروں کے حصار”
میں رکھے اس کے بلکل سامنے بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ بسمل نے ڈر اور خوف
سے زینبیہ کا ہاتھ تھام لیا



اسکا ڈرنا، خوف۔۔۔۔۔ یہ سب کچھ زارون کو اندرونی سکون دیتا تھا

زینبیہ نے ہلکے سے بسمل کا ہاتھ دبایا اور اسے تحفظ کا احساس دلایا

ناشتہ کر لو تو میرے کمرے میں آجانا“ زرقہ بیگم سپاٹ لہجے میں بولتی”
وہاں سے اٹھ گئی

بسمل نے بھی مارے بندھے اپنا ناشتہ کیا اور لاؤنج میں آگئی۔۔۔۔۔ جبکہ زارون
وہ ان صاحب کے ساتھ ان کے کمرے میں چلا گیا

رک جاؤ “زارون کے اندر داخل ہونے سے پہلے ہی زرقہ بیگم بولی”
اور ایک چابی اپنے کمرے سے نکالی

چلو آؤ “وہ اسے اپنے پیچھے آنے کا بولتی گھر کے پیچھے انیکسی کی جانب”
بڑھی۔۔۔۔۔ زارون بھی حیران سا ان کے پیچھے بڑھا

انیکسی میں داخل ہوتے ہی وہ ایک کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔ زارون مزید
حیران ہوا کیونکہ اس نے ہمیشہ یہ کمرہ بند ہی دیکھا تھا

بہت خوبصورت ہے یہ “وہ تصویر پر ہاتھ پھیرتے بولا۔۔۔۔۔ ہالانکہ وہ”
سادہ سے نین نقش کی تھی۔۔۔۔۔ مگر ماں تو ماں ہوتی ہے اور اولاد
کے نزدیک ماں سے خوبصورت کوئی اور عورت نہیں ہوتی

اگر کوئی زارون سے پوچھتا کہ اس دنیا میں سب سے خوبصورت عورت کون
ہے۔۔۔۔۔ تو وہ بنا ایک لمحہ لیے اپنی ماں کا نام لیتا۔۔۔۔۔ مگر اسکی ماں کا نام کیا
ہے؟ وہ تو یہ بھی نہیں جانتا تھا

انکا نام کیا ہے؟ “زارون نے تصویر پر نظریں گاڑھے پوچھا”

انا۔۔۔۔۔ انا جعفری۔۔۔۔۔ جتنی خوبصورت تھی۔۔۔۔۔ اتنی ہی
خوب سیرت۔۔۔۔۔ مگر پھر ایک درندے نے اسکی ساری خوب صورتی
نویچ ڈالی۔۔۔۔۔ مار دیا اسے۔۔۔۔۔ یوں کہ نا تو وہ زندہ لوگوں

میں رہی اور نہ ہی مردوں میں۔۔۔۔ اسکی ساری معصومیت چھین لے
اس نے ”وہ بولی تو زارون کے اندر ایک لاوا سا ابلنے لگا

اور وہ درندہ میرا باپ تھا؟“ زارون نے ضبط سے آنکھیں میچ کر ”
پوچھا۔۔۔۔۔



زارون نے آنکھیں کھولی اور انا کی تصویر پر ہاتھ پھیرنے لگا

مجھے جاننا ہے کہ ایسا کیا ہوا تھا جو اتنی خوبصورت اور معصوم لڑکی ”
سے اس کا سب کچھ چھین لیا گیا“ زارون نے ٹھوس لہجے میں پوچھا

”بتاؤ گی مگر ایک شرط ہے میری۔۔۔۔ تم بسمل کو جانے دوں گے“
 زرقہ بیگم ٹھوس لہجے میں بولی

ٹھیک ہے میں اسے جانے دوں گا مگر سچ جاننے کے بعد ”زارون کا“
 لہجہ سخت تھا



ٹھیک جیسی تمہاری مرضی ”زرقہ بیگم اسکی بات کی حامی بھر لی“

وہ سب اب لاؤن میں صوفہ پر آنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ اس وقت دن کے
 گیارہ بج رہے تھے

آئی مجھے گھر جانا ہے، بسمل نظریں نیچی رکھے منمنائی”

تم کہی نہیں جارہی، زارون غصے سے بولا تو بسمل ڈر گئی”

بیٹا ہم نے وعدہ کیا ہے کہ آپ کو آپ کے گھر چھوڑ کر آئے”
گے۔۔۔۔۔ شام تک کا ویٹ کر لو بس۔۔۔۔۔ اوکے، زر قہ بیگم بولی
تو بسمل نے سر اثبات میں ہلادیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زر قہ بیگم نے ایک نظر وجدان صاحب کو دیکھا جنہوں نے آنکھوں کو جنبش دیکر

اجازت دی

ایک لمبی سانس لیے انہوں نے زارون کو دیکھا

ماضی

آہ“!! پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ ریسٹورانٹ میں بیٹھی اس شخص کا انتظار“
کر رہی تھی



“انف زعقہ کہاں پھنسا دیا مجھے۔۔۔۔۔ چھوڑو گی نہیں میں تمہیں“
ٹیبل پر ہاتھ مارتے وہ غصے سے بولی تو پانی کا گلاس اسکی کالی فرائک پر
گر گیا

“ون مور ڈیزاسٹر“

(one more disaster)

بھیگے فراک کو ٹیشو سے صاف کرتے وہ بولی۔۔۔۔۔ اور اٹھ کر واشروم کی جانب چل

دی

زرقہ نے اس کے لیے آج ایک بلا سنڈٹھیٹ ارینج کی تھی اور وہ اب آدھے گھنٹے سے اس
آدمی کا انتظار کر رہی تھی جسے زرقہ نے اس کے لیے چنا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

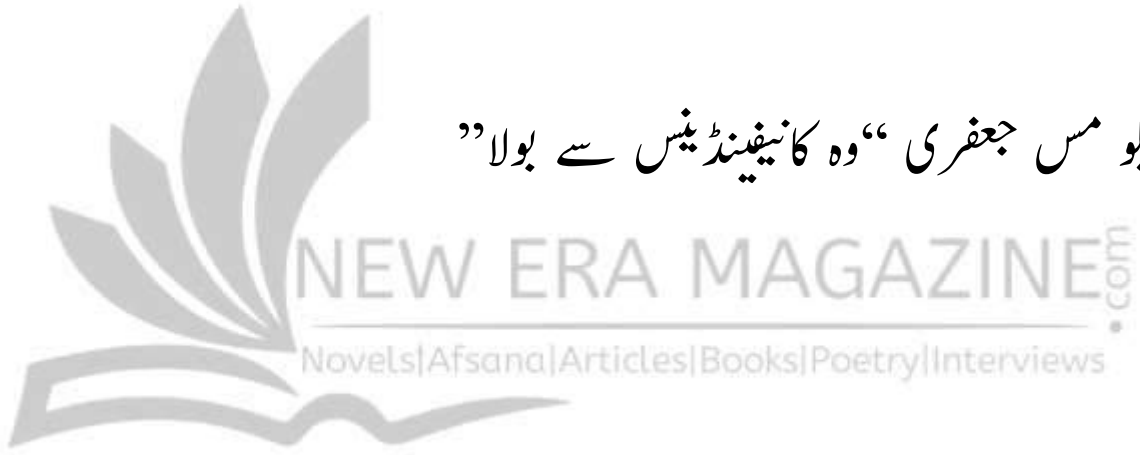
زرقہ کو سوبائیں سناتی وہ واشروم کے دروازے پر پہنچی جب اسے اندر سے عجیب
آوازیں سنائی دی۔۔۔ اس نے کندھے اچکائے دروازہ کھولا۔۔۔۔۔ تو آنکھیں

حیرت سے ابل پڑی

لیڈیز واشروم میں ایک مرد ایک عورت کے ساتھ اور ان کی پوزیشن۔۔۔۔۔ وہ اس

وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا اس ٹیبل پر پہنچا جہاں آج اسکی بلا سنڈ ڈیٹ موجود تھی۔۔۔۔۔
اس لڑکی کی پیٹھ رستم کی جانب تھی اسی لیے وہ اسکی شکل نہیں دیکھ سکا اور گھوم کر
سامنے آیا

ہیلو مس جعفری “وہ کانیفینڈینس سے بولا”



انا واثر و م سے جلدی بھاگتے دوبارہ اپنے ٹیبل پر پہنچی۔۔۔۔۔ لمبے لمبے سانس لیے
اس نے خود کو نارمل کرنا چاہا۔۔۔۔۔ پہلے تو اس نے سوچا کہ وہ یہاں بھاگ
جائے۔۔۔۔۔ لیکن اگر وہ ایسا کرتی تو شق پولیس تحقیقات میں شک یقینی طور پر اس
پر جاتا

ابھی وہ خود کو نارمل کر رہی تھی کہ کسی نے اسے بھاری مردانہ آواز میں مخاطب کیا

ہیلو مس جعفری“ وہ کانفیڈینس سے بولا تو انا کے ماتھے پر پسینے کی ”
 ننھی بوندے جمع ہونا شروع ہو گئی مگر اس نے خود پر قابو پایا۔۔۔۔۔ وہ
 نہیں چاہتی تھی کہ سامنے کھڑے اس شخص کو اس پر زرا سا بھی شک

ہوں
 NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہائے“ انا کانفیڈینس بحال کرتے بولی”

میں رستم شیخ۔۔۔۔۔ زرقہ کا بھائی۔۔۔۔۔ تو وہ آپ ہے جس سے وہ ”
 مجھے ملوانا چاہتی تھی“ رستم بھاری لہجے میں بولتا اس کے سامنے بیٹھ گیا

تم نے واشروم میں کیا دیکھا؟“ اسکا ہاتھ اپنے گرفت میں لیے وہ بولا تو دیکھنے والوں کو یہی معلوم ہوتا کہ وہ ایک ہپی کپل ہے

اسکی بات پر ایک پل کو تو ناگڑ بڑا گئی مگر پھر اگلے ہی پل وہ سنبھلی

مجھے نہیں معلوم کہ آپ کس بارے میں بات کر رہے ہیں مسٹر شیخ“
 اور اچھا ہوگا آپ اپنا ہاتھ اپنے تک ہی رکھے“ انا نے اسکی
 گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کروایا

ایٹیوڈ؟“ رستم نے غور سے اس لڑکی کو دیکھا۔۔۔۔۔ کالے فراک میں“
 سادہ سے نین نقش اور سادہ سی تیاری کے باوجود بھی اس لڑکی میں
 ایک عجیب سی کشش تھی۔۔۔۔۔ اس پر گندمی رنگ چٹا تھا۔۔۔۔۔ رستم
 نے زندگی میں بہت خوبصورت اور حسین لڑکیاں دیکھی۔۔۔۔۔ مگر یہ

گندمی رنگ والی لڑکی ان سب سے الگ تھی۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ مزید بات چیت کرتے اچانک پولیس سائرن کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی پورے ریستورانٹ میں واشر روم مین ہوئے قتل کا شور مچ گیا

پندرہ منٹ کے اندر اندر پورا ریستورانٹ سیل کر دیا گیا تھا۔۔۔۔ چونکہ قتل منسٹر کی بھانجی کا ہوا تھا تو سخت ایکشن لینا بنتا تھا

پوچھ گچھ شروع ہو چکی تھی۔۔۔۔ جب ایک پولیس آفیسر ان کے ٹیبل کے پاس آیا۔۔۔۔ جہاں انا سر جھکائے بیٹھی تھی جبکہ رستم اپنے ڈنر کے ساتھ انصاف کر رہا تھا

ایسکیوز می مس؟“ پولیس آفیسر نے اسے مخاطب کیا”

”اور آپ کو کیسے لگا؟“

کیونکہ انہوں نے مجھے واشروم سے جانے کو کہاں تھا۔۔۔۔ اور یہ ”
بھی کہ وہ پرائیویٹ ماحول چاہتی ہے“ انا نے کندھے اچکائے جواب
دیا۔۔۔۔۔ رستم مسکرا کر اسکا جھوٹ سن رہا تھا

شائد انکا بوائے فرینڈ ہوگا۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ اپنے میک اپ پر ایکسٹرا ”
محنت کر رہی تھی“ انا نے جواب دیا تو پولیس نے سر اثبات میں ہلادیا

تو تم نے جھوٹ بول کر مجھے بچایا؟“ رستم نے پولیس کے جاتے ڈنر ”
پھر سے شروع کرتے انا سے پوچھا

میں نے بچایا نہیں احسان کیا ہے۔۔۔۔۔ آپ میری دوست کے بھائی”
ہے“ انا لحاظ بالائے طاق رکھتے بولی

تم نے مجھ پر کوئی احسان نہیں کیا۔۔۔۔۔ یہاں موجود پولیس کو معلوم”
تھا کہ یہ قتل میں نے کیا ہے“ رستم پر سکون سا بولا تو انا کی آنکھیں
باہر کو آئی



NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسکی حالت دیکھ کر رستم مسکرایا

تمہیں کیا لگتا ہے کہ ہماری پولیس اتنی ایکٹیو کب سے ہوگئی۔۔۔۔۔”
اور دوسری بات وہ پولیس آفیسر تم سے اتنے اچھے سے کیسے بات کر
رہے تھے؟ سوچنے والی بات ہے نا؟“ رستم اسکا مزاق اڑاتے بولا

منسٹر سر کو معلوم ہو گیا ہے تو وہ تمہیں چھوڑے گے نہیں ” انا کا لہجہ ”
پل بھر میں سخت ہوا

پہلی بات منسٹر مجھے کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ سب اسکا آئیڈیا ”
تھا۔۔۔۔ دوسری بات آئندہ سے میں تمہارے منہ سے اپنے لیے تم
نہیں آپ سنوں ” اس نے تشبیہ کی

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
منسٹر اپنی بھانجی کو کیوں مارنا چاہے گا ” انا ابھی تک وہی اٹکی تھی ”

پیسہ سب کچھ کروا دیتا ہے انسان سے ۔۔۔۔ مائی ڈئیر پرنسز ” رستم ”
نے اب بل پے کیا

امید ہے کہ نیکسٹ ویک اینڈ مل کر ہم آج جو ٹائم ضائع ہوا ہے ”

قطرہ آنسوؤں نکل رہے تھے

زرقہ “!! انا فوراً اس کے پاس بھاگی اور موبائل میں موجود تصویر دیکھ”
کر زرقہ کو گلے لگایا

وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے انا؟ کیسے کر سکتا ہے وہ میرے ساتھ ایسا؟ کیا”
اسے مجھ پر ترس نہیں آتا“ انا کے گلے لگے وہ بری طرح رو
دی۔۔۔۔۔ انا نے سگار اسکے ہاتھ سے کھینچا اور ایش ٹرے میں بچھایا
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چلو آؤ“ وہ زرقہ کو اسکی جگہ سے اٹھائے اس کے کمرے میں لے آئی”

وہ رستم کے حوالے سے بات کرنے کا ارادہ ترک کر چکی تھی۔۔۔۔۔ مگر زرقہ کے
کمرے کا تو نقشہ ہی بدلا ہوا تھا۔۔۔۔۔ ہر چیز تہس نہس تھی۔۔۔۔۔ انا سرنفی

چاکلیٹ باکس پر گئی

ارے یہ کہاں سے آئے؟ “زرقہ نے چاکلیٹ باکس کھول کر اس میں”
سے چاکلیٹ نکالتے پوچھا



ارے سچ یاد آیا کل تو تمہاری اور بھائی کی ڈیٹ تھی نا کیسا رہا سب؟”
آئی میں تمہارے اور بھائی کے درمیان کیا کیا باتیں ہوئی اور تمہیں وہ
کیسے لگے؟ “آدھی چاکلیٹ واپس رکھ کر زرقہ نے اچھلتے پوچھا

کل کی رات میری لائف کی سب سے بری رات تھی “انا زرقہ کی”
جانب دیکھتے بولی

کیوں؟“ زرقہ نے منہ بنایا”

دیکھو زرقہ تم چاہتی تھی کہ میں اپنے لیے اب ایک لائف پارٹنر”
 ڈھونڈو۔۔۔۔ اور تم نے یہ فضول سی بلاسٹڈ ڈیٹ بھی اریج کی جس
 کی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی۔۔۔۔ مگر میں اور تمہارا بھائی ہم
 ایک دوسرے کے لیے نہیں ہے۔۔۔۔ تم پلیز اپنے بھائی سے بولو کہ
 وہ مجھے یہ سب (چاکلیٹس اور بوکے کی طرف اشارہ کرتے وہ بولی (نا
 بھیجے۔۔۔۔ میری نظر میں ہم ایک پرفیکٹ کیل۔۔۔۔ جیسا کہ تم
 کہتی ہوں نہیں بن سکتے۔۔۔۔ سو پلیز“ انا نے آرام سے اپنی بات
 پوری کی

مگر۔۔۔۔“ زرقہ نے کچھ بولنے کے لیے منہ کھولا”

مگر وگر کچھ نہیں زرقہ۔۔۔۔۔ پلینز۔۔۔۔۔ اور ویسے بھی میں ایک ”
خونی کے ساتھ اپنی زندگی نہیں گزار سکتی“ انا ٹھوس لہجے میں بولی

خونی؟ ”زرقہ کی آنکھیں بڑی ہوئی تو انا نے اسکو کل کا سارا واقعہ سنا“

دیا



مگر ہو سکتا ہے کہ بھائی نے تم سے مزاق کیا ہوں۔۔۔۔۔ خون ”
انہوں نے کیا ہوں۔۔۔۔۔“ زرقہ نے دلیل دی

ضرور میں تمہاری بات مان جاتی زرقہ اگر میں نے خود اس شخص کو ”
اس لڑکی کے ساتھ وہ سب کچھ۔۔۔۔۔ اور پھر اسکا قتل۔۔۔۔۔
مجھے اپنی زندگی میں ایک فئیر انسان چاہیے زرقہ۔۔۔۔۔ کوئی رنگین

مزاج انسان نہیں۔۔۔۔ ہو پ سو تم سمجھ گئی ہوگی، “زرقہ کا گال
تھپتھپاتے وہ بولی اور سالن کے نیچے سے چولہا بند کر دیا

میں مارکٹ جا رہی ہوں راشن خریدنے۔۔۔۔ تم تب اپنا ناشتہ ”
کر کے ہاتھ لے لینا، “انا سے ہدایت دیتی چلی گئی۔۔۔۔ مگر زرقہ کا
دماغ تو انا کہ انکار پر ہی تھا



ایک ہفتے سے انا کو پھول اور چاکلیٹس مل رہی تھی۔۔۔۔ اب وہ عاجز آچکی تھی ان
چیزوں سے۔۔۔۔ حتیٰ کے اسے اب انہیں اپنے فلیٹ کے باہر ڈسٹ بین میں پھینکنا
شروع کر دیا تھا

دیکھیے آپ جو بھی ہے جلدی بتائیے میرا ٹائم ضائع مت کرے “انا کا”
 لہجہ تھوڑا سخت ہوا

رستم شیخ بول رہا ہوں “اب کی بار دوسری جانب سے بھی لہجہ سخت”
 تھا

“اوہ مسٹر شیخ آپ؟ خیریت کال کی اور آپ کو میرا نمبر کہاں سے ملا؟”
 انا حیران ہوئی

ڈھونڈنے سے تو خدا بھی مل جاتا ہے۔۔۔ اور رستم شیخ کے لیے کسی”
 کو ڈھونڈنا مشکل نہیں “وہ اکڑو لہجے میں بولا

مسٹر شیخ آپ نے کال کیوں کی تھی؟ میں زرا مصروف ہوں “انا کو”
اسکی فضول باتوں پر غصہ آنے لگا تھا

مس جعفری شاید نہیں یقینی طور پر آپ بھول گئی ہے کہ آج ویک
اینڈ ہے۔۔۔۔ ہمیں ملنا تھا رات آٹھ بجے۔۔۔۔ یہی یاد دلانے کو
کال کی ہے “رستم ریوالوینگ چیر پر بیٹھا۔۔۔۔ نیم اندھیرے کمرے میں
سگار کے کش لگاتے بولا

اور میں نے بھی کہاں تھا کہ ہم اب کبھی نہیں ملے گے “انا ایک”
ایک حرف پر زور دیتے بولی

یہ شخص تو وبال جان بن گیا تھا

آپ تو بڑی بے مروت نکلی۔۔۔۔ میرے دیے گئے پھولوں کا بھی ”
لحاظ نہیں کیا“ رستم سامنے فٹ پاونڈ میں موجود مچھلیوں کو دیکھتے بولا

وہ جس قابل تھے میں نے ان کے ساتھ وہی کیا۔۔۔۔ اور اب ”
پلیز آپ مجھے تنگ مت کرے“ انا نے کہہ کر فون رکھنا چاہا جب اسے
رستم کی سرسراتی آواز سنائی دی

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
انا جعفری۔۔۔۔ رستم شیخ کبھی کسی کو خود سے دعوت نہیں ”

دیتا۔۔۔۔۔ مگر تمہیں دی۔۔۔۔ اور اب تم پر بھی فرض ہے کہ اچھی
لڑکی کی طرح تم مجھ سے ملنے آجاؤ۔۔۔ ورنہ شہلا کے قتل کا الزام تم
پر لگانے میں مجھے زیادہ دیر نہیں لگے گی“ پل بھر میں رستم کا لہجہ بدلا
تھا

کھولا تو ایک خوبصورت سی پریل کلر کی میکسی تھی۔۔۔۔۔ جو پیچھلے سے بیک لیس
 تھی جبکہ آگے کا حصہ کافی ڈیپ تھا۔۔۔۔۔ انا کو رہ رہ کر اس شخص پر غصہ آیا۔۔۔۔۔
 آخر اس نے انا کو سمجھ کیا رکھا تھا جو اسے ایسا ڈریس بھیجا

مگر انا نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ رستم سے ملنے ضرور جائے گی۔۔۔۔۔ مگر اسکی عقل
 ٹھکانے لگانے



پیچ کلر کا سوٹ پہنے اسکے ساتھ بالوں کی اونچی پونی بنائے وہ رستم کے بتائے گئے
 ریستورانٹ کے باہر موجود تھی

مگر وہاں تو بندہ نابندے کی ذات والا حساب تھا

کہی میرے کوئی مزاق تو نہیں کر رہا یہ شخص؟ ”انا نے سوچا“

اگلے ہی پل وہ دروازہ کھولے اندر داخل ہوئی۔۔۔۔۔ جہاں چار سواندھیرا تھا صرف
 کینڈلز جل رہی تھی۔۔۔۔۔ اس سے پہلے انا اپنا منہ کھولتی۔۔۔۔۔ سپوٹ لائٹ اس
 کے سامنے کھڑے رستم پر جارکی

پانچ فٹ گیارہ انچ کا قد۔۔۔۔۔ شفاف رنگت۔۔۔۔۔ گہری ہیزل براؤن آنکھیں جن
 میں عجیب سی چمک تھی۔۔۔۔۔ بلیک کلر کا پینٹ کوٹ پہنے وہ اپنی شاندار
 پرسنلیٹی کے ساتھ کسی کا بھی دل دھڑکا سکتا تھا مگر اس کا سامنا انا جعفری سے تھے جو
 بظاہر حلیے پر مرنے والی نہیں تھی

اکڑوچال چلتا وہ اسکے سامنے آکھڑا ہوا۔۔۔۔۔ جبکہ انا دونوں بازو سینے پر باندھے لب

بھینچے اسکی ساری کاروائی دیکھ رہی تھی

گٹھنے کے بل بیٹھے اب رستم نے اپنے کوٹ کی پاکٹ میں سے ایک باکس نکلا اور اسکے
کھول کر انا کے سامنے کیا۔۔۔۔۔ انا نے غور سے اس ڈائمنڈ کی رنگ کو دیکھا جو اپنی
قیمت خود بتا رہی تھی

انا۔۔۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ ہم صرف ایک بار ہی ملے ہیں۔۔۔۔۔ مگر ”
میں جب سے تم سے ملا ہوں۔۔۔۔۔ میرے ذہن پر تب سے سوار ہوں
تم۔۔۔۔۔ میرے حواسوں کو تمہاری سوچ نے صلب کر لیا
ہے۔۔۔۔۔ میں نے کبھی کسی کے بارے میں اتنا نہیں سوچا جتنا
تمہیں سوچا۔۔۔۔۔ اور یونہی سوچتے سوچتے میں تمہیں چاہنے لگا۔۔۔۔۔
کیا تم میری ہمسفری قبول کروں گی انا جعفری۔۔۔۔۔ بولو شادی
کروں گی مجھ سے؟“ رستم کا لہجہ سچے جذبوں سے بھرپور تھا۔۔۔۔۔
اسکے انداز میں کسی بھی قسم کی ملاوٹ نہیں تھی وہ سچ بول رہا تھا

اسکے لہجہ میں پختہ یقین تھا کہ انا سے کبھی بھی انکار نہیں کرے گی۔۔۔۔۔ مگر
سامنے بھی انا جعفری تھی جو کسی کو بھی خود پر حکومت کرنے کی اجازت نہیں دیتی

دیکھیے مسٹر شیخ میں یہاں آپ سے ملنے نہیں آئی بلکہ آپ کو یہ ”
سمجھانے آئی ہوں کہ پلیز مجھ تنگ کرنا بند کرے۔۔۔۔۔ اور آخری
بات میں آپ کی سوچوں پر کس قدر حاوی ہوں یہ میری غلطی
نہیں۔۔۔۔۔ مگر مجھے آپ ایک آنکھ نہیں بھائے۔۔۔۔۔ انفیکٹ میرا
اور آپکا تو کوئی میچ نہیں۔۔۔۔۔ سو پلیز مجھے تنگ کرنا بند
کرے۔۔۔۔۔ اور پلیز آئندہ سے مجھ سے رابطہ مت کیجیے گا۔۔۔ اور
ہاں میری طرف سے انکار ہے “ انا اسکی طبیعت صاف کرتی مڑی جب
رستم نے اسکی کلائی دبوچ لی

وجہ جاننا چاہتا ہوں انکار کی؟“ رستم لہجہ ہموار رکھتے بولا“

وجہ آپ خود ہے مسٹر شیخ۔۔۔۔۔ مجھے میری زندگی ایک مرد کے ”
ساتھ گزارنی ہے جو صرف میرا بن کر رہے۔۔۔۔۔ کسی پروانے کے
ساتھ نہیں جو آج یہاں تو کل کہی اور ہوں۔۔۔۔۔ اینڈ پلیز سٹاپ
ٹارچنگ می“ ایک جھٹکے سے اپنی کلائی آزاد کرواتے انا وہاں سے چلی

گئی۔۔۔۔۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رستم کو لگا اسکا دل کسی نے زور سے مٹھی میں جکڑ لیا ہوں۔۔۔۔۔ اسکی آنکھوں میں
ہلکی سی نمی چھا گئی

تو کیا کرنے والا ہے رستم؟“ وجدان نے سیریس انداز میں پوچھا تو”
 باقی سب بھی چونک کر رستم کو دیکھنے لگے۔۔۔ جس کے چہرے کی
 مسکراہٹ انہیں بہت کچھ غلط ہونے کا اندیشہ دے رہی تھی

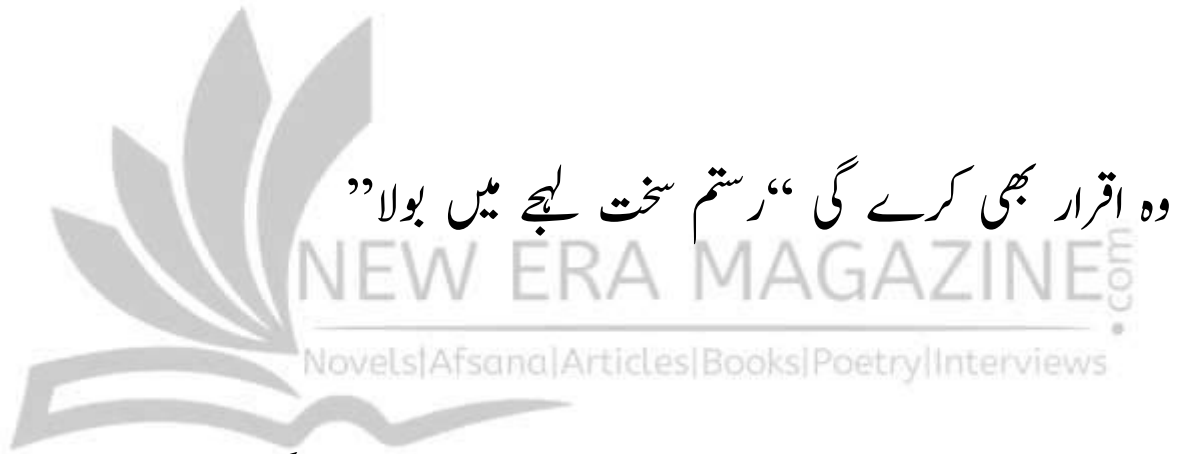
بتا دوں گا۔۔۔ مگر وقت آنے پر“ وائُن کا آخری گھونٹ بھر کر وہ”
 گنگناتا اپنے کمرے کی جانب چل دیا

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے رستم کی سوچ کچھ اچھی نہیں لگ رہی“ کا شان اسکی پشت کو”
 چھوٹی آنکھیں کیے گھورتا بولوں تو باقی دونوں نے بھی اسکی ہاں میں ہاں
 ملائی

بیڈپر لیٹاسگار کے کش لگاتا، لال آنکھیں لیے وہ کسی اور ہی دنیا میں پہنچا ہوا تھا

تو اس نے تمہیں انکار کر دیا؟“ اس کے اندر سے ایک آواز آئی”



وہ اقرار بھی کرے گی“ رستم سخت لہجے میں بولا”
 رستم شیخ تم اس غلط فہمی میں مت جیو کہ انا جعفری کبھی تمہاری”
 ہوگی۔۔۔۔۔ پاگل ہوں تم۔۔۔۔۔ سائیکو ہوں تم۔۔۔۔۔ تم سے
 بھلا وہ کیوں شادی کرے گی؟“ وہ آواز اس پر ہنسی

میں پاگل نہیں ہوں“ رستم چلایا”

ہاں ہوں تم پاگل۔۔۔۔۔ اور اگر پاگل نہیں بھی ہوں تو بھی اس”
 نے تمہیں انکار کر دیا ہے۔۔۔۔۔ وہ تمہیں نامرد بول کر گئی ہے رستم
 شیخ۔۔۔۔۔ تمہارے منہ پر طمانچہ مار کر گئی۔۔۔۔۔ تمہاری عزت کی
 دھجیاں اڑا دی اسنے“ وہ آواز پھر سے گونجی



تو اب میں کیا کروں؟“ رستم پریشان انداز میں بولا”

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بدلا۔۔۔۔۔ بدلا لو رستم شیخ۔۔۔۔۔ اسے بتاؤ کہ تم ایک مرد”
 ہوں۔۔۔۔۔ اسنے تمہاری عزت کی دھجیاں اڑائی ہے۔۔۔۔۔ تم بھی
 ویسا ہی کروں۔۔۔“ وہ آواز اسے غلط راہ دکھانے لگی

نہیں میں ایسا نہیں کروں گا۔۔۔۔۔ وہ محبت ہے میری“ رستم نے سر”

نئی میں ہلایا

ٹھیک ہے مت مانو میری بات۔۔۔۔۔ اگر تم ایسا کرو گے تو وہ ہمیشہ ”
تمہاری ہو جائے گی۔۔۔۔۔ اسے کوئی نہیں اپنائے گا۔۔۔۔۔ پھر تم
اسے خود تک رکھنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔۔۔۔۔ مگر تمہیں میری
بات نہیں مانی تو میں چلا“ وہ آواز پھر سے بولی

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”نہیں مت جاؤ۔۔۔۔۔ میں اسے کھو نہیں سکتا بتاؤ میں کیا کروں“
رستم چیختے چلاتے پورا کمرہ تہس نہس کرنے لگا

اسے لے آؤ رستم اپنے پاس۔۔۔۔۔ اسے قید کر لوں۔۔۔۔۔ جو”
میں نے کہا ہے اس پر عمل کروں۔۔۔۔۔ وہ تمہاری ہوگی رستم
صرف تمہاری“ چاروں اطراف گونجتی آواز اس سے بولی

رستم نے اپنے بالوں کو مٹھی میں جکڑے زور سے کھینچا۔۔۔۔۔ وہ چلایا۔۔۔۔۔ یکدم
اس نے ایک فیصلہ کیا۔۔۔۔۔ اور پراسرا مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر درآئی کو کسی طوفان
کی پیش گوئی کر رہی تھی

نہیں انا۔۔۔۔۔ نہیں میں تمہیں نہیں چھوڑو گا۔۔۔۔۔ تم میری ہوں”
صرف رستم شیخ کی اور وہ تمہیں ہر قیمت، ہر صورت پر حاصل کر لے
گا“ وہ زور زور سے ہنسنے لگا۔۔۔۔۔ اسکی ہنسی میں کچھ ایسا تھا کہ اگر
کوئی اسے ہنستے دیکھ لیتا تو یقینی طور پر اسے پاگل مان لیتا

اپنا لٹر اور سگار اٹھائے رستم اب سٹیڈی میں چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

انا پر سکون تھی کہ اب رستم سے تنگ نہیں کرے گا۔۔۔۔۔ کم از کم اب تو نہیں
 جب وہ اچھے سے اسکی طبیعت سیٹ کر چکی تھی۔۔۔۔۔ وہ گھر آئی تو زرقہ پہلے سے ہی
 سوئی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اسکے اتنے سارے شاپنگ بیگز دیکھ کر وہ
 چونکی۔۔۔۔۔

لگتا ہے کچھ زیادہ ہی شاپنگ کر لی ہے محترمہ نے “انا مسکراتی اپنے”
 کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔ مگر جو اسکی نظروں سے اوجھل رہا وہ تھا
 زرقہ کا سفر بیگ جسے اسنے صوفہ پر رکھا تھا

آج سے آفس میں بہت ٹائم لگ گیا تھا۔۔۔۔۔ اب وہ رات کے دس بجے کیب کا انتظار

کر رہی تھی جب بلیک کلر کی کرولا بلکل اس کے سامنے آرکی

مس انا جعفری؟ “گاڑی سے نکلے قد اور ڈرائیور نے اس سے پوچھا”

جی؟ “انا کو اسے دیکھ کر تھوڑا ڈر لگا”

مجھے ماسٹر رستم نے بھیجا آپ کو لینے کے لیے وہ آپ سے ملنا چاہتے”
ہے “اسکا لہجہ بھاری اور آواز مخصوص قسم کی تھی

رستم کا نام سن کر انا کو اپنا پی پی بڑھتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔ ابھی کل ہی تو اس نے رستم

کی طبیعت صاف کی تھی مگر وہ ڈھیٹ انسان

مگر مجھے کہی نہیں جانا اپنے ماسٹر سے بولو کہ مجھے تنگ کرنا بند ”
 کرے “کہتے ہی انا اس کیب کی طرف بڑھی جو ابھی وہاں آکر رکی
 تھی۔۔۔۔۔ مگر اس قد آور انسان نے اسکی کلانی بیدردی سے تھام لی

ماسٹر کی حکم عدولی کرنا میں نہیں جانتا۔۔۔۔۔ انہیں آپ چاہیے تو ”
 چاہیے “اسکا لہجہ انا کو ڈرا چکا تھا

NEW ERA MAGAZINE.COM
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چھوڑو میرا ہاتھ سنا تم نے بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہارا ماسٹر مجھ سے دوڑ ”
 رہوں۔ “اپنی کلانی مسلسل اسکی گرفت سے آزاد کرواتے وہ بولی مگر اس
 انسان کی پکڑ مزید سخت ہوگئی تھی

اوائے چھوڑو انہیں “کیب کا ڈرائیور گاڑی سے نکلتا بولا اور انا کے ”
 ساتھ آکر کھڑا ہوگیا

انانے بہت کوشش کی مگر لا حاصل۔۔۔۔۔

”ر کو تم ایسے نہیں مانو گے۔۔۔۔۔ ابھی پولیس کو کال کرتا ہوں“
 اس آدمی نے فون نکالا تو بہادر خان رستم کے ڈروائیور نے اپنی گن
 نکالی اور اس آدمی کو گولی ماری جو اسکے دل کے آر پار ہو گئی اور وہ وہی
 گر گیا۔۔۔۔۔ یہ دیکھ کر انا کی چیخیں بلند ہوئی اور خود کو چھڑوانے کی
 اس نے مزید کوشش جاری کر دی مگر بہادر خان نے اسے زور سے گار
 کے اندر دھکا دیا اور خود ڈروائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر گاڑی آٹو لاک کر دی

انا پورا راستہ دروازہ بجاتی رہی مدد کو پکارتی رہی مگر کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔۔۔۔۔
 اس نے بہادر خان کی سو منٹیں کی۔۔۔۔۔ اسے اللہ کا واسطہ بھی دیا مگر اسنے تو اپنے
 کان بند کر لیے تھے۔۔۔۔۔ انا کو موبائل تک کا بھی خیال نہیں آیا۔۔۔۔۔ مگر وہ اتنا

جان چکی تھی کہ آج کی رات اسکی زندگی کی سب سے بھاری رات ہونے والی ہے

رستم کے گھر پہنچتے ہی بہادر خان کار سے باہر نکلا اور پیچھے کا دروازہ کھول کر انا کو نکالنے لگا جو کہ بہادر خان سے دور ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔ مگر لا حاصل



اسے کھینچتا بہادر خان اندر گھر کی جانب بڑھا جو گھر کم اور محل زیادہ تھا

انا چیخ چلا کروہاں موجود لوگوں کو مدد کے لیے پکار رہی تھی مگر سب نے تو مانوں کان بند کر لیے تھے

پورا محل اندھیرے میں ڈوبا تھا۔۔۔۔۔ گھر کے ہر ایک کونے میں سٹیل کے بنے
سپاہی کا ایک پتلا کھڑا تھا جن کے ہاتھوں میں تلواریں تھی۔۔۔۔۔ وہ سپاہی پرانی
جنگلوں کے سپاہی جیسے تھے۔۔۔۔۔

انانے بہادر خان سے ہاتھ چھڑوانے کی ہر ایک ناکام کوشش کر لی تھی

اسے چھوڑ دوں بہادر خان وہ تمہاری ملکہ ہے“ یہ آواز رستم کی تھی”
جو اوپر سیڑھیوں کی ریلینگ پر دونوں ہاتھ پھیلائے پر سکون سا انہیں
دیکھ رہا تھا

بہادر خان نے ایک لمحہ نہیں لگایا انا کو چھوڑنے میں اور ساتھ ہی اسکے سامنے اپنا سر بھی
جھکا دیا

مسٹر شیخ یہ کیا بد تمیزی ہے “انا وہی سے رستم کو دیکھ کر چلائی”

بد تمیزی میں نے ابھی شروع ہی کہاں کی ہے پرنسز “!! رستم کا”
 پراسرار لہجہ انا کے بدن پر کپکپی طاری کر گیا تھا۔۔۔ انا کو نجانے کیوں
 مگر اب پکا یقین ہو گیا تھا کہ آج کچھ ایسا ہونے والا تھا جو اسکی پوری
 زندگی کو ہلا کر رکھ دے گا۔

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے مسٹر شیخ۔۔۔ میں جا رہی ہوں گھر واپس۔۔۔ اور
 آپ پر اور آپ کے اس گارڈ پر ناصر ف مجھے حراساں کرنے بلکہ بیچ راہ میں ایک معصوم
 انسان کی جان لینے کا پرچہ بھی کٹواؤ گی“ رستم کو وہ دھمکی دیتی وہ دروازے کی جانب
 مڑی تو رستم نے آنکھوں سے بہادر خان کو اشارہ کیا جس نے سر خم کر کے انا کی کلائی
 دبوچ لی اور اسکا ہاتھ زور سے کھینچے اسے اوپر رستم کے پاس لیجانے لگا
 انا نے نجانے کتنے وار کیے بہادر خان کے ہاتھ پر مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا

بہادر خان نے ایک جھٹکے سے انا کی کلائی چھوڑی تو وہ جھٹکا کھاتی رستم کے سینے جا لگی۔۔۔۔۔ جس نے ایک بازو سے اسکی کمر تھامی اور دوسرے سے اسکے بالوں کی پونی نکالی۔۔۔۔۔ لمبے بال ابشار کی مانند پیچھے کمر پر پھیل گئے تھے۔۔۔۔۔ بہادر خان تو سر جھکاتا وہاں سے چلا گیا جبکہ انا نے رستم کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کی تو اسنے مزید گرفت کو تنگ کر دیا۔۔۔۔۔ اسکی گردن میں منہ چھپا لیا۔۔۔۔۔ انا کی تو آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔۔۔۔۔ اسے رستم کے ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔۔۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ کر پاتی رستم کے ہونٹ اسکے ہونٹوں پر آن ٹھہرے تھے۔۔۔۔۔ رستم کی گرفت مزید سخت ہو گئی۔۔۔۔۔ وہ انا کو سزا دے رہا تھا اسے ٹھکڑانے کی اسے تکلیف دینے کی

انانے پورا زور لگا کر خود کو رستم سے پرے دھکیلا اور ایک تھپڑ کھینچ اس کے منہ پر دے مارا۔۔۔۔۔ رستم کے چہرے پر یکنخت سرد مہری چھائی۔۔۔۔۔ اسے انا کے کھلے بالوں کو مٹھی میں دبوچا تو انا کی چیخ نکل گئی

”آج تک کسی کی اتنی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ رستم شیخ کو انکار کر سکے اور تم نے یہ ہمت کی۔۔۔۔۔ اور تو اور مجھ پر ہاتھ بھی اٹھایا“ رستم غصے سے پھنکارا

”ہاں اٹھایا ہاتھ میں نے تم اور دوبارہ اٹھاؤں گی۔۔۔۔۔ انسان نہیں درندے ہوں تم سنا تم نے۔۔۔۔۔ درندے ہوں تم۔۔۔۔۔ تم کتنے گھٹیا اور گرے ہوئے انسان ہوں۔۔۔۔۔ شرم نہیں آتی تمہیں“ انا بھی غصے سے بولی

”آئیندہ سے مجھ سے تم کر کے بات کی تو جان نکال دوں گا اور کیا کہا درندہ ہوں میں تو کیوں نا تمہیں درندہ بن کر دکھا ہی دوں“ اسے دیوار سے لگائے دونوں بازو ایک ہاتھ میں جکڑے دوسرے سے اسکا منہ دبوچے رستم دوبارہ اسکے ہونٹوں پر جھک گیا اور تب تک پیچھے نہیں ہٹا جب تک انا کے لبوں سے خون رسنا نہیں شروع ہو گیا۔۔۔۔۔ اپنی کاروائی دیکھتا رستم ایک بار پھر اس پر جھکا مگر اب کی بار نشانہ اسکی گردن تھی۔۔۔۔۔ انا نے بہت لگایا۔۔۔۔۔ رستم اپنی تشنگی میں اس قدر گم تھا کہ اسے اندازہ ہی نہیں ہوا اس نے کب انا کے دونوں ہاتھ آزاد کر دیے اور اسی کا فائدہ اٹھاتے انا نے پاس پڑا گلدان رستم کے سر پر دے مارا۔۔۔۔۔ تکلیف سے رستم پیچھے ہوا تو انا نے اسے دھکا دیا۔۔۔۔۔ نیچے جانے کا فائدہ نہیں تھا بہادر خان باہر ہی کھڑا تھا اسے یقین تھا۔۔۔۔۔ اس لیے وہ جلدی سے نظروں میں آتے سب سے پہلے کمرے میں چھپ گئی اور اسے لاک لگالیا

طرف آیا

”درد۔۔۔ دور رہوں مجھ سے“ زرقہ کو کال ملائے وہ پیچھے کو ہوتے بولی جبکہ رستم

اسکی جانب قدم اٹھانے لگا جیسے شکاری شکار کی جانب اٹھاتا ہے

”پپ۔۔ پلیز رستم میرے پاس مت آؤ پلیز“ انانے دونوں آنکھیں میچلی تھی۔۔۔۔

ایک پل کو رستم کے قدم رکے

”نہیں رستم اس کی بات مت سننا۔۔۔ یاد ہے نا تمہیں اسے اپنا بنانا ہے نہیں تو وہ

کبھی تمہاری نہیں ہو پائے گی“ وہ آواز پھر سے اس کے اندر سے بولی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رستم کو یہی سہی لگا۔۔۔ آج وہ ہر حال، ہر صورت میں انانے کو اپنی بنا لینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

اگر ایک بار وہ یہاں سے نکل گئی تو پھر زندگی بھر وہ اسے مل نہیں پائے گی

رستم کے قدموں میں مزید تیزی آگئی۔۔۔۔۔ وہ بالکل انانے کے سامنے جا کھڑا ہوا جو

دیوار کے کونے میں دبکی کھڑی تھی

رستم اپنے دایاں ہاتھ سے اسکے چہرے پر جھولتی آوارہ لٹ کی جانب کو چھونا چاہا

”ہاتھ مت لگاؤ مجھے گھٹیا آدمی!!“ انانے چلائی اور اسکا ہاتھ جھٹکا۔۔۔۔۔ اور بس یہی

سے انا کی بربادی شروع تھی

رستم نے جبرے بھینچے سرخ آنکھوں سے اس کو دیکھا اور بازو کو جکڑتے اپنے سامنے
کھڑا کیا

”آج کی رات تم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے میری ہو جاؤ گی انا“ اس کے کان کے پاس سرگوشی
کرتے اسنے ایک جھٹکے سے اس کے گلے سے ڈوپٹا کھینچ نکالا۔۔۔۔۔ اور اسے بیڈ کی
جانب دھکا دیا

فون تو گر کر ٹوٹ چکا تھا۔۔۔۔۔ انا آنکھوں میں خوف لیے رستم کو دیکھنے لگی جس پر
شیطان سوار تھا

”تم نہیں رستم۔۔۔۔۔ تم ایسا نہیں کروں گے۔۔۔۔۔ رستم پلیز“ انا بیڈ پر پیچھے ہوتے
بولی

”تم نہیں آپ۔۔۔۔۔ مجھے آپ بلاؤ“ رستم بیڈ کی جانب بڑھتا سرد لہجے میں بولا
انے آس پاس نظر دوڑائی مگر اسے کچھ نظر نہیں آیا۔۔۔۔۔ اسی بات کا فائدہ اٹھاتے
رستم نے اسے پاؤں پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔۔۔۔۔ انا زور سے چلائی۔۔۔۔۔ جس کو

تھا۔۔۔۔۔ اسے شاور لیکر کپڑے چینج کرنے میں گھنٹہ لگ گیا تھا۔۔۔۔۔ مگر جب
واپس آیا اور بیڈ پر نظر گئی تو اب آنکھوں میں تشویش ابھری۔۔۔۔۔ وہ آرام دہ چال چلتا وہ
بیڈ کی جانب بڑھا

”پر نسز اٹھ جاؤ صبح ہو گئی۔۔۔۔۔“ کھلی آنکھوں سے چھت کو گھورتی انا کا گال تھپتھپاتا وہ
فکر مند لہجے میں بولا

انا کی آنکھوں میں نمکین پانی بھرنا شروع ہو گیا تھا

بیڈ پر لیٹا وہ وجود اپنے اوپر بتی داستان خاموشی سے سنارہا تھا۔۔۔۔۔ اس کا چہرہ تھپڑوں کی
وجہ سے لال ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ ہونٹوں پر خون اب جم چکا تھا۔۔۔۔۔ گردن پر موجود
نیلے نشان اسکے ساتھ ہوئی زیادتی کا واضح اور پختہ ثبوت تھے کہ انا جعفری سب کچھ ہار
چکی ہے۔۔۔۔۔ اپنا مان، عزت سب کچھ۔۔۔۔۔ کرب سے اس نے آنکھیں موند
لی۔۔۔۔۔

”پین ہو رہا ہے کیا؟“ اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر رستم نے پریشان کن لہجے میں
پوچھا۔۔۔۔۔ انا نے بس اسے خالی نظروں سے گھورا جواب اسکی گردن پر موجود
زخموں کا معائنہ کر رہا تھا

رستم نے جھک کر دھیرے سے اسکے ماتھے کو ہونٹوں سے چھوا تو یکدم انا کے وجود میں

ہلچل مچی۔۔۔ ایک بار پھر سے اسکی چیخیں پورے ولا میں گونج اٹھی

”پرنسز۔۔۔۔۔ پرنسز کیا ہوا ہے؟ تم ٹھیک ہوں؟ پرنسز؟“ رستم پریشان ہوا

وہ تو یوں تھا جیسے اسے معلوم ہی نہیں ہوں کہ اسنے کیا کیا ہے

”د۔۔۔۔۔ دور رہوں مجھ سے۔۔۔۔۔ دور رہوں۔۔۔۔۔ دور رہوں مجھ

سے۔۔۔۔۔ دور رہوں“ انا چیختی بیڈ سے اٹھی اور کمرے سے باہر کی جانب

بھاگی۔۔۔۔۔ اسکی حالت دیکھ کر رستم کو غصہ آگیا۔۔۔۔۔ وہ کس حلیے میں سب کے

سامنے جا رہی تھی
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”انا بے وقوف مت بنوں۔۔۔۔۔ واپس آؤ کہاں جا رہی ہوں۔۔۔۔۔ کیوں اپنی عزت

لٹانے پر تلی ہوں؟“

انا تو اسے یہ بھی نہیں کہ سکی کہ اسکی عزت لٹ چکی ہے اور لٹیرا اسکے سامنے معصومیت

کی چادر اوڑھے کھڑا ہے

”آآآ!!!“ وہ بالوں میں مٹھی میں دبائے زور سے کھینچتی چلائی

”تم نے مجھے برباد کر دیا رستم شیخ۔۔۔۔۔ تم نے مجھے مار ڈالا۔۔۔۔۔ ختم کر دیا مجھے۔۔۔۔۔ میری عزت، میرا مان میرا وقار سب کچھ ختم کر ڈالا تم نے۔۔۔۔۔ مجھے زندہ درگور کر دیا تم نے۔۔۔۔۔ مجھے نفرت ہے تم سے۔۔۔۔۔ شدید نفرت۔۔۔۔۔ تم گھٹیا انسان ہوو رستم شیخ۔۔۔۔۔ تم تو مرد کہلانے کے بھی قابل نہیں“ وہ بالوں کو مٹھی میں جکڑے اونچا اونچا چلانے لگی

اسکی حالت دیکھ کر ایک پل کو رستم کی آنکھوں میں تاسف کا عنصر ابھرا مگر صرف ایک لمحہ۔۔۔۔۔ رستم کی آنکھیں دوبارہ سرد ہو چکی تھی

وہ جبرٹے بھینچے انا کو دیکھنے لگا جو پاگلوں کی طرح خود کو نوچ رہی تھی اور آخر کار وہ بیہوش ہو کر زمین پر جاگری

رستم فوراً اس آگے بڑھا۔۔۔۔۔ اسے باہوں میں اٹھائے بیڈ پر لایا اور ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔۔ اسکے نزدیک اسکا جرم کوئی اتنا بڑا نہیں تھا۔۔۔۔۔ وہ انا سے محبت کرتا تھا اس سے شادی کرنا چاہتا تھا تو کل رات جو بھی ہو اس میں کچھ غلط نہیں تھا بلکہ وہ تو اسکا حق تھا

رستم نے انا کو ہوش دلانے کی بھرپور کوشش کی۔۔۔۔۔ پانی کے چھینٹے مار کر بھی

ہوش دلانا چاہا۔۔۔۔۔ جب اسے انا کا بیہوش ہونا عجیب لگا۔۔۔۔۔ اسنے فوراً انا کی کلائی
تھام کر نبض چیک کی جو بہت سلو تھی۔۔۔۔۔ اسکی دل کی دھڑکن بھی مدھم پڑ چکی
تھی۔۔۔۔۔ رستم نے فوراً بیشتر اسکا لباس بدلا اور باہوں میں اٹھائے اسے لیکر و لا
سے باہر نکلا

”بہادر خان!!“ رستم نے اسے آواز دی جو سر جھکائے فوراً اسکے سامنے آکھڑا ہوا
”جلدی سے گاڑی نکالو ہمیں ہسپتال جانا ہے“ رستم نے اسے آرڈر دیا اور گاڑی میں بیٹھ
گیا جبکہ بہادر خان نے ڈروائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی
اس نے رستم سے وجہ نہیں مانگی تھی۔۔۔۔۔ وجہ وہ خود بھی جانتا تھا۔۔۔۔۔ اسنے
بیک مرر سے رستم کو دیکھا جو پریشان سے انا کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اسے اپنے مالک پر ترس
آیا

”فکر مت کرے ماسٹر ملکہ ٹھیک ہو جائے گی“ بہادر خان نے جواب دیا۔۔۔۔۔ اسے
ایک پل کو بھی انا پر ترس نہیں آیا۔۔۔۔۔ وہ واقعی اپنے مالک کا غلام تھا۔۔۔۔۔
اسے ابھی بھی صرف رستم کی فکر تھی

ہسپتال آتے ہی انا کو ایمر جینسی میں لیجا یا گیا تھا۔۔۔۔ ڈاکٹر ز تو اسکی کنڈیشن دیکھتے ہی
 ماجرہ سمجھ گئے تھے اسی لیے یہ کیس فی میل ڈاکٹر ز کو دیا گیا تھا۔۔۔۔ انا کوچ میں
 ایک دو بار ہوش آیا تھا مگر اسنے پھر سے چیخنا چلانا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔ اسکی حالت
 دیکھ کر وہاں موجود ہر ایک ڈاکٹر کے دل سے اس جانور کے لیے آہ نکلی تھی
 ”مسٹر شیخ کیا آپ میرے کیبن میں آسکتے ہے؟“ سینئر ڈاکٹر اسے دیکھتے بولی تو وہ سر
 ہلائے ان کے پیچھے چل دیا
 ”بیٹھے“ کرسی کی جانب اشارہ کرتے وہ بولی
 ”پیشینٹ آپکی کیا لگتی ہے؟“ ڈاکٹر نے تحمل سے بات شروع کی
 ”شئی ازمانی فیانسی“ رستم بے لچک لہجے میں بولا جو ڈاکٹر کو تھوڑا عجیب لگا
 ”دیکھیے مسٹر شیخ آپ کی فیانسی کے ساتھ کئی بار زیادتی کی گئی ہے جس کی وجہ سے بلڈ
 لاس بھی بہت ہوا ہے۔۔۔۔ اور۔۔۔۔“ ڈاکٹر کی
 ”اور؟“ رستم کی آنکھوں میں ہلکی سی فکر تھی

”اور شاید وہ کومہ میں چلی جائے“ ڈاکٹر دھیمے لہجے میں بولی

”کیا بکو اس ہے یہ۔۔۔۔“ کرسی سے اٹھتے رستم دھاڑا

”دیکھیے مسٹر شیخ سکون سے میری بات سنیے۔۔۔۔ پیشینٹ کی حالت بہت کریٹیکل

ہے۔۔۔۔ انکو گہرا دماغی دھچکا لگا ہے۔۔۔۔ ایسے میں انہیں کنٹرول کرنا ممکن

ہے۔۔۔۔ اور اگر وہ یونہی رہی تو یا تو وہ اپنا دماغی توازن کھودے گی یا پھر کومہ میں

چلی جائے گی“ ڈاکٹر اسکے غصے کو دیکھتی دھیرے دھیرے بولی

رستم کوئی جواب دیے بنا باہر نکل آیا۔۔۔۔ انا کو پراسیویٹ وارڈ میں شفٹ کیا گیا

تھا۔۔۔۔ جہاں ایک ڈاکٹر اور دو نرسز اسکے لیے اپائنٹ کی گئی تھی۔۔۔۔ اور

رستم کے حوالے سے تو اسے مزید ٹریٹمینٹ مل رہا تھا

پچھلے ایک ہفتے سے انا بے ہوش تھی۔۔۔۔ اسے ہوش آتا تو وہ چیخنے چلانے لگ

جاتی۔۔۔۔ رستم بھی ایک ہفتے سے اسکے پاس ہی تھا

”کیا؟ کیا بکو اس کر رہے ہوں تم؟“ فون پر وہ چلایا

”نہیں میں نہیں آسکتا۔۔۔۔ دماغ خراب ہو گیا ہے تم لوگوں کا۔۔۔۔ ایک کام بھی

میرے بغیر ڈھنگ سے نہیں کر سکتے۔۔۔۔ میں آج رات ہی آرہا ہوں اور تم لوگ تیار رہنا اپنی موت کے لیے“ غصے سے پھنکارتے اسنے کال کاٹی

”بہادر خان“ وہ دھاڑا

انا جس کو ابھی ابھی ہوش آیا تھا رستم کی دھاڑ سن کر وہ دہل گئی۔۔۔۔ جب بہادر خان کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

”جی ماسٹر؟“ موؤدب سے کھڑے بہادر خان نے سر جھکایا

”میری اور اپنی آج ترات سنگاپور کی فلائیٹ بک کرواؤ“ وہ بولتا انا کو دیکھنے لگا جسکا دماغ تو بیدار تھا مگر آنکھیں بند

”مگر سر ملکہ؟“ بہادر خان تشویش سے بولا تو رستم نے اسے گھورا

”اسکی فکر تم مت کروں میں ہوں۔۔۔۔ تم بس جاؤ اور ہماری سیکیورٹی کو الٹ

کردوں۔۔۔۔۔ شاید ہمیں وہاں دو تین دن لگ جائے“ رستم نے پلان بتایا۔۔۔۔

روم میں اس وقت صرف وہی تین تھے

ڈاکٹر زاور نر سز بہت کم انا کے روم میں آتی تھی۔۔۔۔۔ صرف تب جب اسے ڈرپ

اسکے پاس سے گزر نہیں گئے تب تک انادروود کا ورد کرتی رہی۔۔۔۔۔ ان کے جاتے ہی وہ جلدی سے ہسپتال کی چھلی سائڈ پر گئی۔۔۔۔۔ اسے معلوم تھا کہ وہ لوگ سب سے پہلے روم کھول کر اسے دیکھے گے اور اگر وہ انہیں نامی تو فرنٹ پر موجود سیکورٹی کو الٹ کیا جائے گا۔۔۔۔۔ جبکہ بیک سے کوڑا وغیرہ نکالا جاتا تھا اسی لیے وہاں صرف ایک معذور گارڈ موجود تھا۔۔۔۔۔ گیٹ سے نکلتے ہی اس کی سپیڈ تیز ہو گئی۔۔۔۔۔ وہاں موجود کیبر کو اکروہ فور اس میں بیٹھی اور ایئر پورٹ جانے کا کہاں اسکی فلائٹ پونے چھ کی تھی اور ابھی ٹائم ساڈھے چار سے اوپر ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ اسنے کیبر کی سیٹ پر اپنی پشت ٹکا دی

رستم کو سنگاپور میں دس گیارہ دن لگ گئے تھے۔۔۔۔۔ وہ ڈر گز سمگل کرتا تھا مگر اس بار آرمی کی وجہ سے بہت سامال نا تو پاکستان آپایا تھا اور نا ہی باہر جا پایا۔۔۔۔۔ سنگاپور میں موجود پارٹی سے کانٹریکٹ ختم کرنے کو کہا تھا انہیں بھی بہت لاس ہوا تھا۔۔۔۔۔ اسی وجہ سے رستم وہاں معاملات سیٹل کرنے گیا تھا اور اب ٹائم لگ گیا تھا۔۔۔۔۔ ایسا کوئی دن نہیں تھا جب اسے انا کی یاد نہیں آئی تھی۔۔۔۔۔ اب اسے

محسوس ہو رہا تھا کہ وہ انا کے ساتھ تھوڑا غلط کر گیا تھا

”کوئی بات پر نسز میں کل آرہا ہوں نامنالوں گا تمہیں“ خود سے بات کرتے وہ مسکرایا

”بھئی کسے منانا ہے؟“ وجدان نے اسکے پاس آکر پوچھا

وجدان اور رستم بچپن کے دوست تھے اور وجدان رستم کے ہر کام سے باخبر ہوتا تھا مگر

اس بار جو معرکہ رستم نے مارا تھا اسکا علم تو وجدان کو بھی نہیں تھا

”اپنی پر نسز کو۔۔۔ اپنی انا کو“ رستم دھیماسا مسکرایا

”یار۔۔۔ بس بھی کر دے وہ لڑکی تجھے انکار کر چکی ہے تو بھی ایسا کر اسے بھول

جا۔۔۔۔۔ یہ دیکھ ہم سنگاپور میں ہے۔۔۔۔۔ قسم لے لے ایک سے بڑھ کر ایک

مال ہے یہاں پر۔۔۔۔۔ یہی کوئی دیکھ لے۔۔۔ مگر وہ تیری نہیں“ وجدان و سکی پیتے

بولا

”مجھے صرف میری پر نسز چاہیے۔۔۔۔۔ اور تمہیں کس نے کہہ دیا وہ میری

نہیں۔۔۔۔۔ وہ میری ہے وجدان میں اسے اپنا بنا چکا ہوں۔۔۔۔۔ اس پر اپنے نام اور

محبت دونوں کی چھاپ چھوڑ چکا ہوں میں“ وہ جنونی لہجے میں بولا تو وجدان کا ہاتھ کانپا

”رستم!! تم نے کیا کیا ہے اس کے ساتھ؟“ وجدان کو خطرے کی گھنٹی بجتی محسوس ہوئی۔۔۔۔ جبکہ رستم پر سکون سا مسکراہ دیا

اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتا اس کا موبائل بجا۔۔۔۔۔ نمبر پاکستان کا تھا۔۔۔۔۔ اور اسکے گارڈ کا تھا جسے اس نے انا کی حفاظت کے لیے تعینات کیا تھا

حفاظت اور انا کی اچھا مذاق تھا۔۔۔۔۔ رستم شیخ یہ بھول چکا تھا کہ انا کو اس سے محفوظ رہنے کی ضرورت ہے کسی اور سے نہیں

”ہیلو؟“ رستم نے اچھنبے سے کال اٹھائی
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
”یو باسٹر ڈز۔۔۔۔۔“ زور سے واٹن کا گلاس زمین پر مارتے وہ بولا

”تو تم کہاں مر گئے تھے۔۔۔۔۔ میں کل صبح تک پہنچ رہا ہوں۔۔۔۔۔ اگر تم لوگوں نے انا کو نہیں ڈھونڈا تو تیار رہنا قبروں میں اترنے کے لیے“ رستم نے کال کاٹی اور بہادر خان کو فون کیا

”بہادر آج کی ٹکٹ کرواؤں پاکستان کی۔۔۔۔۔ نہیں خیریت نہیں ہے انا ہسپتال سے غائب ہے مجھے فوری طور پر پہنچنا ہے“ رستم نے بہادر خان کو بتایا تو وجدان کا ماتھا ٹھنکا

”انا ہسپتال؟“ وجدان خود سے بولا

”رستم۔۔۔۔۔ رستم“ وجدان نے اسے بلا یا جو موبائل پر لگا تھا

”ایک منٹ“ اسے روکتا وہ بہادر کی آئی کال سننے لگا

”کیا فلائیٹ مل گئی؟ کب کی اچھا گھنٹے بعد کی ٹھیک ہے تم پیکینگ کروں میں ہوٹل آرہا

ہوں“ رستم نے اسے جواب دیا اور موبائل رکھا

”رستم انا ہسپتال میں کیا کر رہی ہے۔۔۔۔۔ ڈونٹ یو ڈیر ٹو سے می کہ تم نے اسے

کوئی نقصان پہنچایا ہے“ وجدان اسکا بازو غصے سے پکڑتا بولا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”وہ میری ہے۔۔۔۔۔ میں اسکے ساتھ جو بھی کروں یہ میرا مسئلہ ہے اور تم اس

سے دور رہو نہیں تو جان نکال دوں گا“ رستم اسے سرخ آنکھوں سے وارن کرتے

بولا اور ایک جھٹکے سے اپنا بازو اسکی گرفت سے آزاد کرواتا وہاں سے نکل گیا

وجدان نے فوراً سے غازان اور کاشان کو صورتحال کا کال کے ذریعے بتایا اسنے خود بھی

پاکستان کی ٹکٹ بک کروالی تھی۔

لندن پہنچتے ہی اس نے کیب کروائی اور زر قہ کے گھر کا ڈریس دیا وہ جانتی تھی زر قہ نے بتایا تھا کہ اب اسے ڈریس رٹ چکا تھا۔۔۔۔۔ کیب اپنی منزل پر آ کر رک گئی تھی۔۔۔۔۔ انا کرایہ ادا کرتی کیب سے باہر نکلی تو اسکی آنکھوں میں حیرت در آئی یہ گھر نہیں کوئی محل تھا۔۔۔۔۔ گیٹ پر موجود گارڈز کو اپنی شناخت بتاتی وہ اندر داخل ہوئی تو سامنے ہی زر قہ بڑی سی سائل لیے اسکا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔۔ انا نے اسے دیکھا تو آنکھوں میں پھر سے ننھے موتی جگمگاٹھے اور پھر اچانک ہی اندھیرا چھا گیا

”انا!!!!!!“ اسکے زمین پر گرتے وجود کو دیکھ کر زر قہ چلائی اور تیزی سے اسکی جانب بھاگی۔

انا کو ہوش آیا تو خود کو ایک بہت بڑے کمرے کے بیڈ پر پایا۔۔۔۔۔ اسکا دماغ آہستہ آہستہ بیدار ہونے لگا تھا۔۔۔۔۔ جب دروازہ کھول کر زر قہ اندر داخل ہوئی

”انا!!!“ وہ دوڑتی اسکے پاس آئی

”شکر ہے تمہیں ہوش آ گیا ہے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ تمہیں کمزوری ہوئی ہے اور یہ تم نے اپنا کیا حال بنا لیا ہے۔۔۔۔۔ انا تم اتنی کمزور؟ ایسی حالت؟ کیا ہوا ہے؟“

زر قہ نون سٹاپ اس سے سوال پوچھنے لگی جبکہ انا بیڈ سے ٹیک لگائے اسے دیکھ رہی تھی

جب یکدم وہ زرقہ کے گلے لگی اور رونا شروع کر دیا

”انا، انا کیا ہوا ہے بتاؤں مجھے۔۔۔۔۔ انا؟ انا اب تم مجھے ڈر رہی ہوں پلیز انا بتاؤں مجھے

آخر ہوا کیا ہے؟“ زرقہ کو کچھ غلط لگا

”تم نے ایسا کیوں کیا زرقہ۔۔۔۔۔ مجھے کیوں چھوڑ کر آگئی۔۔۔۔۔ سب کچھ ختم ہو گیا

زرقہ۔۔۔۔۔ میں نے سب کچھ کھو دیا۔۔۔۔۔ اپنی عزت، اپنا وقار سب کچھ

زرقہ۔۔۔۔۔ میں نے، میں نے تمہیں کتنی کالز کی کتنا پکارا زرقہ۔۔۔۔۔ بچالو

مجھے۔۔۔۔۔ مگر تم نہیں تھی۔۔۔۔۔ تم کیوں مجھے چھوڑ کر چلی گئی زرقہ۔۔۔۔۔

وہ رات۔۔۔۔۔ وہ رات میری زندگی کی سب سے خوفناک رات تھی

زرقہ۔۔۔۔۔ میں نے بار بار۔۔۔۔۔ بار بار اللہ سے اپنے مرنے کی دعا کی مگر مجھے

موت بھی نہیں آئی۔۔۔۔۔ تم کیوں نہیں تھی زرقہ“ انا نے زرقہ کو ہلا کر رکھ دیا تھا

”انا!!!! کون؟“ زرقہ کی صرف سرگوشی نما آواز نکلی

”رستم شیخ“ ایک بار پھر وہ رو دی۔۔۔۔۔ زرقہ کو دوسرا سانس لینا محال لگا

”رستم!!!“ زرقہ کو یقین نہیں آیا۔۔۔۔۔ مگر انا جھوٹ نہیں بولتی تھی

”انا۔۔۔۔۔ انا دھر دیکھو میری طرف مجھے سب بتاؤں سب کچھ“ زرقہ نے اسے
جھنجھوڑا تو انا نے الف تاپے اسے سب کچھ بتا دیا

زرقہ کے چہرے کا رنگ بدلنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ انا سمجھی وہ اپنے بھائی کی اصلیت
سن کر ایسی ہوئی ہے مگر وجہ کچھ اور تھی

زرقہ چاہ کر بھی انا کو یہ نہیں کہہ سکی کہ اسے اس جہنم میں دھکیلنے والی وہ خود
تھی۔۔۔۔۔ وہی تھی جس نے رستم کو انا کا نمبر دیا اور پھر اسکے آنے جانے کی روٹین
بھی اسی نے رستم کو بتائی تھی۔۔۔۔۔ مگر نتیجہ یہ نکلے گا اس نے سوچا بھی نہیں
تھا۔۔۔۔۔ اسے اب سمجھ آیا تھا کہ رستم نے کیوں اسے ار جنٹلی لندن بھیجا
تھا۔۔۔۔۔

رستم!!!!!! کیوں؟ وہ صرف سوچ سکی۔۔۔۔۔ وہ انا کو کچھ بھی بتا کر اپنی
دوستی خراب نہیں کرنا چاہتی تھی اسے لیے خاموش رہی

پندرہ دن۔۔۔۔۔ پندرہ دنوں سے وہ پاگلوں کی طرح انا کو ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔۔۔ انا اور

رستم اس رات والے واقعے کو ایک مہینہ ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ اسنے پاکستان کا چپا چپا
چھان مارا تھا۔۔۔۔۔ اسکے آدمیوں نے کوئی شہر، کوئی گاؤں نہیں چھوڑا تھا مگر انا تو
مانوں جیسے غائب ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ منہ میں سگار دبائے، اپنے لاسٹر کو گھماتے
اسنے وہسکی کا گلاس اٹھایا جبکہ اسکا بہادر خان اسکے پاس آیا

”ماسٹر!!“ سر جھکائے وہ ادب سے بولا

”ہمم بولو؟“ سگار ایش ٹرے میں بھجائے وہسکی لبوں کو لگائے اس نے اجازت دی

”ملکہ کی جو انفارمیشن آپ نے منگوائی تھی وہ آگئی ہے“ اسنے ایک فائل رستم کو

تھمائی۔۔۔۔۔ رستم نے فائل کھولی جہاں انا کی سب انفارمیشن تھی

Name: Ana Jaffary

Age: 25 years

Parents: none

Relationship Status: Single

Bestfriend: Zarqa Sheikh

Other Family: none

ہممم۔۔۔۔۔ ”رستم نے لمبی سانس لی“

”تمہاری ملکہ کے مام ڈیڈ۔۔۔۔۔“

وہ دو سال پہلے کار ایکسیڈینٹ میں مر گئے تھے ”بہادر خان نے فوراً“

جواب دیا

ہممم۔۔۔۔۔ تو اسکا مطلب سمجھے تم بہادر خان؟ ”رستم نے ابرو“

اچکائے اس سے پوچھا

نہیں ماسٹر ”اسکا سر نفی میں ہلا“

تمہاری ملکہ اس وقت لندن میں ہے۔۔۔۔۔ کیونکہ زرقہ کے علاوہ“

اسکا کوئی قریبی رشتہ نہیں۔۔۔۔۔ گاڈ۔۔۔۔۔ میں بھی کتنا بڑا پاگل

ہوں۔۔۔۔۔ مجھے پہلے سمجھنا چاہیے تھا۔۔۔۔۔ کوئی بات نہیں اب تو پتا

چل گیا نا۔۔۔۔۔ بہادر خان تم ایسا کروں میری دو دن بعد کی لندن

کی ٹکٹ بک کروادوں ”رستم کا لہجہ پرسکون تھا

ماسٹر دو دن بعد کی کیوں؟ اب کی کیوں نہیں“ بہادر خان نے اچھنبے”

سے پوچھا تو ایک شیطانی مسکراہٹ اسکے چہرے پر در آئی

جب چڑیا کو آخر کار پنجرے میں قید ہونا ہی ہے تو کیوں نا اسے دو”

دن کی آزادی دے دی جائے“ رستم مسکراہ کر بولا تو ایک مسکراہٹ

بہادر خان کے چہرے پر بھی آگئی

اناکا جو حال ہونے والا تھا اسکا سے اندازہ تھا

”ویسے ہماری ڈاکٹر صاحبہ کیسی ہے؟“ رستم مکار ہنسی ہنس کر بولا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”آپ خود کیوں نہیں دیکھ لیتے“ بہادر خان نے آفردی

”ہم بات تو تمہاری بھی غلط نہیں۔۔۔ چلو چلے“ رستم اسے بولتا تہہ خانے کی طرف

بڑھا جبکہ بہادر خان بھی موؤدب سا اسکے پیچھے چل دیا

تہہ خانے میں موجود کمرے میں داخل ہوتے ہی رستم نے زمین کی جانب دیکھا تو اسکے

ہونٹوں پر خود بخود مسکراہٹ آگئی

”ارے ڈاکٹر صاحبہ کیسی ہے آپ؟“ کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے وہ اسکے سامنے

بیٹھ گیا

زمین پر موجود وہ برہنہ وجود جو خود کو ایک چھوٹے سے کپڑے سے ڈھانپنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ اس کے چہرے پر رقم افزیت رستم کو سکون دے رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کی حالت اس بات کی گواہ تھی کہ اس کے ساتھ یہاں کیا ہوا ہے

رستم جب پاکستان واپس آیا تھا تو اس نے سی۔سی۔ٹی فوٹیج میں دیکھا تھا کہ اس ڈاکٹر نے انا کی مدد کی تھی۔۔۔۔۔ اسے دن سے وہ رستم کے تہہ خانے میں موجود تھی۔۔۔۔۔ اس سے رستم نے بہت بار پوچھا کہ انا کہاں ہے مگر وہ کچھ نہیں بولی تو اس کے لیے اس سزا کو منتخب کیا گیا۔۔۔۔۔ کتنے واسطے، کتنی منتیں کی تھی اس ڈاکٹر نے کہ اسے نہیں معلوم اسے جانے دوں اس کے بچے اکیلے ہیں۔۔۔۔۔ انکا باپ نہیں۔۔۔۔۔ مگر رستم کان بند کر چکا تھا

”تو چلو میں آج تمہیں جانے دوں گا۔۔۔۔۔ مگر بس ایک سوال۔۔۔۔۔ انا کہاں ہے؟“ رستم نے آگے کو ہو کر پوچھا

”مم۔۔۔ مجھے نہیں معلوم“ اس کی آواز بہت مدہم تھی

رستم نے آنکھیں بند کر کے خود پر قابو پایا۔۔۔۔۔ وہ جان چکا تھا کہ انا کہاں ہے مگر

بھی وہ اس ڈاکٹر کے منہ سے سننا چاہتا تھا

”بہادر خان؟“ رستم نے چٹکی بجائے اسے بلایا

”جی ماسٹر!“ وہ موؤدب سا بولا

”مجھے آج دیکھنا ہے بہادر خان کے تم لوگ اس عورت کو کیسے سزا دیتے تھے۔۔۔۔۔

کتنی اذیت دیتے تھے۔۔۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ آج تم اسے اتنی تکلیف دوں کہ اسکی

چینیں پورے تہہ خانے میں گونجے۔۔۔۔۔“ رستم کے حکم پر بہادر خان سر خم کرتا

آگے کو بڑھا۔۔۔۔۔ جبکہ سامنے پڑے وجود کی آنکھوں میں خوف اتر گیا

نہیں دوبارہ نہیں۔۔۔۔۔ پھر سے نہیں۔۔۔۔۔ دو ہفتوں سے وہ اس اذیت سے گزر رہی

تھی پھر سے نہیں۔۔۔۔۔ اسکی آنکھوں میں رحم کی بھیک تھی۔۔۔۔۔ اسکا سر نفی میں

ہل رہا تھا۔۔۔۔۔ مگر اسے نہیں معلوم تھا کہ اس سامنے موجود انسانوں میں انسانیت

نام کی بھی نہیں تھی۔۔۔۔۔

اور ایک بار پھر پورے تہہ خانے میں اسکی چینیں گونجی۔۔۔۔۔ اسکی چینیں، اسکے

آنسو۔۔۔ اسکی اذیت اور تکلیف یہ سب رستم کو سکون دے رہی تھی
 ”رستم کے خلاف جانے والوں کا وہ یہی حال کرتا ہے“ اسے دیکھتے رستم خود سے بولا
 ”بس بہادر خان۔۔۔ آج کے لیے اتنا کافی ہے“ آدھے گھنٹے بعد اسے ہاتھ اٹھا کر اسے
 روکا

”جی ماسٹر“ اپنے کپڑے صحیح کرتا بہادر خان موؤدب سا بولا
 ”چلو چلے بہادر خان۔۔۔ تمہاری ملکہ آنے والی ہے۔۔۔۔۔ ان کے ویلکم کے لیے
 انتظامات بھی کرنے ہیں“ رستم نے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ دیا
 ”تم برباد ہو جاؤں رستم خان۔۔۔ اللہ تم پر شدید عذاب نازل کرے“ پیچھے زمین پر
 تڑپتا وہ وجود اسے بددعا دیتے بولا

”رستم خان کبھی برباد نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ بلکہ انہیں برباد کر دے گا جو اسکی راہ میں
 رکاوٹ بنے گے“ غرور اور اکڑ سے جواب دیتا وہاں سے چل دیا

اناکو یہاں آئے ہوئے کافی دن ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ یہاں اسکی ملاقات زرقہ کے

اسنے چائینیز رائس اور مینچورین بنانے کے بارے میں سوچا اور کام پر لگ گئی مگر اسے اپنے طبیعت مزید خراب ہوتی محسوس ہوئی

”گڈ ایونگ“ فریش سی زرقہ کچن میں داخل ہوئی

”گڈ ایونگ۔۔۔ کیا بات ہے آج کوئی بہت فریش لگ رہا ہے“ انانے اسے چھیڑا

”ہاں وہ پار لر گئی تھی نا اسی لیے“ ایک ادا سے اپنے بال جھٹکتے وہ بولی تو انانہنس دی

جب اسکو ایک زوردار چکر آیا اور اسنے جلدی سے فریج کو تھاما۔۔۔۔۔ اسکی رنگے زرد ہونے لگی تھی

زرقہ نے فوراً سے شاپنگ بیگز ٹیبل پر رکھے اور انانے کے پاس آئی

”کیا ہونا نا تم مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی؟“ اسکی زرد پڑتی رنگت کو دیکھ کر زرقہ نے

تشویش کا اظہار کیا

”نہیں میں ٹھیک ہوں بس ہلکی سی گھٹن محسوس ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ سوچ رہی ہوں

واک پر چلی جاؤ“ انا گھومتے سر کی فکر نا کرتے چہرے پر زبردستی مسکان سجائے بولی

”انا مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی صبح بھی تم نے ناشتہ نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔ اور

اب دیکھو رنگ کیسے پیلا ہو رہا ہے۔۔۔۔ کہو تو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں "زر قہ فکر مندی سے بولی

”نہیں اسکی ضرورت نہیں بس تھوڑی سی نیند لوں گی میں تو طبیعت خود بخود ٹھیک ہو جائے گی“ انانے گھومتے سر کو تھاما مگر ایک دم سے اسے زور کا چکر آیا اور چیخ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گیا جبکہ اگلے ہی لمحے انابھی زمین پر ڈھس گئی تھی

”انا!!“ زر قہ نے فوراً سے تھاما

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میڈ کی مدد سے اس نے انا کو بیڈ پر لٹا دیا تھا اور اب ڈاکٹر کو کال کر کے بلوایا

”میم ڈاکٹر آگئی ہے“ میڈ نے آکر بتایا

”او کے تم انہیں بھیجو“ زر قہ پریشانی سے ٹہلتے بولی

”السلام علیکم مس شیخ“ ڈاکٹر نے سلام کیا

”و علیکم السلام ڈاکٹر نازیہ۔۔۔۔ شکر یہ کہ آپ آئی“ زر قہ بولی

”کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔۔۔ پیشینٹ کہاں ہے؟“ انہوں نے سوال کیا

”آئیے“ زرقہ انہیں روم میں لے گئی

”کیا ہوا ہے انہیں“ ڈاکٹر نے سوال کیا

”پتہ نہیں اچانک چکر آئے اور بہوش ہو گئی۔۔۔۔۔ صبح سے کہہ رہی تھی کہ طبیعت

خراب ہے۔۔۔۔۔ رنگت بھی دیکھے کیسی ہو گئی ہے“ زرقہ کے بتاتے بتاتے انا کو

ہوش آگیا تھا

”کیا ہوا؟“ اس نے ہلکی آواز میں زرقہ سے پوچھا

”کچھ نہیں ہوا ڈاکٹر آئی ہے تم انہیں چیک اپ کروالوں۔۔۔۔۔ تم بہوش ہو گئی تھی“

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زرقہ نے اسے جواب دیا

”مس شیخ اگر آپ ماسٹرنہیں کرے تو مجھے مس انا کے ساتھ تھوڑا ٹائم ملے گا اکیلے

میں“ ڈاکٹر کی بات پر ماتھے پر ڈالے زرقہ سر اثبات میں ہلاتی باہر چلی گئی

پندرہ منٹ سے اوپر کا ٹائم ہو گیا تھا مگر ڈاکٹر باہر نہیں آئی تھی۔۔۔۔۔ جب اچانک

دروازہ کھلا اور ڈاکٹر باہر نکلی

اسے کیا ہوا ہے ڈاکٹر؟“ زرقہ نے تیزی سے پوچھا

”کچھ نہیں بس تھوڑی سی ویکنیس ہوئی ہے ایسی کنڈیشن میں یہ سب کچھ ہو جاتا ہے“

ڈاکٹر آرام دہ لہجہ میں بولی

”ککک۔۔۔ کیسی کنڈیشن؟“ زرقہ کاشدت سے دل چاہا کہ جو وہ سوچ رہی ہے ویسا

کچھ نہ ہوں

”اوہ!! کانگر پچولیشنز شی ازون ویک پریگنٹ“ ڈاکٹر کے الفاظ زرقہ کے لیے کسی
صور سے کم نہیں تھے۔۔۔ اسکا چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہو گیا تھا۔۔۔ جبکہ اندر موجود
انانے شدت سے موت کی دعا مانگی۔۔۔ اسکی بے بسی اسکی آنکھوں سے بہتے موتیوں
سے عیاں تھی

”ویسے یہ آپ کی کیا لگتی ہے؟“ ڈاکٹر نے پوچھا

”وہ دوست ہے میری“ زرقہ چہرے پر مسکان سجائے بولی

”اچھا چلے پھر آپ ان کے ہز بینڈ کو کال کر کے جلدی سے بلوالے“ ڈاکٹر نازیہ دیتی

وہاں سے چلی گئی جبکہ زرقہ تیزی سے کمرے کے اندر بھاگی

”زرقہ!!“ انانے کانپتے لب ہلے۔۔۔۔۔ زرقہ نے اسے زور سے گلے لگالیا

”یہ۔۔۔ یہ کیا ہو گیا زرقہ۔۔۔۔۔ اب، اب کیا ہو گا زرقہ“ انا کو اپنی آواز کھائی سے آتی
محسوس ہوئی

”کچھ نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا انا“ زرقہ نے اسے تسلی دی

”نہیں زرقہ کچھ ٹھیک نہیں ہو گا۔۔۔۔۔ سب کچھ مزید خراب ہو چکا

ہے۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ کیسی آزمائش آگئی ہے میری زندگی میں زرقہ۔۔۔۔۔ سب

کچھ ختم ہو رہا ہے زرقہ“ اسکے آنسوؤں مسلسل بہ رہے تھے



”ماسٹر!!“ بہادر خان کمرے میں آکر موؤدب سا بولا

”ارے آؤ بہادر خان۔۔۔۔۔ کوئی خاص بات؟“ رستم نے گھڑی پر ٹائم دیکھتے ہوئے

پوچھا

”جی ماسٹر بہت خاص بات ہے۔۔۔۔۔ ایک خاص خبر ہے۔۔۔۔۔ لندن سے آئی

ہے۔۔۔۔۔ میرے مخبری نے دی ہے“ بہادر خان گویا ہوا

”کیسی خبر؟“ رستم نت بے تاب سے پوچھا

”خبر ملکہ کے حوالے سے ہے ماسٹر۔۔۔۔۔ آج صبح انکی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی
 ماسٹر تو ڈاکٹر نے انکا چیک اپ کیا۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ آپ کو مبارک ہوں ماسٹر
 بہت جلد اس خاندان کا اگلا وارث آنے والا ہے۔۔۔۔۔ ملکہ امید سے ہے“ بہادر خان
 بولا تو رستم کے چہرے پر ایک بھرپور مسکراہٹ درآئی

”میری انا۔۔۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔۔۔ بہادر خان آج تم نے مجھے بہت بڑی خوشی دی
 ہے۔۔۔۔۔ تم جو مانگو گے وہ دوں گا تمہیں“ رستم نے فراخدلی کا مظاہرہ کیا

”بتاؤ بہادر خان کیا چاہیے تمہیں؟“ رستم نے گردن اکڑا کر پوچھا
 ”مجھے وہ ڈاکٹر چاہیے ماسٹر“ کروفر مسکراہٹ چہرے پر سجائے وہ بولا تو رستم بھی ہنس

دیا

”ٹھیک ہے بہادر خان جاؤ وہ تمہاری ہوئی“ رستم نے اسے اجازت دی اور وہ سر خم کرتا
 وہاں سے چلا گیا

”مائی پر نسز!!“ وہ زیر لب بڑبڑایا

”بہت خوش ہوں آج تو“ وہی آواز اسکے اندر سے بولی

”ہاں بہت زیادہ۔۔۔۔۔ میری پرنسز نے مجھے دنیا کی سب سے بڑی خوشی دی ہے“ وہ مسرور سا بولا

”کیا وہ بھی خوش ہے؟“ اسی آواز نے سوال کیا

”وہ بھی ہوگی۔۔۔۔۔ آخر کو کونسی عورت ماں بن کر خوش نہیں ہوتی؟“ رستم نے سوال کیا

”وہی عورت جو تم سے نفرت کرے اور تمہیں ناپسند کرے۔۔۔۔۔ مت بھولوں رستم شیخ کہ اس نے تمہیں نامرد ہونے کا طعنہ دیا تھا۔۔۔۔۔ تم یہاں جشن منا رہے ہوں۔۔۔۔۔ اگر وہ وہاں سے بھی بھاگ گئی تو؟“ اس آواز نے اسے کچھ سمجھایا

”مگر وہ کہاں جائے گی؟“ رستم کندھے اچکائے بولا

”دنیا بہت بڑی ہے رستم شیخ۔۔۔۔۔ مت بھولوں کہ وہ اس وقت تمہارے باپ کی دسترس میں ہے۔۔۔۔۔ وہ اسے تم سے دور بھی کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ بلکل ویسے ہی جیسے تمہاری ماں کو کیا تھا“ اس آواز نے رستم کو ڈرایا

”نہیں ایسا نہیں ہوگا۔۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا“ رستم نفی میں سر ہلائے بولا

”چچ۔۔۔۔۔ رستم یہ تو تم نے تب بھی کہاں تھا جب اسے تم سے تمہاری ماں کو چھین

لیا تھا اور اب وہ تم سے تمہاری ملکہ، تمہاری پرنسز کو بھی چھین لے گا تب کیا کروں

گے؟“ اس آواز نے مزاق اڑایا

”میں سب کچھ تباہ کر دوں گا“ رستم دھاڑا

”نہیں رستم سب کچھ تباہ نہیں کرنا۔۔۔۔۔ میرا مشورہ مانوں گے“ وہ آواز پھر سے

اسکے اندر سے بولی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”ہاں بتاؤں میں کیا کروں؟“ رستم بے تاب ہوا

”اپنی پرنسز کو ایک سبق سکھاؤ رستم۔۔۔۔۔ اسکے جانے کے بعد کتنی اذیت میں

رہے ہوں تم رستم۔۔۔۔۔ اسی اذیت کا احساس اسے بھی دلاؤ۔۔۔۔۔ اسے توڑو

رستم اور پھر خود جوڑنا۔۔۔۔۔ وہ بالکل ویسی بن جائے گی جیسا تم چاہتے تھے۔۔۔۔۔

اسے سزا دوں رستم وہ اسکی حقدار ہے“

”ہاں تم نے صحیح کہاں میں اسے سزا دوں گا۔۔۔۔۔ تمہیں سزا ضرور ملے گی پرنسز!“

وہ دبئی کی رہنے والی تھی۔۔۔۔۔ اسکے ڈیڈ کی کمپنی کی طرف سے پوسٹنگ پاکستان
 ہوئی تھی۔۔۔۔۔ پاکستان ان کے من کو ایسا بھایا کہ وہ یہی رہنے لگ گئے تھے
 آج اسے شدت سے اپنے ماں باپ کی یاد آرہی تھی اگر وہ آج زندہ ہوتے تو وہ یوں ناتو
 در بدر کی ٹھوکریں کھا رہی ہوتی اور ناہی کسی اور کہ درپر پڑی ہوتی۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر
 میں موسم بدلا اور کالی گھٹائیں آسمان پر چھا گئی تھی

آہستہ آہستہ پارک خالی ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ انا بھی لمبی سانس لیے اٹھ کھڑی ہوئی
 وہ گھر سے تھوڑا دور تھی جب اسے غیر معمولی طور پر کسی کی آمد کا شعبہ ہوا۔۔۔۔۔
 گھر کے باہر دو تین گاڑیاں کھڑی تھی

وہ حیرت سے گاڑیاں دیکھتی اندر داخل ہوئی تو اسکے پیروں کو وہی بریک لگ
 گیا۔۔۔۔۔ وہ سامنے ہی کھڑا تھا وہی اسکی طرف پیٹھ کیا۔۔۔۔۔ اسکی زندگی کا سب
 سے ڈراؤنا خواب وہ وہی تھا

”پرنسز!!!“ وہی سرد لہجہ اسکے کانوں سے ٹکڑا یا

رستم لندن پہنچ چکا تھا اور بس اسے انتظار تھا تو اسکی پرسنل کا۔۔۔ اسکا دل مچل رہا تھا اسے دیکھنے کو۔۔۔ باہوں میں لینے کو۔۔۔۔۔ وہ بنا کسی کو بتائیں لندن آیا تھا۔۔۔۔ لندن میں بھی وہ اپنے ذاتی گھر میں رہتا تھا نا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ

گیٹ کے باہر گاڑی رکوا کر وہ بہادر خان کو اشارہ کیے اندر داخل ہوا جہاں زر قہ مزے سے جھولے پر بیٹھی کافی پی رہی تھی۔۔۔۔ اسنے سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو کافی کا مگ ہاتھ سے چھلک گیا۔۔۔۔ اسکے چہرے پر چھائے خوف کو دیکھ کر ایک مطمئن سی مسکراہٹ رستم کے چہرے پر آگئی

”رستم ب۔۔۔ بھائی آپ یہاں؟“ زر قہ نے ہکلاتے پوچھا

”ہاں میں یہاں“ وہ بے تاثر لہجے میں بولا

”آئیے اندر آئیے مام ڈیڈ سے ملے نا وہ آپ کو بہت یاد کرتے ہیں“ زر قہ لہجہ نارمل رکھنے کی ناکام کوشش کرتے بولی

”میں یہاں کسی سے ملنے نہیں بلکہ اپنی پرسنل کو لینے آیا ہوں۔۔۔۔ کہاں ہے وہ؟ اسے کہوں اسکا رستم آیا ہے“ رستم کا لہجہ عام تھا مگر آنکھیں۔۔۔۔۔۔

”تو تمہیں ٹام اینڈ جیری کھیلنا ہے میرے ساتھ۔۔۔ نوپرا بلیم پرنسز“ رستم پر اسرا سا
مسکرایا

وہ اس جگہ کا چپا چپا جانتا تھا اور یہ بھی کہ انا اس وقت کس طرف جائے گی۔۔۔۔۔
شارٹ کٹ لیے وہ اس سے پہلے ہی پارک میں موجود تھا اور انا جو اندھا دھن بھاگی چلی
جارہی تھی وہ ایک دم سے رستم کے سامنے آنے پر اس سے ٹکڑا گئی اور بہت جلد ہوش و
حواس سے بیگانہ ہو گئی

”اوہ پرنسز!!“ رستم ہونٹوں پر مسکان لیے سر نفی میں ہلائے بولا اور اسکا ماتھا چومتے
اسے اپنی باہوں میں اٹھالیا۔

راکنگ چیئر پر بیٹھے گن ماتھے سے ٹکائے اسکی پر سوچ نظریں بار بار بیڈ پر لیٹی انا پر چلی
جاتی۔۔۔۔۔ وہ اس وقت کیا سوچ رہا تھا اسکے چہرے سے اندازہ لگانا مشکل
تھا۔۔۔۔۔ اسکا چہرہ کسی بھی تاثر سے عاری تھا۔۔۔۔۔ وہ انا کو ہی گھور رہا تھا جب
انا بیدار ہونا شروع ہوئی۔۔۔۔۔ ایک پر اسرا مسکراہٹ اسکے چہرے پر در آئی اور
وہ اٹھ کر انا کے بالکل پاس جا کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ وہ چاہتا تھا کہ جب انا اٹھے تو سب سے
پہلے اسی کو دیکھے۔۔۔۔۔

دھیرے دھیرے انا کی آنکھیں کھلنا شروع ہوئی۔۔۔۔۔ اس کے سر میں درد سا
اٹھا۔۔۔۔۔ جسے اس نے نظر انداز کیا۔۔۔۔۔ آنکھیں خالی پن لیے ارد گرد کا
جائزہ لینے لگی جب وہ رستم پر جاٹکی۔۔۔۔۔ انا کے وجود میں کرنٹ سا دوڑ گیا۔۔۔۔۔
اسکی آنکھوں میں خوف پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ جھٹکے سے اٹھتی رستم سے دوری
بنائے پیچھے کو ہو گئی۔۔۔۔۔ انا کی یہ حرکت رستم کو بالکل پسند نہیں آئی اور انا کی کلائی
کھینچے رستم نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا



انا اسکی گرفت میں مچلنے لگ گئی جس پر رستم مسکراہ دیا

پرنسز “!! رستم نے اسے نرم لہجے میں ٹوکا مگر انا تنگ و دو کرتی رہی”

پرنسز “!! اب کی بار لہجہ سرد تھا۔۔۔۔۔ انا نے خوف سے آنکھیں”

پھیلائے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔ جس نے اپنی گن انا کی نظروں
 کے سامنے لہرائی اور اسے کچھ بھی کرنے سے روکا۔۔۔۔۔ اسکا انداز
 وارننگ لیے ہوئے تھا

انانے اپنے لب کچلنا شروع کر دیے جب کے اب کی مزمت چھوڑ دی تھی۔۔۔۔۔
 رستم کو اسکا سر نڈر کرنا بہت اچھا لگا۔۔۔۔۔ وہ ایسا ہی تھا سب کو کنٹرول میں رکھنے
 والا۔۔۔۔۔ وہ کسی انسان کو بھی اپنے برابر آنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔۔۔۔۔ پھر
 چاہے وہ اس کے ماں باپ ہوں، بہن ہوں، دوست ہوں، بہادر خان یا اسکی
 پرنسز۔۔۔۔۔ وہ ہر انسان کو اسکی جگہ پر رکھتا تھا

وہ لوگوں پر حکومت کرنے کے لیے پیدا ہوا تھا کسی کی غلامی کرنے نہیں۔۔۔۔۔

اناکا دم گٹھنے لگ گیا۔۔۔۔۔ اسے رستم کی نزدیکی اسکی قربت سے وحشت ہو رہی تھی

میں نے تمہیں بہت مس کیا پرسنز۔۔۔ بہت زیادہ۔۔۔۔۔ جانتی ہوں”

جب تم چلی گئی تھی مجھے چھوڑ کر کیسے گزارے میں نے وہ

دن۔۔۔۔۔ مجھے سکون نہیں مل رہا تھا۔۔۔۔۔ مگر اب تم ہوں

میرے پاس میرے قریب۔۔۔۔۔ اور مجھے میرا سکون مل گیا ہے

پرسنز۔۔۔۔۔ تم میرا سکون ہوں۔۔۔۔۔ کیا تم نے مجھے مس کیا

پرسنز۔۔۔۔۔ جیسے میں نے کیا؟“ رستم خمار آلود لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

مگر انا تو کچھ بھی کہنے کے قابل نہیں تھی۔۔۔۔۔ اسکی زبان کو تو تالا لگ

چکا تھا

بولو پرسنز بتاؤں مس کیا مجھے؟“ اسکا سر اپنے سینے پر ٹکائے اسکے”

بالوں پر ہاتھ پھیرتے رستم نے دوبارہ پوچھا مگر انا خاموش رہی

میں نے کچھ ہو چھا ہے پرنسز مجھے اسکا جواب دوں “اسکے بالوں کو”
 مٹھی میں دبوچتے وہ سختی سے غرایا تو انا کی چیخ نکل گئی

ہ۔۔ہاں کیا۔۔۔بب۔۔۔بہت زیادہ “انا اٹک اٹک کر بولی۔۔۔ رستم”
 اسکے جواب پر مسکراہ دیا

آئندہ سے کچھ پوچھو تو پہلی بار میں ہی جواب دے دینا۔۔۔ مجھے
 مجبور مت کرنا کہ میں تمہیں کوئی تکلیف دوں۔۔۔ جو کہوں مان لینا
 اوکے “!! مسکراتے لب مگر سرد نگاہوں سے اسنے وارن کیا تو انا نے سر
 اثبات میں ہلا دیا۔۔۔۔۔ اسے بس کسی بھی طرح رستم سے دور ہونا تھا

تھینکیو پرنسز۔۔۔۔۔ تھینکیو سوچ۔۔۔۔۔ مجھے میری لائف کا سب
 “سے قیمتی تحفہ دینے کے لیے۔۔۔۔۔ مجھے میرا وارث دینے کے لیے

رستم بولا تو انا کا رنگ سفید ہو گیا

کیا ہوا ---- یہی سوچ رہی ہوں نا کہ مجھے کیسے پتا چلا؟ ”اسکے“

سفید پڑتے چہرے کو دیکھ کر رستم ہنسا

تمہیں کیا لگا کہ تم بھاگ جاؤ گی تو میں تمہیں ڈھونڈ نہیں پاؤں ”
 گاہے گاہے تم بچ جاؤ گی مجھ سے ---- نہیں انا بہت بڑی غلطی کی
 تم نے مجھ سے دور جا کر اور اسکی سزا تو میں تمہیں ضرور دوں گا ----
 مگر ---- ”اسکے دونوں کندھوں کو مضبوطی سے پکڑ کر دھاڑا ----
 اسکی انگلیاں انا کو اپنے کندھوں میں پیوست ہوتی محسوس ہوئی ----
 تکلیف حد سے بڑھ گئی تھی

”مگر ابھی تمہیں صرف وہی کرنا ہے جو میں کہوں ---- سمجھی“

پسٹل اسکے ہونٹوں پر رکھے رستم بولا

کک۔۔۔ کیا کرنا ہے؟ “انا کا حلق تک خشک ہو گیا تھا۔۔۔ رستم مسکرایا”

ابھی ہم باہر جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ وہاں میں جو بھی بولو جو بھی کہوں”
تمہیں بس میری ہاں میں ہاں ملانی ہے سمجھی “اب گن ہونٹوں سے
مانتے پر آرکی تھی۔۔۔۔۔ اور ساتھ ہی انا کی سانسیں بھی اٹک گئی
تھی۔۔۔۔۔ اسکا سر اپنے آپ ہی اثبات میں ہل گیا تھا

زرقہ کب سے ادھر ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔۔۔ وہ بیچینی میں اپنے تمام ناخن بھی
دانتوں کی مدد لیتے ہوئے تراش چکی تھی۔۔۔ اور لیفٹ سے رائٹ اور رائٹ سے لیفٹ

چکر لگاتی اور ایک نظر بہادر خان کو گھورتی جو کمرے کے دروازے کے باہر کھڑا تھا
 جہاں اندر اسکا بھائی اور اسکی جان سے عزیز دوست تھی۔۔۔ باہر کا ماحول اندر کمرے
 سے بھی زیادہ ٹینشن زدہ تھا۔۔۔ نوید شیخ اور انکی بیوی دونوں پریشان سے صوفہ پر
 بیٹھے تھے زرقہ بھی کچھ نہیں بول رہی تھی

تھوڑی دیر میں کمرے کا دروازہ کھلا اور رستم انا کو اپنے ساتھ لگائے باہر آیا۔۔۔ اسکے
 چہرے پر ایک مطمئن مسکراہٹ تھی

انا کو کمرے سے تھامے وہ اپنے باپ کے بالکل سامنے والے صوفہ پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔ انا کو اس
 نے ابھی اپنے ساتھ لگائے ہوا تھا

وہ نوید شیخ کو دیکھ کر مسکرایا۔۔۔ چڑا دینے والی مسکراہٹ

یہ کیا بد تمیزی ہے رستم؟ ”اپنے غصے پر قابو پاتے انہوں نے رستم“
 سے سخت لہجے میں پوچھا۔۔۔۔۔۔ وہ صاف دیکھ رہے تھے کہ انا
 بے سکون ہے

یہ بد تمیزی نہیں، میری ہونے والی بیوی آپ کی ہونے والی بہو اور“
 بہت جلد اس خاندان کو اس کا وارث دینے والی میری محبت ہے“ انا کا
 ماتھا چومتے وہ بولا



تو دونوں میاں بیوی کا منہ کھل گیا۔۔۔۔۔ جبکہ انا اور زرقہ اپنی جگہ چور بن گئی

کیا بکو اس کر رہے ہوں رستم“!!! اسکی بات کا مطلب سمجھ کر وہ“
 دھاڑے

میں یہاں آپ کو صرف یہ بتانے آیا ہوں کہ میں اور انا پاکستان آج”
 واپس جارہے ہیں اور دو دن بعد ہماری انگیجمنٹ ہے اور نیکسٹ منٹھ
 شادی۔۔۔۔۔ امید ہے آپ سب آئے گے اور نا بھی آئے تو مجھے
 کوئی مسئلہ نہیں“ رستم نے اپنا سارا پلان انہیں بتایا

کیا انا بھی ایسا چاہتی ہے؟“ نوید صاحب نے کھوجتے لہجے میں ”
 پوچھا۔۔۔۔۔ انہیں اتنا تو شک تھا کہ کچھ غلط ہے

بتاؤں انا کہ تم بھی راضی ہوں“ اس کے ہاتھ پر دباؤ ڈالتے رستم نے ”
 اسے نظروں سے وارنگ دی

جج۔۔۔۔۔ جی“ وہ تھوک نگلتی بامشکل بولی اور نظریں جھکا گئی ”

آہ لگتا ہے میری پرسنز شرماگئی، ”رستم اسکے ہاتھ پر مزید دباؤ ڈالتے بولا“
تو انا کی آنکھیں بھیگ گئی، مگر نظریں زمین پر ہی گڑھی رہی

ٹھیک جیسے تمہاری مرضی۔۔۔۔۔ چلیے بیگم، ”نوید صاحب اپنی جگہ سے“
اٹھتے بولے اور ہمدہ کو بھی ساتھ آنے کو کہاں

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انا جو اتنی دیر سے نظریں جھکائے بیٹھی ان کے جاتے ہی سر اٹھایا۔۔۔۔۔ اسکے گال
آنسوؤں سے بھیگے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ اسنے بھیگی آنکھوں سے اپنے سامنے بیٹھی
زرقہ کو دیکھا۔۔۔۔۔ زرقہ کا دل کٹ گیا تھا اسکی حالت دیکھ کر

زرقہ کی طرف مت دیکھو انا وہ تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی ”ٹانگ“
پر ٹانگ جمائے صوفہ پر بیٹھا۔۔۔۔۔ اپنے دونوں بازوں پھیلانے وہ ساتھ

بیٹھی انا سے بولا جو امید بھری نظروں سے زرقہ کو دیکھ رہی تھی

اب ہمارے جانے کا وقت ہو گیا ہے پرنسز۔۔۔ چلو چلے "اسکا ہاتھ سختی"
 سے تھامے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ انا بھی بے بسی کی مورت بنے اس کے
 پیچھے چل دی



ویسے زرقہ "!!! رستم رکا تو ناچار سی انا بھی رک گئی"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمہارا بہت بہت شکریہ۔۔۔۔ مجھے میری پرنسز کا نمبر دینے کے
 لیے۔۔۔ اور نا صرف نمبر دینے کے لیے بلکہ مجھے اسکا تمام شیڈیول بھی
 دینے کے لیے۔۔۔ یو نو اگر تم نہیں ہوتی تو اس رات پرنسز میرے
 پاس نہیں ہوتی اور آج ہم ایک نہیں ہوتے "وہ شیریں لہجے وہاں
 دھماکہ۔۔۔ کر گیا تھا۔۔۔"

انانے حیران کن نظروں سے زرقہ کو دیکھا جو نظریں چراگئی۔۔۔ پس اسے یقین
دلانے کو کافی تھا کہ وہ دوستی کے معاملے میں بد قسمت ثابت ہوئی ہے

اتنا بڑا دھوکہ “وہ صرف سوچ سکی۔۔۔۔ رستم نے اسکا ہاتھ تھاما اور”
دروازہ عبور کر گیا جبکہ بہادر خان بھی اسکے پیچھے تھا

زرقہ کی آنکھیں بھیگ گئی۔۔۔ کیا کیا نہیں دیکھا تھا اسنے انانے کی شکایتی آنکھوں میں دیکھ،
تکلیف، بے اعتباری۔۔۔۔ اسے خود سے نفرت ہونے لگ گئی تھی

پورا راستہ انانے خاموشی سے طے کیا تھا وہ کچھ بھی نہیں بولی تھی۔۔۔۔ رستم پر سکون

تھا۔۔۔۔۔ اسکا صرف ایک ہی مقصد تھا انا کو خود کی ذات تک محدود رکھنا۔۔۔۔۔
 اب اسکی پرنسز صرف اسکی تھی۔۔۔۔۔ اس پر کسی کا بھی کوئی حق نہیں تھا اسکی بہن کا
 بھی نہیں۔۔۔۔۔ اب وہ صرف اسکی رہے گی، اسکی دنیا صرف اس تک محدود رہے
 گی۔۔۔۔۔ صرف اس تک۔۔۔۔۔ یہ سوچ ہی اس کے دل و دماغ کو سکون دینے کو
 کافی تھی



تم خوش ہوں؟“ وہی آواز اسکے اندر سے ابھری”

ہاں بہت زیادہ“ ایک نظر سوتی انا کو دیکھ کر وہ خود سے بڑبڑایا”

کیا وہ خوش ہے؟“ آواز کا اشارہ کس طرف تھا وہ جانتا تھا”

وہ خوش رہنا سیکھ لے گی۔۔۔ اسے آجائے گا میرے ساتھ زندگی”

ہاہاہا “وہ آواز اس پر ہنسی”

بے وقوف مت بنو رستم محبت کبھی اسے تمہارا نہیں بنائے گی۔۔۔۔۔”
 اگر تم اسے محبت دوں گے تو وہ تمہارا مقابلہ کرے گی۔۔۔۔۔
 تمہارے سامنے ضد کرے گی۔۔۔۔۔ وہ تمہیں اپنا غلام بنالے گی “وہ
 آواز پھنکاری

NEW ERA MAGAZINE.COM
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 تو پھر میں کیا کروں؟ “رستم پریشان ہوا”

اس کے دل میں اپنی محبت کی جگہ اپنا خوف اور ڈر پیدا
 کروں۔۔۔۔۔ ایسے وہ ہمیشہ کے لیے تمہاری ہو جائے گی صرف
 تمہاری۔۔۔۔۔ اسے اپنے نیچے رکھو رستم اپنے برابر نہیں۔۔۔۔۔ برابر
 رکھو گے تو بہت جلد وہ تم سے اوپر چلی جائے گی “وہ آواز بولی تو رستم

بے چین ہوا۔۔۔۔۔ اسنے ایک نظر اسکے کندھے پر سر رکھ کر سوئی انا
کو دیکھا۔۔۔۔۔ اسکا معصوم چہرہ رستم کو اس کے ساتھ کچھ بھی برا
کرنے سے روک رہا تھا۔۔۔۔۔

مگر۔۔۔۔۔ ”رستم بے چین ہوا“

مگر کیا رستم۔۔۔۔۔ بھولو مت تمہاری ماں نے بھی تمہارے باپ“
سے محبت کی تھی۔۔۔۔۔ آج اسکا انجام دیکھ رہے ہوں تم۔۔۔۔۔ وہ
جگہ جو تمہاری ماں کی ہونی چاہیے تھی وہ آج کسی اور عورت کی
ہے۔۔۔۔۔ اور تمہارا باپ۔۔۔۔۔ وہ کونسا شرمندہ ہے۔۔۔۔۔ اور
اگر تمہارے ساتھ بھی یہی ہوا۔۔۔۔۔ تمہاری پرنسز نے بھی کل کو
تمہیں کسی اور کے لیے چھوڑ دیا تو؟“ اس آواز نے رستم کو ورغلا یا

”اُو“ اپنا ہاتھ اسکے سامنے پھیلائے رستم بولا تو انا نے کپکپاتے اپنا ہاتھ
اسکے ہاتھ میں رکھ دیا

رستم اسے محبت سے تھامے اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔۔ سب نوکروں نے مسکرا کر
انہیں دیکھا۔۔۔۔۔۔ انا نے دیکھا کہ وہ سب نئے تھے۔۔۔۔۔۔ ان میں سے کوئی بھی
پرانا نہیں تھا۔۔۔۔۔۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انا اپنی سوچوں میں گم تھی اسے معلوم بھی نہیں ہوا کہ کب رستم اسے تہہ خانے کی
جانب لے گیا

ہے۔۔ ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟“ انا گھبرائی آواز میں بولی ”

ڈاکٹر کنول “!! وہ بڑبڑائی”

گڈ ایونگ ڈاکٹر صاحبہ کیسی ہے آپ؟ “رستم مسکرا کر اسکے سامنے”
جاکھڑا ہوا

دیکھیے تو آپ سے ملنے کون آیا ہے “اب وہ انا کی جانب دیکھتے بولا”

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ نے تو میری پرنسز کو مجھ سے دور کر دیا تھا مگر دیکھیے میں اسے”
“واپس لے آؤ۔۔۔ اب وہ میرے پاس رہے گی کبھی نا دور جانے کو
رستم ہنستے ہوئے بولا تو انا کو وہ پاگل لگا

انا تو بس ڈاکٹر کنول کو دیکھے جا رہی تھی جن کی حالت ان کے ساتھ ہوئے ظلم کو بیان
کر رہی تھی۔۔۔ انا نے تکلیف سے آنکھیں میچ لی تھی۔۔۔

بہادر خان “!! رستم بولا تو وہ فوراً حاضر ہوا”

ڈاکٹر کنول کی آنکھوں میں اسے دیکھ کر خوف در آیا جبکہ بہادر خان کی آنکھوں میں
شیطانی چمک۔۔۔۔۔ انا کی نگاہوں سے یہ سب کچھ بچ نہیں پایا پل بھر میں وہ سارا
معاملہ سمجھ چکی تھی۔۔۔۔۔ وہ بھی تو اس تکلیف سے گزری تھی تو کیسے نا

سمجھتی۔۔۔۔۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بہادر خان شروع کروں “!! رستم نے بے تاثر لہجے میں حکم دیا تو”
بہادر خان قدم اٹھاتا ڈاکٹر کنول کی جانب بڑھا جو خوف سے اپنا وجود
پچھے گھسیٹنے لگی۔۔۔۔۔ بہادر خان ان کے پیروں کی جانب
جار کا۔۔۔۔۔ اور وہاں لگا بٹن دبایا۔۔۔۔۔ اگلے ہی لمحے کمرے کی
چھت پر بنا چھپا ہوا دروازہ کھلا اور وہاں لگے پائپ سے پانی کی کچھ

بوندیں ڈاکٹر پر گرنے لگی۔۔۔۔۔ مگر اگلے ہی لمحے ڈاکٹر کی چیخیں بلند
 ہوئی۔۔۔۔۔ وہ تیزاب تھا جو ان کے جسم کو جھلسا رہا تھا۔۔۔۔۔

رستم نہیں۔۔۔۔۔ رستم اسے روکے۔۔۔۔۔ وہ مر جائے”
 گی رستم پلیز۔۔۔۔۔ رستم روک دے۔۔۔۔۔“ انا نے رستم کی منتیں
 کرنا شروع کر دی

اب تمہیں معلوم ہوگا پرنسز کے مجھ سے الجھنے والوں کا میں کیا حال”
 کرتا ہوں“ رستم سرد لہجے میں پھنکارا

رستم نہیں۔۔۔۔۔ رستم پلیز۔۔۔۔۔ انہیں چھوڑ دے”
 رستم۔۔۔۔۔ میں وعدہ کرتی ہوں رستم کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ
 “!!گی۔۔۔۔۔ رستم

ڈاکٹر کنول کی چنچیں اور انا کی فریادیں دونوں رستم کو سکون دے رہی تھی

رستم نے ایک ہاتھ بلند کیا تو بہادر خان نے بٹن دبایا جس سے تیزاب گرنا بند ہو گیا

کیا کہاں تم نے پرنسز دوبارہ کہنا؟ ”رستم اب انا کی طرف متوجہ ہوا“
جس کی طبیعت خراب ہو گئی تھی

میں۔۔۔ میں وعدہ کرتی ہوں رستم کبھی نہیں جاؤ گی۔۔۔۔۔ کہی“
نہیں جاؤ گی انہیں چھوڑ دوں“ انا نے ہاتھ جوڑے تو رستم مسکرایا

پرنسز۔۔۔۔۔ میں تمہاری بات مان لیتا اگر مجھے تم پر یقین ہوتا“
۔۔۔۔۔ مگر مجھے تم پر یقین نہیں“ رستم کا لہجہ پھر سے سخت ہو گیا تھا

بہادر خان “!! رستم بولا تو ایک بار پھر سے ڈاکٹر کنول کی چیخیں گونج”
اٹھی-----

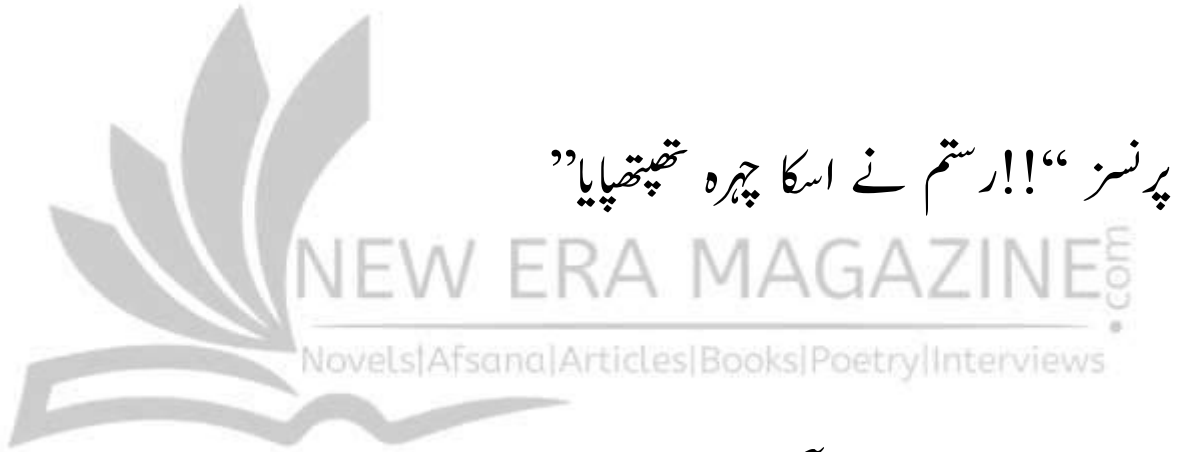
ڈاکٹر کنول کے سامنے انکی بیٹی کا چہرہ گھومنے لگا۔۔۔۔۔ آخری بار جب انہوں نے اسے
دیکھا تو اس نے اپنی پسندیدہ باربی ڈول کی ڈیمانڈ کی تھی۔۔۔۔۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا
کہ وہ شام میں لے آئی گی مگر وہ شام کبھی نہیں آئی۔۔۔۔۔ یکدم انکی آواز دب
کر رہ گئی

انا کا دل گھبرانے لگا۔۔۔۔۔ تیزاب کی سمیل سے اسے سانس لینے میں دشواری
ہونے لگی۔۔۔۔۔ وہ رستم کے ہاتھ کو جھٹکتی منہ پر ہاتھ رکھے فوراً کمرے سے باہر بھاگی

سیڑھیوں تک پہنچتے ہی اس سے برداشت نہیں ہو اور وہ وہی الٹیاں کرنے لگ

گئی۔۔۔۔

پرنسز “!! رستم فوراً اسکے پیچھے بھاگا اور اسکی پیٹھ سہلانے لگا۔”
 س۔۔۔۔ سانس نہیں آرہا “وہ ہلکی آواز میں بولی”



پرنسز “!! رستم نے اسکا چہرہ تھپتھپایا”

ماسٹر “!! بہادر خان پیچھے سے بولا”

کیا ہے؟ “رستم پھنکارا”

وہ ڈاکٹر مر گئی ہے “بہادر خان بولا تو انا کی حالت مزید خراب ہو گئی”

”تو میں کیا کروں۔۔۔۔ جاؤں کسی کچرے میں پھینک دوں اسے“
رستم دھاڑا اور انا کو باہوں میں اٹھائے باہر بھاگا



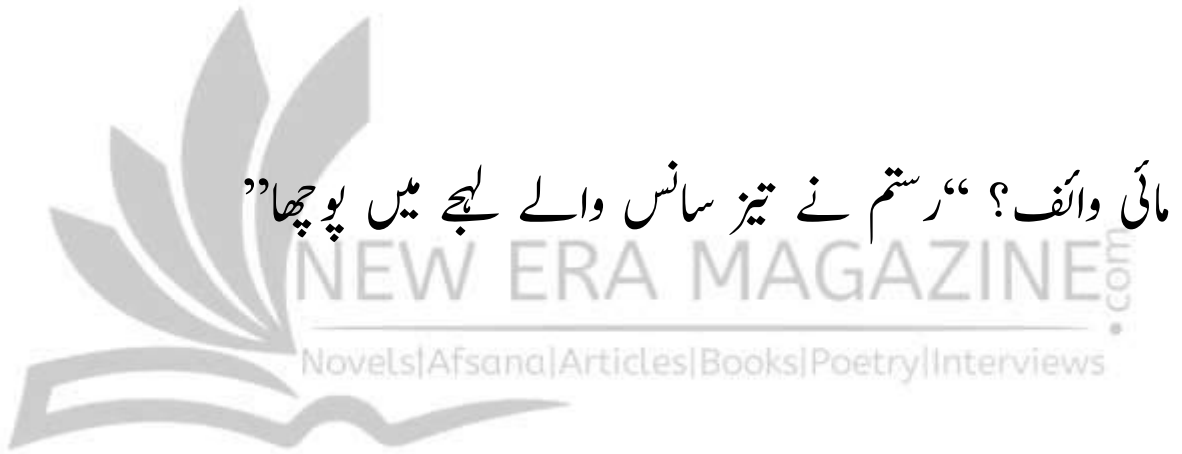
ڈاکٹر ڈاکٹر“!!! ہسپتال میں اینٹر ہوتے رستم دھاڑا“

میری بیوی ڈاکٹر“!! رستم پھر سے چلایا۔۔۔۔ اسے لگا وہ پاگل“
ہو جائے گا

سر انہیں فوراً یہاں لٹائے“ دو تین نرسز وینٹیلیٹر لیکر آئی تو رستم نے“
اسے اس پر لٹا دیا۔۔۔۔

انا کو فور آئی۔ سی۔ یو میں لیجایا گیا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ڈاکٹر باہر نکلی تھی۔۔۔۔



مائی وائف؟ ”رستم نے تیز سانس والے لہجے میں پوچھا“

ڈونٹ وری آپکی وائف اور بے بی دونوں ٹھیک ہے “ڈاکٹر سکون سے ”

بولی تو رستم کو سانس آیا

اسے کیا ہوا تھا؟ ”رستم نے پوچھا“

پینیک اٹیک “ڈاکٹر نے جواب دیا”

دیکھیے مسٹر شیخ آپ کی وائف ایک تو ایکسپیکٹ کر رہی ہے دوسرا وہ”
 کمزور بھی بہت ہے۔۔۔۔۔ آپ پلیز انکی ڈائٹ امپروو کرے اور
 انہیں کسی بھی ٹینشن والی بات سے دور رکھے۔۔۔۔۔ ورنہ آپکا بچہ اور
 بیوی دونوں۔۔۔۔۔ آپ سمجھ رہے ہے نا؟ “ڈاکٹر بولی تو رستم نے

سر اثبات میں ہلادیا

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پوری رات ہو اسپتال میں رہنے کے بعد وہ اسے گھر لے آیا تھا۔۔۔۔۔ انا ابھی بھی
 پورے ہوش میں نہیں تھی

رستم کو اسکی حالت تکلیف دے رہی تھی مگر اب اسے سکون تھا کہ انا اسی کے پاس
رہے گی

نن۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ چھوڑ دوں۔۔۔۔۔ اسے۔۔۔۔۔ اسے چھوڑ”
دوں۔۔۔۔۔ نہیں “انا نیند سے بیدار ہوتی چلانے لگی۔۔۔۔۔ رستم
جو اپنے گیلے بال تولیے سے خشک کر رہا تھا۔۔۔۔۔ فوراً تولیہ بیڈ پر
اچھالتے وہ انا کی جانب بھاگا

پرنسز۔۔۔۔۔ پرنسز کیا ہوا ہے؟ “رستم نے اسکے دونوں بازو کو پکڑا”

اا۔۔۔۔۔ اسے چھوڑ دوں رستم۔۔۔۔۔ مت مارو۔۔۔۔۔ نہیں”
کروں۔۔۔۔۔ جو کہوں گے کروں گی۔۔۔۔۔ اسے مت ماروں
رستم۔۔۔۔۔ پلیز “وہ اونچا اونچا رونے لگی

ششش۔۔۔چپ۔۔۔بس چپ کر جاؤں کچھ نہیں ہوا“ اسے اپنے سینے”
سے لگائے رستم بولا

تھوڑی دیر تک انا کو چپ کروانے کے بعد اس نے انٹرکام سے انا کے لیے سوپ منگوایا

پرنسز۔۔۔۔۔۔ یہ لو سوپ پیو“ چچ اسکے منی کی جانب لیجاتے وہ بولا”

انانے کسی بھی مزحمت کے بنا سوپ پی لیا

وہ دونوں گٹھنے سینے سے لگائے، بازو گٹھنوں کے گرد پھیلائے اس لمحے کو سوچ رہی تھی
جب رستم باؤل ٹیبل پر رکھنے کے بعد اسکے سامنے آبیٹھا

پرنسز “!! رستم نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تو انا ڈر کر پیچھے ہٹی”

تم نے دیکھا نا پرنسز جو ہوا۔۔۔۔۔ میں کیا کرتا ہوں ان کے ساتھ”
 جو مجھ سے دشمنی موڑ لیتے ہیں۔۔۔۔۔ دیکھا نا؟“ اسکے دونوں ہاتھوں کو
 مضبوط گرفت میں تھامے رستم نے پوچھا تو انا کا سر اثبات میں ہلا

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ویری گڈ اب ایک بات یاد رکھنا پرنسز۔۔۔۔۔ کبھی بھی مجھ سے”
 دشمنی کرنے کا مت سوچنا۔۔۔۔۔ اب کی بار تمہاری پہلی غلطی سمجھ کر
 معاف کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ مگر آئندہ سے اگر تم نے مجھے چھوڑنے کا سوچا
 تو ڈاکٹر کی جگہ تم ہوگی سمجھی“ اسکا گال تھپتھپاتے رستم نے پوچھا تو انا

نے ڈر کے مارے سر ہاں میں ہلادیا

گڈ گرل۔۔۔۔۔ ویری گڈ گرل۔۔۔۔۔ ہمیشہ ایسے ہی رہنا، ”رستم“

اسکا گال سہلاتے بولا

اسکا چھونا انا کو کراہیت میں مبتلا کر رہا تھا۔۔۔۔۔ مگر وہ خاموش رہی

م۔۔۔ مجھے نیند آرہی ہے، ”انا بولی تو رستم مسکرا دیا“

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹھیک ہے آرام کروں ویسے بھی کل ہماری منگنی ہے تو میں چاہتا ہوں”

کہ میری پرنسز سب سے اچھی لگی۔۔۔۔۔ چلو اب سائل کروں، ”رستم

بولا تو انا جبرا مسکرا دی

ڈٹیس لائک مائی پرنسز“!! اسکے بیڈ پر لٹاتا اس پر لحاف اوڑھتے وہ بولا”

اور کمرے سے باہر چلا گیا۔۔۔۔۔ جبکہ بہت جلد انا بھی نیند کی وادی

میں گم ہو گئی۔

”بہادر خان!!“ کمرے سے باہر نکلتے ہی رستم نے اسے پکارا

”جی ماسٹر؟“ وہ موؤدب سا بولا

”بہادر خان تمہارے پاس صرف کل شام تک ٹائم ہے۔۔۔۔۔ میری منگنی کی سب

ارینجمنٹس کرواؤ۔۔۔۔۔ میڈیا، نیوز سب کو لوگ آئے۔۔۔۔۔ سب بزنس

میں، سپورٹس مین۔۔۔۔۔ اہم سیاسی شخصیات سب کو مدعو کروں۔۔۔۔۔ لائیو

کووریج ہونی چاہیے پورے فنکشن کی۔۔۔۔۔ ٹاپ کی بیوٹیشنز کو بک کروں اپنی

ملکہ کے لیے۔۔۔۔۔ مجھے بیسٹ ہوٹل میں سب ارینجمنٹس چاہیے۔۔۔۔۔

کھانے کی ڈشز تقریباً پچیس کے قریب ہونی چاہیے۔۔۔۔۔ سٹارٹر کورس سے لیکر

مین کورس تک سب کچھ ہونا چاہیے۔۔۔۔۔ پاکستانی، چائینیز، اٹالین سب ڈشز وہاں

موجود ہو۔۔۔۔۔ ہر ایک چیز پر فیکٹ ہونی چاہیے“ سیڑھیاں اترتا وہ اسے ہدایات

دیتا جا رہا تھا

”جو کم ماسٹر۔۔۔۔۔ مگر ماسٹر؟؟“ بہادر خان تھوڑا سا ہچکچایا

”مگر کیا؟“ رستم نے رک کر اس سے پوچھا

”مگر ماسٹر منگنی تو دو دن بعد تھی نا؟“ بہادر خان نے سوال کیا

”وہ تھی مگر اب کل ہوگی۔۔۔۔۔ تمہاری ملکہ کو زیادہ ٹائم دینا غلط ہوگا۔۔۔۔۔

میں جلد از جلد اسے اپنے ساتھ باندھ لینا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ تم سمجھ رہے ہوں نا؟“

رستم بولا تو بہادر خان نے سر اثبات میں ہلادیا

”اور ہاں ایک اور بات۔۔۔۔۔“ وہ گھر کے خارجی دروازے کی دہلیز پر رکا

”جی ماسٹر؟“ بہادر خان فوراً چوکننا ہوا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”سب سے پہلا دعوت نامہ نوید شیخ کو جانا چاہیے“ وہ پراسرار سا مسکرایا تو بہادر خان

بھی مسکراہ دیا

اناسو کراٹھی تو مغرب کی آذان ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ انا پانچ وقت کی نمازی نہیں

تھی، مگر آج اسکا شدت سے خدا سے بات کرنے کا دل چاہا تھا

وہ بو جھل طبیعت کے ساتھ بیڈ سے اٹھی اور وضو کرنے واشروم میں چلی گئی۔۔۔۔۔

وضو کے بعد اس نے پورا کمرہ چھان مارا مگر اسے جائے نماز نہیں ملی۔۔۔۔۔ اس نے کبر ڈکھولا اور وہاں سے ایک بیڈ شیٹ نکال کر اسے اچھے سے زمین پر پھیلا دیا وہ قبلہ رخ نہیں جانتی تھی اسی لیے سیدھے جائے نماز بچھالی اور نیت باندھی۔۔۔۔۔ نماز سے فارغ ہو کر اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو زبان سے ایک لفظ نہیں نکلا۔۔۔۔۔ مگر آنکھوں سے بہتے اشک ہاتھوں کو بھگا گئے۔۔۔۔۔ ساتھ ہی اسنے دوں ہاتھ چہرے پر رکھے اور پھوٹ پھوٹ کر رودی

”اللہ۔۔۔ اللہ۔۔۔ اللہ۔۔۔!!!!!!“ اللہ کا نام لیتی وہ اونچی آواز میں رونا شروع ہو گئی اس کے پاس مانگنے کو کچھ نہیں تھا۔۔۔۔۔ کرنے کو کوئی شکوہ بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔ وہ تو بس روئے جا رہی تھی۔۔۔۔۔ اسکے آنسوؤں ہی اسکے الفاظ تھے

آدھا گھنٹے رو لینے کے بعد اس نے ہاتھوں سے اپنا چہرہ صاف کیا

”میری مدد کرنے اللہ۔۔۔۔۔ مجھے صابر رکھنا“ اسنے دعا مانگی اور ہاتھ چہرے پر پھیر لیے

اب وہ خود کو پر سکون محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔ اس نے امید بھری نگاہوں سے

آسمان کو دیکھا

اتنے ڈرامے کے بعد اسے بھوک ستانے لگی۔۔۔۔۔۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور کچن
کی تلاش میں باہر نکلی۔۔۔۔۔۔ پانچ منٹ بعد اسے کچن مل گیا تھا۔۔۔۔۔۔ اس نے فریج
کھولی اور اس میں سے جو س کا ڈبہ نکالا

گلاس میں جو س نکالے اس نے منہ سے لگایا ہی تھا کہ اس کسی کی موجودگی کا احساس ہوا
”آپ کو کچھ چاہیے ملکہ؟“ پر اسرار سی آواز سے اسکے ہاتھ سے خوف کے مارے گلاس
چھوٹ گیا اور زمین پر گر کر کرچی کرچی ہو گیا
بہادر خان نے اسکی ایسی حالت دیکھی تو وہ ہلکا سا مسکرایا

”نن۔۔۔ نہیں“ اناہ کلائی۔۔۔۔۔۔ نجانے کیوں مگر یہ شخص اسے رستم سے زیادہ
خوفناک لگتا تھا

بہادر خان نے ایک نظر نیچے زمین پر گرے ٹوٹے کانچ کو دیکھا اور پھر انا کی
شکل۔۔۔۔۔

”جی ٹھیک“ موؤدب سا بولتا وہ مڑا

بہادر خان کو دیکھ کر انا کے سامنے ڈاکٹر کنول کا بے جان چہرہ آگیا۔۔۔۔۔ اس کے اندر غصے اور نفرت نے ایک بار پھر بھرپور انگریزی لی

”تم نے ایسا کیوں کیا بہادر خان“ اس کی پشت کو تکتے انا نے غصہ ضبط کرتے سوال کیا

”میں نے کیا کیا ملکہ؟“ اس نے منہ انا کی طرف موڑ کر ٹھنڈے لہجے میں پوچھا

”کیا تم نہیں جانتے تم نے کیا کیا۔۔۔۔۔ ایک انسان کی زندگی برباد کر دی، ایک

عورت کی نسوانیت کی دھجیاں اڑادی اور پوچھ رہے ہوں کہ کیا؟ تم میں شرم نام کی کوئی

چیز نہیں بہادر خان؟“ انا کی آنکھیں لال ہو چکی تھی

”میں نے ایسا کچھ نہیں کیا جس پر مجھے شرمندہ ہونا پڑے ملکہ“ انا کے بالکل سامنے وہ

آکھڑا ہوا

”مجھے لگا تھا کہ تم میں شاید تھوڑی بہت انسانیت ہوگی مگر تم تو ستم سے بھی بڑے جلاد

نکلے بہادر خان۔۔۔۔۔ تمہیں زرارہ حم زرارہ شرم نہیں آئی اپنے کیے پر۔۔۔۔۔ وہ تمہاری

بڑی بہنوں کی طرح تھی۔۔۔۔۔ تم نے تو سفاکیت کی سب حدیں پار کر دی۔۔۔۔۔

تم تو ستم سے بھی بڑے نامرد نکلے بہادر خان“ حلق کے بل چلاتی وہ آنکھوں میں

آنسوؤں لیے بولی

اچانک اسے اپنے دائیں گال پر چھبھن محسوس ہوئی۔۔۔ حیرت سے آنکھیں پھاڑے
بہادر خان کو دیکھنے لگی۔۔۔ جس کی انگلیوں کی چھاپ اسکے چہرے پر تھی

”زبان سنبھال کر ملکہ!!! میں ماسٹر نہیں ہوں جو آپ کی بد تمیزیاں برداشت
کروں۔۔۔ آئندہ سے اپنی زبان پر قابو رکھیے گا۔۔۔ ویسے بھی عورتیں زیادہ زبان
چلاتی اچھی نہیں لگتی اور جو چلاتی ہے انکی زبان کاٹنے میں میں دیر نہیں لگاتا۔۔۔
”سجھی“ اسے انگلی دکھاتا وہ دوسرے ہاتھ سے اسکے سامنے خنجر لہرانے لگا

بہادر خان تو وہاں سے چلا گیا جبکہ روتی ہوئی انا بھی فوراً سے اپنے کمرے کی جانب
بھاگی۔۔۔ جمیلہ جو کہ رستم کی خاص ملازمہ تھی۔۔۔ جسے اس نے انا کے لیے اب
رکھا تھا وہ یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ کر حیران رہ گئی۔۔۔ بہادر خان کے کچن سے
نکلتے ہی وہ دروازے کی اوٹ میں چھپ گئی۔۔۔۔۔ اسے شروع سے ہی بہادر خان
پسند نہیں تھا اور یہ تو اچھا موقع تھا اسے رستم کی نگاہوں میں گرانے کا۔

وہ پر سکون سی مزے سے رات کا کھانا تیار کرنے لگ گئی

رستم اپنی اور انا کی شاپنگ کرنے گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ چاہتا تھا کہ کل جب انا کو سجایا جائے تو

سب کچھ اسکی پسند کا ہوں۔۔۔۔۔ اس کے مطابق۔۔۔۔۔ وہ آج بہت خوش تھا اور اسکی

خوشی کا اندازہ اس کے چہرے سے باآسانی لگایا جاسکتا تھا

وہ خوش اور فریش سا گھر میں داخل ہوا۔۔۔۔۔ جہاں ایک عجیب سناٹا تھا

اس نے شاپنگ بیگز ٹیبل پر رکھے اور خود صوفہ پر بیٹھ گیا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”صاحب پانی“ جمیلہ نے پانی کا گلاس اس کے سامنے کیا۔۔۔۔۔ جسے وہ ایک ہی

سانس میں پی گیا

”جمیلہ تمہیں میں نے ملکہ کی دیکھ بھال کا کہا تھا نا؟ کہاں ہے وہ؟ کچھ کھایا اس نے؟“

رستم نے جمیلہ سے پوچھا

”وہ صاحب جی۔۔۔۔۔ وہ؟“ جمیلہ کی اداکاری شروع ہوئی

”وہ صاحب جی بیگم صاحبہ تو کمرے سے ہی نہیں نکلی۔۔۔۔۔ جی میں گئی تھی کافی بار

مگر انہوں نے مجھے بھگا دیا،“ جمیلہ نظریں نیچی کیے بولی

”کیا!!!!!! اور یہ تم مجھے اب بتا رہی ہوں۔۔۔۔۔ بتا کر بھی گیا تھا کہ اسکی حالت کیسی ہے۔۔۔۔۔ اسے کچھ نا کچھ کھانے کو دیتی رہنا مگر تم۔۔۔۔۔“ رستم اس پر چلایا

”صاحب جی میری کوئی غلطی نہیں۔۔۔۔۔ جی وہ سب تو بہادر خان کی وجہ سے ہوا

ہے“ جمیلہ نے اپنا تیر چلایا

”بہادر خان۔۔۔۔۔ بہادر خان بیچ میں کہاں سے آگیا؟“ رستم غصے سے پھنکارا

”صاحب جی وہ۔۔۔۔۔“ جمیلہ نے چور نظروں سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر کسی کونا پا کر رستم کو آج کی ساری کاروائی سنا دی۔۔۔۔۔ اپنی طرف سے دو تین لگانا وہ نہیں بھولی تھی

اپنی بات ختم کیے اس نے رستم کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں میں خون اتر آیا

تھا۔۔۔۔۔ جمیلہ کا دل اسکی آنکھیں دیکھ کر کانپ اٹھا

ہاتھ میں پکڑے گلاس پر رستم کی گرفت سخت ہوئی تو وہ ٹوٹ کر اسکے ہاتھ میں چبھ گیا

”یا اللہ!!“ جمیلہ ڈوپٹا ہونٹوں پر رکھتے بڑبڑائی

”پرنسز اٹھ جاؤ۔۔۔۔۔ کیونکہ اگر میں نے اٹھایا تو شاید تمہیں میرا انداز پسند نہیں آئے“ رستم کا لہجہ اب کی بار وار ننگ زدہ تھا۔۔۔۔۔ انا نے جھٹ سے آنکھیں کھولی اور اٹھ بیٹھی۔۔۔۔۔ رستم مسکرایا۔

”کس نے کیا یہ؟“ اسکے گال پر ہاتھ رکھے رستم نے پوچھا۔۔۔۔۔ آنکھیں اور لہجہ دونوں سرد اور بے جان تھے

”کک۔۔۔۔۔ کسی نے نہیں۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ وہ میں گر گئی تھی“ اپنے خشک لبوں کو تر کرتی انا بولی

”پرنسز یہ کس نے کیا؟“ اب کی بار رستم کی پکڑ اس کے چہرے پر سخت ہوئی

”ب۔۔۔۔۔ بہادر خان نے“ انا نے جواب دیا اور ساتھ ہی آنکھوں سے آنسو نکلنا شروع ہو گئے

رستم کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔۔۔۔۔ اس نے انا کی کلائی تھامی اور اسے اپنے ساتھ کھینچتا ہوا نیچے لے آیا

”بہادر خان۔۔۔۔۔ بہادر خان“ رستم دھاڑا۔۔۔۔۔ انا کا حلق تک خشک ہو گیا

رستم کی دھاڑ سن کر

”جی ماسٹر!!“ بہادر خان فوراً حاضر ہوا

”تہہ خانے میں آؤ ابھی“ رستم کا لہجہ بے تاثر تھا

بہادر خان بھی اس کے پیچھے چل دیا

تہہ خانے میں داخل ہوتے ہی رستم انا کو ساتھ لگائے اس ٹیبل کی جانب لے آیا جہاں مختلف قسم کے آلات رکھے گئے تھے۔۔۔۔۔ جو کہ ٹارچر کے لیے استعمال ہوتے تھے

”کون سا ہاتھ اٹھایا تھا اس نے تم پر پر نسز؟“ انا کو اپنے ساتھ لگائے سرد نگاہیں بہادر

خان پر جمائے اس نے سرد بھاری لہجے میں پوچھا

”ر۔۔۔۔۔ رستم پلیز!!!!“ انا منمنائی

”کونسا ہاتھ اٹھایا تھا؟“ وہ دھاڑا جس پر انا کی چیخ نکلی وہ کانپنے لگی۔۔۔۔۔ اسے پھر سے اٹیک ہو رہا تھا

”ششش۔۔۔۔۔ کچھ نہیں ہوا۔۔۔۔۔ کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔ ششش۔۔۔۔۔ ریلیکس“ اسے

اپنے ساتھ لگائے رستم ہلکی آواز میں بولا جبکہ سرد نگاہیں ابھی بھی بہادر خان پر ٹکی تھی

”کونسا ہاتھ تھا بہادر خان؟“ انا کو یونہی اپنے سینے سے لگائے اس نے اب بہادر خان

سے پوچھا۔۔۔ جس پر اس نے اپنا بائیاں ہاتھ آگے کر دیا

رستم نے سرد نگاہوں سے اس ہاتھ کو دیکھا جس نے اسکی انا کو تکلیف دی تھی

”تو اب تمہارے ساتھ کیا کیا جائے بہادر خان؟“ رستم نے اسے پوچھا۔۔۔ لہجے کسی

بھی احساس سے عاری تھا

جیسا آپ چاہے ماسٹر "بہادر خان کا وہی موؤدب انداز

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہم۔۔۔۔ "انا کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے اسنے ہنکارا بھرا

انا کو آرام سے کرسی پر بٹھائے وہ بہادر خان کی طرف بڑھا اور پھر وہاں موجود ٹیبل سے

ایک چاقواٹھائے اسکا معائنہ کیا

”تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا بہادر خان“ اور پھر بہادر خان کی دلخراش چیخیں

پورے کمرے میں گونجی اور بہت خون پورے ٹیبل کو بھگا گیا تھا

سب سے پہلے رستم نے اسکی انگلیاں کاٹی اور اس کے بعد پورا ہاتھ

”وہ میری ہے صرف میری۔۔۔۔۔ اسکو صرف میں رلا سکتا ہوں۔۔۔۔۔ صرف میں
 اسے تکلیف دے سکتے ہوں۔۔۔۔۔ اسے خوشی غم۔۔۔۔۔ دکھ سکھ۔۔۔۔۔
 تکلیف۔۔۔۔۔ مرہم۔۔۔۔۔ ہر ایک احساس دینے کا حق ہے میرے
 پاس۔۔۔۔۔ تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی اسے چھونے کی“ وہ جنونی ہو چکا تھا
 بہادر خان کی چیخیں اور انا کی فریادیں کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکی
 آنکھوں سے مانو لہو ٹپک رہا تھا

بہادر خان ایسا کیسے کر سکتا تھا۔۔۔۔۔ وہ صرف اسکی ہے صرف اسکی انا۔۔۔۔۔ اسے
 چھونے کا، اس پر حق جتانے کا۔۔۔۔۔ اسے ہنسانے کا، رلانے۔۔۔۔۔ کوئی بھی حق
 کسی کے پاس نہیں سوائے اسکے

”رستم۔۔۔۔۔ رستم نہیں۔۔۔۔۔ رستم پلینز!!!!“ انا کی حالت بگڑ رہی تھی
 مگر وہاں پرواہ ہی کسے تھی

لاٹ گری کلر کی میکسی۔۔۔۔۔ جس پر ڈائمنڈز کا ہلکا سا کام ہوا تھا اسکے ساتھ

گرے ہی کلر کا بھاری کار آمد ڈوپٹا جس کے بارڈر پر خوبصورت سا کام گیا تھا۔۔۔۔۔
 زیب تن کیے وہ واقعی ملکہ معلوم ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ خوبصورتی سے کیے گئے میک اپ
 نے اسکے چہرے کے نقوش کو نکھار دیا تھا۔۔۔۔۔ مگر وہ خود کیا تھی پتھر کی بے جان
 مورت۔۔۔۔۔ جو شیشے کے سامنے بیٹھی ایک ٹک خود کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ اسکی
 زندگی یوں بدل جائے گی اس نے کبھی نہیں سوچا تھا

آج وہ اس انسان کے نام کی انگوٹھی پہننے جا رہی تھی جس سے اسے سب سے زیادہ
 نفرت تھی۔۔۔۔۔ سب لوگ اس قسمت پر رشک کر رہے تھے۔۔۔۔۔ اسے
 خوش قسمت کہہ رہے تھے۔۔۔۔۔ مگر وہ خوش کہاں تھی۔۔۔۔۔ کیا کسی نے
 پوچھا تھا اس سے کہ وہ یہ سب چاہتی ہے یا نہیں۔۔۔۔۔ کیا کسی نے جاننا چاہا کہ اگر وہ
 یہ سب چاہتی بھی ہے تو وجہ کیا ہے۔۔۔۔۔ مگر یہاں اسے کون سنتا۔۔۔۔۔ کوئی
 نہیں۔۔۔۔۔ کسی کو بھی اس سے غرض نہیں تھی

”پرنسز!!!“ بلیک پینٹ کوٹ پہنے۔۔۔۔۔ مہنگی ترین گھڑی ہاتھ میں لگائے نفاست
 سے بال سیٹ کیے وہ اندر کمرے میں داخل ہوا اور انانکے پیچھے جا کھڑا ہوا۔۔۔۔۔ جس
 نے بے جان آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ رستم اسے دیکھ کر مسکرایا مگر وہ مسکراہ

بھی نہیں سکی

ایسا نہیں تھا کہ کسی کو اس کے دل کی حالت کا علم نہیں تھا۔۔۔۔۔ وہاں دو لوگ تھے جو
اس کی حالت سمجھ سکتے تھے۔۔۔۔۔ ایک رستم اور دوسری زر قہ۔۔۔۔۔ وہ
دونوں جانتے تھے اس کی تکلیف کو۔۔۔۔۔ مگر وہ دونوں خود غرض
نکلے۔۔۔۔۔ کسی کو اسکی پرواہ نہیں تھی

”چلے!!“ یہ اجازت نہیں حکم تھا۔۔۔۔۔ انا کی نظروں کو اگنور کیے رستم نے ہاتھ
آگے بڑھایا۔۔۔۔۔ مگر انا نے نہیں تھاما
رستم کو اب غصہ آ رہا تھا وہ کل سے ایسی ہی تھی۔۔۔۔۔ رستم کو کوئی ری ایکشن نہیں
دے رہی تھی

”یہ ہاتھ جب بھی بڑھاؤ تھام لینا نہیں تو بہادر خان والا حال کروں گا“ اسکا خود تھامے
رستم اس کے کان کے پاس جھکتا ہولے سے بڑبڑایا اور انا کی سانسیں کھینچ لے گیا

”مام۔۔۔۔۔ مام پلیز میری بات سنے۔۔۔۔۔ مام پلیز یہ ضروری ہے“ زر قہ کب سے

ان کے آگے پیچھے بھاگ رہی تھی جو سب نوک چاکر سے کہہ کر گفٹس اور باقی کا سامان
گاڑی میں رکھوا رہی تھی

زرقہ اس وقت ہم لیٹ ہو رہے ہیں اور مین بلکل بھی تمہاری کوئی”
کہانی سننے کے موڈ میں نہیں ہوں“ ہمہہ بیگم اسے ٹوکتے بولی
ارے بھئی آرام سے دلہن کا سیٹ ہے“ وہ نوکر کو دیکھتی بولی”
مام پلیز سن لے۔۔۔۔۔ اگر آپ نے نہیں سنا تو بہت غلط ہو جائے”
گا“ زرقہ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ انا کو مزید اس جہنم میں زندگی
گزارنے نہیں دے گی

ہاں بولو۔۔۔۔۔ تم بول لو“ ہمہہ بیگم نے تھک کر اسے اجازت دے”
ہی دی

مام انا وہ اس شادی سے خوش نہیں ہے مام۔۔۔۔۔ بھائی۔۔۔۔۔ بھائی”
“نے زبردستی۔۔۔۔۔

”بس زرقہ بہت ہوگئی تمہاری بکواس۔۔۔۔ اب ایک اور لفظ نہیں“

ہمدہ بیگم اسکی بات کاٹتے بولی

مگر مام۔۔۔ ”زرقہ نے بولنا چاہا“

مگر وگر کچھ نہیں زرقہ۔۔۔۔۔ حد ہوگئی ہے۔۔ میری ہی غلطی تھی جو“

تمہیں بولنے دیا۔۔۔۔۔ تم جانتی بھی ہو کہ تم کیا بول رہی ہوں۔۔۔۔۔

اس بھائی کے بارے میں ایسی بات منہ سے نکال بھی کیسے لی جس کی

وجہ سے آج تم اور میں یہاں اس گھر میں ایسی عالیشان زندگی گزار رہے

ہیں۔۔۔۔۔ مت بھولو کہ تمہارا باپ کس قماش کا انسان ہے اور اس

نے کیا کچھ نہیں کیا۔۔۔۔۔ پہلے رستم کی ماں پھر میں اور نجانے کتنی اور

ہوگی ہم جیسی“ وہ بولی تو انکی آواز میں درد تھا

بس زرقہ آئندہ سے میرے سامنے ایسی فضول گوئی سے پرہیز“

کرنا۔۔۔۔۔ اور کیا بات کر رہی ہوں کہ انا خوش نہیں ہے۔۔۔۔۔ اگر

انا خوش نہیں ہوتی نا تو وہ خود راضی نہیں ہوتی۔۔۔۔۔ تمہارے ڈیڈ

نے سب کے سامنے پوچھا تھا اور اس نے خود اقرار کیا تھا۔۔۔۔۔ اور اوپر

سے اب بات اس خاندان کے آنے والے وارث کی ہے سمجھی تم۔۔۔۔۔
 میں مان ہی نہیں سکتی کہ رستم کبھی کسی لڑکی کے ساتھ برا کر سکتا
 ہے۔۔۔۔۔ ارے جو مرد اپنی سوتیلی ماں کو سگی کا درجہ دے وہ بھلا
 کیسے کسی اور کے ساتھ برا کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ آئندہ سے ایسے الفاظ
 استعمال کیے تو جان نکال دوں گی تمہاری میں سمجھی۔۔۔۔۔“ اسے وارن کرتی
 وہ وہاں سے چلی گئی جبکہ انا ہاتھ ملتی رہ گئی

مگر وہ برا کر چکے ہے مام۔۔۔۔۔ وہ ڈیڈ بن گئے ہے۔۔۔۔۔ ڈیڈ کی
 طرح وہ بھی ایک معصوم کی زندگی برباد کر چکے ہے مام۔۔۔۔۔ کیسے یقین
 دلاؤ کہ انا راضی نہیں ہے وہ مجبور ہے مام۔۔۔۔۔ اور میں کچھ کر بھی
 نہیں سکتی “زرقہ ان کے جانے کے بعد خود سے بولی۔۔۔۔۔ آنکھوں
 کے گوشے بھیگ چکے تھے۔۔۔۔۔ وہ تھکے ہارے قدم اٹھاتی گاڑی کی
 جانب بڑھی

ہوٹل میں وہ دونوں اینٹر ہوئے تو فلیش لائٹ انا کے چہرے پر پڑی۔۔۔۔۔ جس کی

وجہ سے انانے ہاتھ اپنے چہرے کے آگے رکھ لیا

”ہاتھ ہٹاؤ پر نسز“ رستم زرا مسکرا کر سخت لہجے میں اسکے کان میں بولا۔۔۔ انانے اپنا ہاتھ فوراً ہٹایا اور اپنے اندر کانفیڈینس پیدا کرتے وہ آگے بڑھی۔۔۔ تالیوں کی گونج میں ان دونوں کا استقبال کیا گیا تھا

اکڑا اور کروفر کے ساتھ گردن اکڑا کر وہ چلتا سیٹج کی جانب بڑھا

اب وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے سیٹج پر جا بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ ہمدہ بیگم فوراً انگوٹھیاں لیے رستم کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔ بائیں ہاتھ پر پٹی باندھے بہادر خان بھی پیچھے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ اسکا چہرہ مزید سخت تھا۔۔۔۔۔ انا کو اس سے پہلے سے بھی زیادہ خوف

آنے لگ گیا تھا

انانہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب ہمدہ بیگم نے اسکا کندھا ہلایا اسنے چونک کر ہمدہ بیگم کو دیکھا جو اسے رستم کو انگوٹھی پہنانے کا اشارہ کر رہی تھی۔۔۔۔۔ جبکہ رستم اسکے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا چکا تھا۔۔۔۔۔ یہ وہی انگوٹھی تھی جسے ایک وقت تھا جب انانے ٹھوکر ماری تھی۔۔۔۔۔ آج وہی انگوٹھی اس کی انگلی میں موجود تھی۔۔۔۔۔ انانے کانپتے ہاتھوں سے انگوٹھی رستم کے کی انگلی میں پہنائی۔۔۔۔۔ رسم ہونے کے بعد سب آپس

میں گفتگو میں مصروف تھے

زر قہ جو انا کو مبارک باد دینے گئی تھی۔۔۔۔۔ انا کے منہ موڑ لینے پر اسکے دل میں درد اٹھا۔۔۔۔۔ اور آنکھیں نم ہوئی۔۔۔۔۔ زر قہ نے رستم کو دیکھا جو اسے دیکھ کر طنزیہ سا مسکرایا

زر قہ دل پر پتھر رکھتی سیٹج سے اتر آئی اور ہوٹل میں موجود بار کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔۔ اندھیرے گوشے میں بیٹھ کر وہ اپنا دل کا غم وائے کم کر رہی تھی جب اسے اپنے پاس کسی وجود کا احساس ہوا۔۔۔۔۔ وہ بنا دیکھے جان سکتی تھی کہ وہ کون ہے ”کیسی ہوں؟“ وجدان نے اسکی ساتھ والی کرسی پر بیٹھے پوچھا

”تم سے مطلب؟“ بوتل منہ کو لگائے وہ بولی

”تمہارے سارے مطلب مجھ سے ہی تو ہے؟“ اسکے بے جان چہرے پر نظریں ٹکائے وہ بولا

”مطلب تم سے تھے اب نہیں۔۔۔۔۔ جب تم نے مجھے چھوڑ دیا تو مجھ پر سب حق بھی گنوا دیے تم نے“ زر قہ زہر خند لہجے میں بولی

”تم وجہ جانتی ہوں زرقہ میری مجبوری۔۔۔۔۔“ وجدان نے بات کرنا چاہی

”اوجسٹ شٹ اپ وجدان تمہاری وجہ۔۔۔۔۔ ہو نہہ۔۔۔۔۔ تمہاری مجبوری تو یہاں

بھی موجود ہے وہ دیکھو سیٹج پر۔۔۔۔۔ جاؤ اس کے پاس مجھے بخشو“، بوتل منہ کو دوبارہ

لگائے وہ منہ پھیر گئی جبکہ وجدان ایک بھر پور نظر اس پر ڈالتا وہاں سے چلا گیا

۔۔۔۔۔

”تو یہ ہے وہ بیوٹی جس نے تمہارا دل چرایا؟“ غازان انا کو اوپر سے نیچے دیکھتا ہنس کر بولا

ر ستم کا خون خول اٹھا۔۔۔ اس نے غازان کو گردن سے پکڑا اور دیوار کے ساتھ لگا دیا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”اسے عزت دینا سیکھو وہ میری ہونے والی بیوی۔۔۔۔۔ اور میرے ہونے والے بچے

کی ماں ہے۔۔۔۔۔ آئندہ سے تمہاری نظروں یوں بے لگام ہوئی تو آنکھیں پھوڑ دوں

گا“ اسکی گردن پر گرفت سخت کرتے وہ بولا تو غازان کو سانس بند ہوتا محسوس ہوا

”ر ستم چھوڑا سے وہ کچھ نہیں کرے گا“ کا شان نے فوراً آگے بڑھ کر ر ستم کو ٹھنڈا کیا

”یاد رہے اس سے دور رہنا“ ر ستم غازان کو فولادی گرفت سے آزاد کرتے بولا اور

وہاں سے انا کی جانب چل دیا جواب سیٹج پر زبردستی کی مسکراہٹ سجائے ان امیر آنتیوں

کے طنزوں کا جواب دے رہی تھی

”اسے اور اس کی محبوبہ کو تو دیکھ لوں گا میں“ غازان کھانستے خود سے بولا

”غازان کچھ بھی ایسا نہیں کرنا جس سے رستم کا قہر ٹوٹے تجھ پر“ کا شان اسکا بازو پکڑ کر

اسے سمجھایا

”ابے چل چھوڑ مجھے اور مجھے مت سیکھا کہ مجھے کیا کرنا ہے“ غازان اپنا بازو غصے سے

چھڑواتے بولا۔۔۔۔۔ جبکہ کا شان نے سر نفی میں ہلایا

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”ویسے تم نے رستم کو پھانسا کیسے؟ مطلب کے اتنے امیر لڑکے کو محبت وہ بھی تم جیسی

لڑکی سے؟ کیا کوئی جادو کروایا ہے“ وہ عورت طنز کے تیزانا پر برساتی بولی

”ایسی بات نہیں مسز نثار۔۔۔۔۔“ ہمدہ بیگم بولی

”مجھ سے پوچھیے جو بھی پوچھنا ہے آنٹی“ رستم انکے پیچھے سے آتا انکا ساتھ کھڑا ہو گیا

اور اپنا ہاتھ اسکی کمر پر ٹکا دیا

”اور جہاں تک بات ہے پھانسنے کی تو آپ نے سہی کہاں۔۔۔۔۔ میری پرسن نے بھی

مجھے پھانس لیا مگر اپنی اداؤں سے نہیں جو کہ آپ کی بیٹی کا کام ہے بلکہ اپنی معصومیت سے۔۔۔۔ ایسی معصومیت ہر کسی کے پاس نہیں ہوتی، رستم انا کی آنکھوں میں دیکھتے بولا۔۔۔۔ اسکی آنکھیں سچی تھی۔۔۔۔ اسکا ہر ایک لفظ سچا تھا

انا سے دیکھتے رہ گئی۔۔۔۔ کاش کہ یہ انسان اندر سے بھی اتنا ہی اچھا ہوتا جتنا باہر سے تھا

”تو یہ مجھ سے بہتر ہے؟“ ایک نسوانی آواز اسے ہوش میں لائی

اسنے سامنے دیکھا جہاں ریڈ کلر کی ٹائٹ میکسی پہنے، جس کا آگے اور پیچھے دونوں اطراف کا گلا ڈیپ تھا۔۔۔ ڈارک میک اپ کیے وہ انا کو آنکھوں سے ہی مار دینے کے در پر تھی

”بہتر؟ صرف بہتر نہیں۔۔۔ تم تو اس کے برابر کبھی آنہیں سکتی۔۔۔ شی از مائی پر نسز۔۔۔ مائی لو“ انا کا ماتھا محبت سے چومتے رستم بولا

”یہ تم نے اچھا نہیں کیا رستم“ وہ چیخی

”آہ۔۔۔ آواز نیچے۔۔۔۔۔ اونچی آواز میں بات کی تو زبان کاٹ دوں گا میں تمہاری“

رستم کے لہجے میں تاشہ ڈر کر ایک قدم پیچھے ہوئی

لیکن اگر کسی نے بھی میری بیوی کے کردار پر انگلیاں اٹھائی تو میں اسے چھوڑوگا
 نہیں۔۔۔۔۔ یہ سب دیکھ لے یہ ہے میرا اور میری بیوی کا نکاح نامہ۔۔۔۔۔ کسی
 مجبوری کی وجہ سے ہم نے نکاح کو شو نہیں لیکن اب جب بات میری بیوی کے کردار کی
 آگئی ہے تو سب سن لے انا جعفری اب اوفیشلی طور پر انار ستم شیخ ہے اور یہ سب فنکشن
 بھی میں صرف اپنی پرنسز کی ڈیمانڈ پر رکھے ہیں۔۔۔۔۔ کسی کو کوئی مسئلہ؟“ رستم نے
 پوچھا تو سب کا سر نفی میں ہلا جبکہ تاشہ حیران سی رستم کا نکاح نامہ دیکھ رہی تھی
 مگر کوئی اور بھی تھا جسے اتنی ہی حیرت ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اسلام آباد کے ایف۔ سیون
 ٹین میں موجود وہ شخص ٹی۔ وی پر لائیو کوورٹج دیکھتا زلزلوں کی زد میں تھا

”انا!!“ وہ سرگوشی نما آواز میں بولا

”رستم!!“ انا کو چکر آیا تو اس نے رستم کو تھاما

”کیا ہوا پرنسز؟“ رستم نے پریشانی سے انا کو تھاما

”میرا سر چکر رہا ہے۔۔۔۔۔ مجھے لیجاؤ یہاں سے“ انا سسکتی اس کے کندھے پر سر رکھتے

بولی

”مممم۔۔۔۔ چلو چلے“ اسے اپنے ساتھ لگائے رستم اسے گاڑی کی جانب لے گیا
 ”آخر کار تم مجھے مل گئی انا۔۔۔۔ اب میں تمہیں جانے نہیں دوں گا“ ٹی۔وی دیکھتا وہ
 شخص خود سے بولا اور مسکرایا

گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی۔۔۔۔ انا کن آکھیوں سے رستم کو دیکھ
 رہی تھی جو نجانے تب سے موبائل میں کیا ڈھونڈ رہا تھا

تمہیں کچھ کہنا ہے پرسنز؟“ موبائل سائڈ پر رکھے رستم نے اب ”
 نہایت فرصت سے انا سے پوچھا جو اس کی توجہ خود پر پا کر بھوکلا گئی

ن۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ ایسی تو کوئی خاص بات نہیں“ انا کا سر نفی میں ”
 ہلا اور نظریں جھک گئیں

مطلب کہ کوئی نا کوئی بات ضرور ہے۔۔۔۔ چلو بتاؤ“ رستم پوری طرح ”

سے اسکی جانب متوجہ تھا

کہاں نا خاص بات نہیں،، انا زچ ہوئی،،

جب بات تمہاری ہوں تو میرے لیے ہر عام بات بھی خاص،،
 ہے۔۔۔۔۔ اب جلدی سے بتاؤ۔۔۔۔۔ معلوم ہے نا کہ مجھے اپنی بات
 دہرانے کی عادت نہیں۔۔۔۔۔ پھر بھی تمہاری دفع ہر بات دہرانی پڑتی
 ہے،، رستم کا لہجہ دوستانہ تھا۔۔۔۔۔ اسکا لہجہ بہت سادہ اور اچھا
 تھا۔۔۔۔۔ نجانے کیوں مگر انا کو یہ رستم اچھا لگا تھا

وہ۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔،، لبوں پر زبان پھیرتے ایک نظر رستم کو دیکھتے وہ،،
 دوبارہ نظریں جھکا گئیں

پرنسز “!! رستم کا انداز تنبیہی تھا مگر سخت نہیں”

وہ آپ نے وہ نکاح نامہ۔۔۔۔۔ “انا بولی تو رستم اسکی بات سمجھ گیا”

وہ نکاح نامہ آدھا نکلی ہے “رستم نے جواب دیا”



NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Boys|Girls|Comics|Cartoons|Interviews|Reviews|Opinion|Columns|Specials|E-books|Podcasts|Videos|Merchandise|Contact Us|About Us|Privacy Policy|Terms of Service|Advertise With Us|Subscribe|Follow Us|New Era Magazine

آدھا نکلی؟ “انا حیران ہوئی”

ہاں آدھا نکلی۔۔۔۔۔ آدھا نکلی ایسے کہ میرے حصے کے سائے تو اصلی”
 ہے مگر تمہارے والے نکلی۔۔۔۔۔ تو وہ ہونا آدھا نکلی نکاح نامہ “رستم
 مسکراہٹ دباتے بولا تو انا کو غصہ آنے لگ گیا

آدھے نکلی نکاح نامے کی وجہ؟“ اپنا غصہ ضبط کرتے انا نے پوچھا”

تاکہ کوئی تم پر ، تمہارے کردار پر انگلی نہیں اٹھائے“ رستم نے”
کندھے اچکائے

انگلی اٹھانے کی وجہ بھی تو خود دی ہے“ انا منہ دوسری جانب کیے”
بڑبڑائی۔۔۔۔۔ مگر وہ رستم کے چہرے پر آئی شرمندگی نہیں دیکھ
سکی۔۔۔۔۔ اگر دیکھ لیتی تو شاید ہارٹ اٹیک تو آہی جاتا

کیا ضرورت تھی سب کو یہ بتانے کی۔۔۔۔۔ یہ بتانے کی کہ میں”
۔۔۔ میں ماں بننے والی ہوں“ انا کا لہجہ بہت دھیمہ تھا۔۔۔ بجھا ہوا

تاکہ سب معلوم ہو جائے کہ تم میری ہوں۔۔۔۔۔ میں تم پر کسی کی”

بھی نظروں کی چھاپ برداشت نہیں کر سکتا انا۔۔۔۔۔ تم محبت ہوں
میری۔۔۔۔۔ جنونیت ہوں میری “رستم کا لہجہ حد درجہ سنگین تھا

یہ محبت نہیں پاگل پن ہے رستم شیخ۔۔۔۔۔ تمہاری یہ جنونیت سب ”
کچھ جلا دے گی، راکھ کر دے گی سب کچھ۔۔۔۔۔ جیسے اس نے مجھے
جلا دیا۔۔۔۔۔ بس اب راکھ بننا باقی ہے “ انا سوچ سکی مگر بولی کچھ نہیں



گھر پہنچنے تک انا حد درجہ تھک چکی تھی۔۔۔۔۔ وہ کمرے کی جانب جا رہی تھی جب
رستم نے اسکا ہاتھ تھاما۔۔۔۔۔ انا ایک پل کو کانپ گئی

وہاں نہیں یہاں “ کہتے ہی رستم اسے سیڑھیوں کی بائیں جانب بنے ”

کمرے کی طرف لے گیا

تمہاری کنڈیشن ایسی نہیں کہ تم سیڑھیاں چڑھو اور دوسرا میں نہیں ”
چاہتا کہ تم اب اس کمرے میں واپس کبھی قدم رکھو۔۔۔۔۔“ رستم اسکا
ہاتھ تھامے اسے کمرے میں لایا اور بیڈ پر بٹھا کر اس کے سامنے گٹھنے
کے بل بیٹھ گیا

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
انابس حیران سی اس بدلے ہوئے رستم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

ایسا کیوں؟ “انا نے سوال کیا”

میں نہیں چاہتا وہ تلخ یادیں تمہیں تکلیف دے جو تمہاری بربادی کا”
سبب بنی “رستم بولا تو لہجے میں ندامت کا عنصر نمایاں تھا۔۔۔۔۔ انا کی

آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔۔۔۔۔ یہ کون تھا؟ کیا یہ رستم تھا؟
 نہیں۔۔۔۔۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا

ایک۔۔۔۔۔ ایک موقع چاہتا ہوں انا۔۔۔۔۔ صرف ایک موقع دے”
 دوں۔۔۔۔۔ میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا۔۔۔۔۔ سب کچھ۔۔۔
 میں، میں اپنی اولاد کو ایسی زندگی نہیں دینا چاہتا انا۔۔۔۔۔ میں نہیں
 چاہتا کہ میری اولاد بھی ویسی زندگی جیسے جیسی میں نے گزاری
 ہے۔۔۔۔۔ کھوکھلی، ویران۔۔۔۔۔ میں تمہیں اپنے آنے والے بچے کو
 سب کچھ دینا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ سب کچھ۔۔۔۔۔ خاص طور پر خوبصورت
 یادیں جو میرے پاس نہیں ہے۔۔۔۔۔ ایک موقع دے دوں
 انا۔۔۔۔۔ میں، میں سب کچھ ٹھیک کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ ہر
 غلطی ہر گناہ کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ پلیز انا صرف ایک موقع
 صرف اور صرف ایک موقع، “رستم اسکے دونوں ہاتھ تھامے بولا

اور انا وہ بس یک ٹک رستم کو دیکھے جا رہی تھی۔۔۔۔ اس کے لفظوں کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔ اسکی بربادی، ڈاکٹر کنول کی چیخیں۔۔۔۔۔ شہلا کا قتل سب کچھ دماغ میں کہی بہت پیچھے رہ گیا تھا۔۔۔۔۔ اسے تو بس وہ انسان نظر آ رہا تھا

بتاؤ انا کیا دوں گی مجھے ایک موقع؟“ رستم نے پوچھا تو انا کا سر خود”
بخود اثبات میں ہل گیا۔۔۔۔۔ جبکہ رستم کی خالی آنکھیں خوشی سے

جھوم اٹھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوووو۔۔۔۔۔ تھینک یو سووو مچ مائی پرنسز“!! اسکے دونوں ہاتھوں کو لبوں”
سے لگاتے وہ بولا تو انا نے اپنے ہاتھ فوراً پیچھے کھینچے

“اوہ سوری میں بھول گیا تھا کہ تم ابھی بھی میری بیوی نہیں ہوں”
بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ ہلکا سا مسکرایا اور انا کو آرام کا کہتے وہاں سے

چلا گیا

گھر میں موجود بار میں بیٹھا وہ کسی اور ہی دنیا میں موجود تھا جب بہادر خان وہاں حاضر

ہوا



ماسٹر آپ نے یاد کیا؟ “بہادر خان نے پوچھا تو وہ چونکا اور ایک نظر”

بہادر خان کے ہاتھ کو دیکھا

تمہارا ہاتھ کیسا ہے اب؟ “اسکا لہجہ نارمل تھی”

بہتر ہے “بہادر خان نے بھی مختصر جواب دیا”

ہم۔۔۔۔۔ بہادر خان ایسا کروں ہر نیوز چینل کو کال کر کے بتادوں”
 کہ رستم شیخ کی شادی اگلے ہفتے ہے۔۔۔۔۔ جتنا جلدی ہو سکے اتنی جلدی یہ
 خبر پھیلنی چاہیے “رستم شراب گھونٹ گھونٹ اپنے اندر اتارتے بولا

جی ماسٹر “!! بہادر خان سر جھکائے بولا اور وہاں سے چلا گیا”

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں وعدہ کرتا ہوں انا کہ اب تمہیں کوئی تکلیف نہیں اٹھانے دوں”
 گا “رستم خود سے مسکرایا

رات کے آخری پہر وہ انا کے کمرے میں داخل ہوا جب اسے پر سکون سوئے دیکھا
 ”مائی پر نسز!!“ اسنے دیوانہ وار نظروں سے دیکھتے وہ بڑبڑایا اور خاموشی سے نکل گیا

رستم کے جانے کے تھوڑی دیر بعد ہی سب مہمانوں نے بھی جانا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔۔ حال ایک دم خالی ہو چکا تھا سوائے نوید شیخ اور وجدان کی فیملی کے علاوہ سب جا چکے تھے

وجدان وہاں صرف زرقہ کی وجہ سے رکا تھا۔۔۔۔۔ وجدان جانتا تھا کہ زرقہ بہت زیادہ ڈرنک کر چکی ہے اور اگر اس حالت میں وہ اسکی یا اپنی فیملی کے سامنے آئی تو کیا ہوگا۔۔۔۔۔ اسی لیے وہ جانے کا بہانہ بناتے ہوئے مدہوش زرقہ کو زبردستی اپنے ساتھ لے گیا

زرقہ نے پوری کوشش کی وجدان کو دور کرنے کی مگر وہ جس حالت میں تھی اس میں

وہ کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی

بچی بننا بند کرو زرقہ “اسے گاڑی کی جانب لیجاتے وجدان چڑ کر بولا”

بچی؟ ہاں بچی ہی تو ہوں میں تمہارے لیے اسی لیے چھوڑ دیا تھا نا”
مجھے “زرقہ ہنستے بولی، وجدان آنکھیں گھما کر رہ گیا

اسے گاڑی میں فرنٹ پر بٹھاتے وہ خود ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھنے لگا جب زرقہ
نے اسکا ہاتھ تھام لیا

تم نے ایسا کیوں کیا وجدان؟ “زرقہ نے اچانک اس سے سوال کیا”

تم ابھی ہوش میں نہیں ہو زرقہ بعد میں بات کرے گے “وجدان”
نے آہستہ سے اپنا ہاتھ چھڑوایا

بعد میں؟ بعد میں بات نہیں کرنی وجدان مجھے ابھی کرنی ہے۔۔۔۔۔”
اسی وقت بات کرنی ہے۔۔۔۔۔ میں اکیلی نہیں تھی اس راہ پر تم بھی
ساتھ تھے۔۔۔۔۔ مگر تم نے مجھے چھوڑ دیا، اکیلی تنہا۔۔۔۔۔ وہ تو مجھے
انا جیسی دوست مل گئی جس نے مجھے سنبھالا مگر میں نے۔۔۔۔۔ میں
نے کیا کیا وجدان میں اسے برباد کر دیا۔۔۔۔۔ اسے خود اپنے ہاتھوں
سے جہنم میں دھکیل دیا “اپنے ہاتھوں کو غور سے دیکھتے وہ بولی۔۔۔۔۔
آنسوؤں ٹپ ٹپ کرتے آنکھوں سے بہنے لگے

وجدان نے گاڑی چلاتے ایک افسوس بھری نگاہ اس پر ڈالی جو اب خاموشی سے اپنے
ہاتھوں کو گھورے جا رہی تھی

تم نے مجھے کیوں چھوڑا وجدان----- مجت ایسی تو نہیں ”
ہوتی----- تم تو بہت بڑے کائر نکلے، بزدل----- مانا میری غلطی
تھی، بہت بری غلطی تھی مگر چھوڑ دینا تو اسکی سزا نہیں نا تھی “اسکا
قہقہ بلند ہوا جبکہ وجدان کے جبرے بھیج گئے۔۔۔ اسکی گرفت سٹیرنگ
ویل پر مضبوط ہوگئی



تمہارا گھر آگیا ہے زرقہ “وہ گاڑی ولا کے سامنے روکتے بولا-----”
مگر زرقہ تو کب کی سو چکی تھی----- سو ناچارا وہ گاڑی لیکر اندر داخل
ہوا اور پورچ میں کھڑی کر کے زرقہ کو اپنی باہوں میں اٹھائے گھر کے
اندر داخل ہوا----- نوکر سب انیکسی میں جاچکے تھے اور گارڈ باہر

کھڑا تھا اسی لیے کوئی بھی یہ کاروائی دیکھ نہیں سکا۔۔۔۔۔ زر قہ کے
کمرے میں داخل ہوتے اس نے اسے آرام سے بیڈ پر لٹایا اور بہت دیر
اسے گھورتا رہا۔۔۔۔۔

آئی ایم سوری زر قہ “!! وہ بس اتنا بول پایا اور وہاں سے چلا گیا”

گاڑی چلاتے چلاتے وجدان کو بار بار وہ دن یاد آنے لگا جب اسے اپنی محبت اور دوستی اور
خاندان میں سے کسی ایک کو چننا تھا۔۔۔۔۔ اسکی محبت اسکے خاندان اور دوستی کے خلاف
تھی۔۔۔۔۔ اگر محبت چننا تو دوست اور خاندان گنوا دیتا۔۔۔۔۔ اور اگر دوستی اور خاندان
چننا تو محبت۔۔۔۔۔ تب وجدان نے محبت کو خیر آباد کر دیا۔۔۔۔۔ اسے لگا تھا کہ وقت
کہ ساتھ ساتھ یہ زخم بھر جائے گا مگر وہ تو ناسور بن گیا تھا اسکی جان کا

زر قہ اور وجدان نے کبھی ایک دوسرے سے کھل کر اظہار محبت نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔

حیران رہ گئی جب رستم نے اسکے سامنے وجدان سے پوچھا کہ وہ کس کو چنے گا، اپنے ماں
 باپ دوست یا پھر زرقہ۔۔۔۔۔ وجدان کو زرقہ پر چاہے جتنا مرضی غصہ سہی مگر وہ
 اسے چھوڑ نہیں سکتا تھا۔۔۔۔۔ مگر حالات ہی ایسے تھے کہ اسے کسی ایک کو چننا تھا تو
 اس نے زرقہ کو چھوڑ دیا۔۔۔۔۔ نوید اور ہمدہ بیگم زرقہ سے منہ موڑ چکے تھے،
 تب بھی صرف رستم اس کے ساتھ تھا اسی لیے اسے لندن سے پاکستان اپنے ساتھ لے
 آیا۔۔۔۔۔ مگر رستم چاہتا تھا کہ زرقہ میں خود سے بھی احساس ذمہ داری پیدا ہوں تو
 اس نے زرقہ کو خود اپنے بل بوتے پر کچھ کرنے کو کہاں مگر اس سے پہلے زرقہ کی
 تھیرپی کروائی گئی تاکہ وہ پھر سے نارمل ہو سکے کیونکہ زرقہ نشے کی اس قدر عادی
 ہو چکی تھی کہ اب اسکا نشے کے بنا گزارا نہیں تھا۔۔۔۔۔

انہی دنوں زرقہ جب کوئی فلیٹ ڈھونڈنے نکلی تو اسے انا ملی جس کے ساتھ وہ فلیٹ شمیر
 کرنے لگی۔۔۔۔۔ آہستہ آہستہ دونوں میں دوستی بڑھی اور تب زرقہ نے جانا کہ اصل
 دوست کیسا ہوتا ہے، مگر آج زرقہ نے اسے بھی کھو دیا تھا

پوری رات انا کہ ذہن میں رستم کی باتیں گونجتی رہی اسے ایک پل کو بھی نیند نہیں
 آئی۔۔۔۔۔ صبح بھی فجر پڑھ کر وہ لان میں واک کے لیے نکل آئی جب اسے درختوں
 کے پاس ایک ہیولا نظر آیا، وہ آنکھیں چھوٹی کیے اس جانب بڑھی تو وہاں بہادر خان کو
 دیکھ کر چونکی جو شاید کسی سے محو گفتگو تھا

NEW ERA MAGAZINE.COM
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 اتنی صبح صبح یہ کس سے فون پر لگا ہے؟ “انا حیران ہوئی”

خیر مجھے کیا؟ “اس نے کندھے اچکائے مگر وہ بہادر خان کے چہرے”
 پر موجود تاثرات اچھے سے دیکھ سکتی تھی جسکا مطلب تھا کہ وہ کسی
 ٹینشن میں تھا

جمیلہ کوناشتے کا بول کر انا لاؤنج میں آئی اور ٹی۔ وی آن کیا مگر جو خبر پڑھنے کو ملی وہ واقعی
میں ہوش اڑا دینے کو تھی

سامنے ہی ٹی۔ وی پر نامصرف کل کے ہوئے ہنگامے کی ویڈیو دکھائی جا رہی تھی بلکہ
نیچے نیچے بڑے بڑے الفاظ میں اسکی اور رستم کی شادی کی خبر بھی دی جا رہی
تھی۔۔۔۔۔ شائد وہ اس دنیا کی پہلی دلہن تھی جسے ٹی۔ وی کے ذریعے معلوم ہوا تھا کہ
اگلے ہفتے اسکی شادی ہے

”اف“!! انا جھنجھلا کر رہ گئی“

انا اور رستم دونوں کی شادی کی خبر بہت تیزی سے آگ کی مانند پھیلی تھی۔۔۔۔۔ مگر
اس آگ نے سب سے زیادہ جسے جلایا تھا وہ تھی تاشہ۔۔۔۔۔ اسکی آنکھیں لہولہان
ہو گئیں تھی۔۔۔۔۔ اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔

نہیں!!!!۔۔۔۔۔ نہیں رستم نہیں تم میرے ساتھ ایسا نہیں”
کر سکتے۔۔۔۔۔ رستم!!!!!! میں سب کچھ ختم کر دوں گی۔۔۔۔۔ تمہاری
اس بیوی اور بچے دونوں کا مار دوں گی رستم۔۔۔۔۔ کسی کو نہیں چھوڑو
گی“ وہ پاگلوں والی حالت میں پورے کمرے کو تہس نہس کر چکی تھی

تاشہ۔۔۔۔۔ تاشہ بیٹا دروازہ کھولو“ اسکی ماں کب سے دروازہ بجا بجا“
کر تھک چکی تھی جب غازان بھاگتا ہوا وہاں آیا

مام کیا ہوا؟“غازان نے ان سے پوچھا”

غازی وہ تاشہ وہ پاگل ہوگئی ہے دروازہ نہیں کھول رہی“انہوں نے”

بتایا

اچھا آپ پیچھے ہٹے میں کوشش کرتا ہوں“کہتے ہی غازان دروازے”
کے پاس آیا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تاشہ تاشہ دروازہ کھولو۔۔۔۔۔ تاشہ پلیر دروازہ کھولو“غازان دروازہ”

پیتے بولا

نہیں جاؤ سب چلے جاؤ۔۔۔۔۔ کسی کو میری فکر نہیں، کسی کو بھی”

میری پرواہ نہیں۔۔۔۔۔ جاؤ یہاں سے“تاشہ اندر سے چلائی

”تاشہ مجھے ہے تمہاری پرواہ جو کہوں گی کروں گا پلیز دروازہ کھولو“
غازان دروازہ توڑنے کی کوشش کرتے بولا

مجھے رستم چاہیے۔۔۔۔ جاؤ لیکر آؤ اسے۔۔۔۔ لاسکتے ہوں؟“ تاشہ
اندر سے چلائی اور ساتھ ہی ایک اورواز توڑ ڈالا

تاشہ میں۔۔۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں تاشہ تمہیں رستم ضرور ملے گا“
تاشہ پلیز دروازہ کھولو“ غازان بولا تو اندر سے کلک کی آواز آئی اور ساتھ
ہی دروازہ کھل گیا

تاشہ“!! غازان نے فوراً اسے تھاما اور نوکروں کو کمرے کی حالت“
سدھارنے کا اشارہ دیا اور خود اسے اپنی مام کیساتھ لاؤنج میں لے آیا۔

مجھے رستم ملے گا نا بھائی؟“ ماشہ نے پوچھا تو غازان نے سر اثبات ”
میں ہلادیا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ یہ کام اتنا آسان نہیں

برائیدیل شاپ کے اندر وہ اب تک پانچ ڈریسز ٹرائے کر چکی تھی مگر رستم کو کوئی بھی
ابھی تک کچھ خاص اسکے شایان شان نہیں لگا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ انا تھک چکی
تھی۔۔۔۔۔ وہ بہت جلدی تھک جاتی تھی اور یہ بات رستم نے بھی نوٹ کی
تھی۔۔۔۔۔ پر یگنینسی کی وجہ سے اس کے پیروں میں ابھی سے تکلیف ہونا شروع
ہو گئی تھی حالانکہ اسے ابھی صرف دو ڈھائی ہفتے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ آخر کار آٹھواں
ڈریس رستم کو اس کے لیے پسند آ ہی گیا

وہ ڈیپ ریڈ کلر کا لہنگا تھا۔۔۔۔۔ جسکی کمیز سمپل تھی جبکہ سارا کام ڈوپٹے اور لہنگے پر
 ہوا تھا۔۔۔۔۔ رستم نے اس کے ساتھ صرف برائیڈیل ڈریس خریدی تھا۔۔۔۔۔
 مہندی، مایوں اور ویسے کا ڈریس ہمہدہ شیخ اور زرقہ کو خریدنا تھا۔۔۔۔۔ خیر یہ الگ بات
 تھی کہ وہ دونوں ماں بیٹی رستم کے اس فیصلے سے انجان تھی

انا کو اب بھوک لگنا شروع ہو گئی تھی جب رستم اسے فوڈ کورٹ میں لے آیا۔۔۔۔۔
 سب سے الگ تھلگ موجود ایک ٹیبل پر وہ اسے بٹھائے خود آرڈر دینے چلا گیا۔۔۔۔۔ انا
 پانچ منٹ ارد گرد لوگوں کو دیکھتی رہی جب کسی نے اس کے پاس آکر ٹیبل بجایا۔۔۔۔۔
 انا نے سر اٹھائے سامنے دیکھا تو آنکھوں پر یقین سا نہیں آیا۔۔۔۔۔ جبکہ سامنے والا
 انسان اسے خود کو تکتا پا کر مسکراہ دیا

عامر؟ ”انا فوراً اپنے ٹیبل سے اٹھی“

انا !! کیسی ہوں؟ ”مجت سے اس کا چہرے تکتے عامر نے پوچھا“

میں۔۔۔۔ ٹھیک تم کیسے ہوں؟ ”انا ایک آدھ نظر ادھر ادھر بھی“
 ڈال لیتی وہ چاہتی تھی کہ رستم کے آنے سے پہلے ہی وہ عامر کو فارغ
 کر دے۔۔۔۔ اسے رستم پر زرا بھروسہ نہیں تھا

تمہاری منگنی کی خبر دیکھی۔۔۔۔۔ کیسے ٹھیک ہو سکتا ہوں ”عامر“
 اداسی بھری مسکان لیے بولا

ویسے جب میں نے تمہیں پرپوز کیا تھا تب تو تم نے ٹائم مانگا تھا اور ”
 ”اب اتنی جلدی شادی، منگنی۔۔۔۔۔

جب محبت کی ہے تو اسے اپنانے میں دیری کیسی؟ ”یہ آواز، انا آنکھیں“

میچ گئی۔۔۔۔۔ جبکہ عامر نے رستم کو دیکھا، جو کسی یونانی بادشاہ سے
کم نہیں تھا۔۔۔۔۔ عامر کی بات کاٹتے رستم انا کے کندھے پر ہاتھ
رکھے مسکرا کر بولا

ہاں شاید انا کو مجھ سے محبت نہیں تھی “عامر بچھے لہجے میں بولا تو انا”
نے افسوس بھری نظر اس پر ڈالی

شاید نہیں یقینی طور پر انا کو تم سے محبت نہیں تھی اسی لیے اس نے”
تمہیں انکار کر دیا “رستم نے انا کو بلکل اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔۔۔۔۔ انا
نے بھی کوئی مزحمت نہیں کی تھی

کیا سچ میں انا؟ “اب کی بار عامر نے انا سے پوچھا”

بتاؤ انا جواب دوں “رستم نے بھی انا کو دیکھا جبکہ وہ تھوک نکل کر”
دونوں کو دیکھنے لگی

ایم سوری عامر میں نے ہمیشہ تمہیں ایک دوست کی نظر سے دیکھا”
ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں “انا عامر کی جانب دیکھے بنا ہچکچائے بولی

ارے اس میں سوری کیسا بے بی ---- وہ پڑھا لکھا انسان”
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
ہے ---- سمجھدار ہے ---- اسے سمجھ میں آگیا ہوگا “رستم لہجہ
کچھ زیادہ ہی شیریں رکھتے بولا مگر انا کو معلوم تھا کہ اب اسکی خیر
نہیں ---- وہ رستم سے واقعی کسی اچھے کی امید نہیں رکھ سکتی تھی۔

اوکے پھر میں چلتا ہوں ---- اللہ حافظ “اس نے ہاتھ انا کی جانب”
بڑھایا

اللہ حافظ “!! اسکے ہاتھ کو سختی سے دبوچتے رستم سرد لہجے میں بولا تو”
 انا کے ساتھ ساتھ عامر بھی کانپ گیا اور وہاں سے چلتا بنا

گھر جا کر مجھے ہر ایک بات بتانا۔۔۔۔۔۔ پوری بات الف تا یے “انا”
 کے کان میں سرگوشی کرتا رستم اسے ساتھ لگائے اپنی جگہ پر بیٹھ
 گیا۔۔۔ جبکہ اس کے بعد انا کی بھوک تک مر گئی تھی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غازان “مسز نثار نے اسے پکارا”

جی مام؟ “وہ جو لان میں کافی پیتے چہل قدمی کر رہا تھا اچانک رکا”

تم نے ایسا کیوں کیا غازان یہ جانتے ہوئے بھی کہ تم اپنا وعدہ کبھی ”
بھی پورا نہیں کر سکو گے تم نے ایسا وعدہ کیوں کیا تاشہ سے؟“ وہ

تاشہ سو گئی؟“ اس نے سوال کیا



یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے غازان ”وہ جھنجھلائی“

آپ کو کس نے کہاں کہ میں وعدہ پورا نہیں کر سکوں گا۔۔۔۔۔ تاشہ ”
کو رستم چاہیے اور رستم تاشہ کو ملے گا“ غازان مضبوط لہجے میں بولا

مگر کیسے غازان ، کیا تم رستم کو نہیں جانتے“ انہوں نے آگاہ کیا

مگر آپ مجھے نہیں جانتی مام۔۔۔ ہر انسان کی ایک کمزوری ہوتی ہے۔۔۔ رستم کی بھی ہے مجھے تو بس اسکا استعمال کرنا ہے“ غازان مکار ہنسی ہنستے بولا تو مسز نثار بھی مسکرا

دی

تمہارا مطلب انا؟“ وہ چہکی“

نو مام انا اسکی کمزوری نہیں اسکی طاقت ہے مام۔۔۔۔۔ میرا مطلب“
 ہے زرقہ“ غازان کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے

زرقہ۔۔۔۔۔ زرقہ کیسے؟“ وہ حیران ہوئی“

کم آن مام رستم سب سے چھپا سکتا ہے مگر مجھ سے نہیں۔۔۔۔۔ اگر“
 رستم کی کوئی کمزوری ہے تو وہ ہے اسکی چھوٹی بہن زرقہ۔۔۔۔۔ یاد

نہیں آپکو کمینے نے کیسے اسے اس کلب والے سین سے بچالیا تھا۔۔۔۔۔
 رستم کی صرف ایک کمزوری ہے اور وہ ہے زرقہ شیخ۔۔۔۔۔ انا کبھی
 ”بھی رستم کی کمزوری نہیں بنی۔۔۔۔۔“

اور یہ بات تمہیں کیسے پتہ؟ ”انہوں نے آنکھیں چھوٹی کیے پوچھا“



اپنے اپنے سورسز مام ”وہ مسکرایا“

”خیر جو بھی ہے زرقہ کی وجہ سے رستم کیسے تاشہ کو اپنائے گا؟“

انہیں ابھی بھی کچھ سمجھ نہیں آیا

کیوں نہیں اپنائے گا۔۔۔۔۔ بہن کا گھر بچانے کے لیے بھائی اتنی

قربانی تو دے سکتا ہے نا؟ ”غازان ہنس کر بولا

مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا غازان“ وہ سخت جھنجھلائی ”

بس آپ اپنے بیٹے کی شادی کی تیاریاں شروع کرے مام۔۔۔۔۔“
 غازان نثار انصاری ویڈز زرقہ شیخ کی نیوز بہت جلد پھیلنے والی ہے“ وہ
 مکروہ مسکراہٹ سجائے بولا تو مسز نثار نے آنکھیں بڑی کیے حیرت سے

اسے تکا
 NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا غازان کیا بکواس کر رہے ہوں یہ“
 جانتے ہوئے بھی کہ تمہاری اور زرقہ کی شادی نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔ نا
 قانونی طور پر اور نا اسلامی طور پر پھر بھی تم نے ایسا سوچا؟“ انہیں

دھچکا ہی تو لگا تھا

قانونی طور پر نہیں ہوگی ایسا تو تب ہوگا نا جب قانون کو سچ معلوم”
 ہوگا اور اسلامی طور پر۔۔۔۔۔ آپ فکر مت کرے اللہ کو منانا کونسا
 مشکل کام ہے“ وہ انکا کندھا تھپتھپائے سیٹی بجاتے وہاں سے چلا گیا جبکہ
 مسز نثار کو چار سو چالیس والٹ کا جھٹکا لگ چکا تھا


 NEW ERA MAGAZINE.com
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 سر آپ سے ملنے مسٹر غازان انصاری آئے ہے“ نوید شیخ کے پی۔اے”
 نے انہیں انفارم کیا۔۔۔۔۔ غازان کا نام سنتے ہی انکے ماتھے پر انگنت
 بل آگئے۔۔۔۔۔ یہ نام جب بھی آتا کوئی اچھی خبر لیکر نہیں آتا

ہم بھیج دوں اندر۔۔۔۔۔“ انہوں نے اجازت دی”

گڈ مارنگ ڈیڈ“!! شوخ سا غازان ان کے سامنے آبیٹھا جبکہ انہوں نے غصے سے اسے گھورا

ارے یہ کیا آپ کا بیٹا آیا ہے اور آپ اسے گھور رہے ہیں۔۔۔۔ بیڈ“
میزرز ڈیڈ“ وہ ٹیبل پر انگلیاں بجاتے بولا



تم یہاں کیوں آئے ہوں۔۔۔۔ دفع ہو جاؤ“ وہ چلائے“

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوہ اوہ۔۔۔۔۔ تمیز سے مسٹر نوید۔۔۔۔۔ مت بھولو کہ تمہارے“
سامنے کوئی ایرا غیرہ نہیں بلکہ تمہارا بیٹا بیٹھا ہے“ غازان سخت لہجے میں
بولا

کیا چاہیے؟“ وہ جانتے تھے کہ اسے ضرور جچھ چاہیے۔۔۔۔۔ ان کے“

پوچھنے پر غازان ہنسا

کتنے اچھے سے جانتے ہے نا آپ مجھے۔۔۔۔ تو سنے مجھے زرقہ ”

چاہیے، ”ٹیبیل پر تھوڑا آگے کو جھکتے وہ بولا

کیا بکواس ہے یہ “!! وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر دھاڑے ”

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بکواس نہیں حقیقت ہے۔۔۔۔۔ بکواس تو تب ہوتی جب میں اسکا ”

”ایک رات کا سودا کرتا بلکل ویسے جیسے آپ نے میری ماں کا کیا تھا

غازان کی آنکھیں لال ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ اسکے تیور نوید شیخ کو ڈرا رہے

تھے۔۔۔۔۔ اچانک ہی انہیں سانس لینے میں دشواری محسوس ہوئی تو

انہوں نے اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی

ٹھیک ہے پھر آپ نے میرے لیے کوئی اور آپشن بھی نہیں ”
 چھوڑا۔۔۔۔۔ آپ کے پاس صرف رستم کے ولیمے تک کا وقت
 ہے۔۔۔۔۔ جواب سوچ کر رکھے۔۔۔۔۔ اور اگر جواب میری مرضی
 کے خلاف ہوا تو بہت جلد آپکی اور میری ڈی۔این۔اے رپورٹس پوری
 میڈیا میں نشر ہو جائے گی اور پھر جو حال آپکا رستم کرے گا اس سے تو
 ہم سب واقف ہیں۔۔۔۔۔ کیوں صحیح بولا نا میں نے ” بیٹھے لہجے میں
 انہیں وارننگ دیتے وہ بولا اور کمرے سے باہر نکل گیا

نوید شیخ نے غصے سے اسکی پیٹھ کو دیکھا۔۔۔۔۔ غازان بھی ان کی رنگین راتوں میں
 سے ایک رات کے بعد کا گناہ تھا جواب انکی جان کا دشمن بن گیا تھا

مسز نثار غازان کی ماں ایک بہت خوبصورت عورت تھی جس پر ہر مرد دل ہار دیتا مگر وہ

لوکلاس فیملی سے تعلق رکھتی تھی۔۔۔۔۔ جوانی کا جو بن اور پھر کچھ اپنی خوبصورتی کا احساس۔۔۔۔۔ انہوں نے بہت جلد نثار انصاری کو اپنی خوبصورتی کے جال میں پھنسا لیا تھا جو کہ عمر میں ان سے بیس سال بڑے تھے۔۔۔۔۔ اور شکل و صورت بھی عام ہی تھی۔۔۔۔۔ نثار سے شادی کے بعد مسز نثار ہر پارٹی کا ایک اہم موضوع ہوتی ایسی ہی ایک پارٹی میں انکی ملاقات نوید شیخ سے ہوئی جن کی آنکھوں میں انکی خوبصورتی کو دیکھ کر عجیب سی چمک در آئی جس سے مسز نثار بھی آشنا ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ نثار انصاری کے ساتھ نکاح میں ہوتے ہوئے بھی انکا افسیر نوید شیخ کے ساتھ شروع ہوا۔۔۔۔۔ جب بھی نثار انصاری بزنس کے کسی کام کے سلسلے میں ملک سے باہر ہوتے تو وہ دن نوید شیخ کے ساتھ گھومنے میں اور راتیں روشن کرنے میں بتائی جاتی اور اب غازان ایسی ہی ایک رات کا نتیجہ تھا۔۔۔۔۔ نثار انصاری تو مرتے دم تک اس بات سے نا آشنا تھے کہ غازان انکا بیٹا نہیں۔۔۔۔۔ مگر غازان کو یہ بات معلوم ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ اس نے جب اپنی ماں سے سوال جواب کیے تو انہوں نے نہایت پوشیاری سے سارا الزام اپنے مرحوم شوہر اور نوید شیخ پر ڈال دیا جس کی وجہ سے غازان کو اس شخص سے نفرت ہونے لگ گئی جس نے اسکی ماں کی عزت کو چند پیسوں کے عوض تولا تھا

نوید شیخ کو اب اپنی عیاش زندگی کی یادیں آتی تو خود پر غصہ آتا۔۔۔۔۔ کاش کہ وہ اپنی جوانی کی یہ راتیں کسی کو ٹھیس پر روشن کرتے، جیسا اب کرتے تھے۔۔۔۔۔ ہاں یہ سچ ہے۔۔۔۔۔ نوید شیخ کی عیاش فطرت اب بھی نہیں بدلی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس عمر میں بھی کوٹھے پر جاتے تھے۔۔۔۔۔ ڈرا نہیں غازان کا نہیں تھا بلکہ رستم کا تھا۔۔۔۔۔ یہ وہ رستم نہیں تھا جسے وہ کنٹرول کیا کرتے تھے۔۔۔۔۔ بلکہ یہ رستم اب انہیں کنٹرول کرتا تھا۔۔۔۔۔



نوید شیخ بہت دیر تک سوچتے رہے مگر جب کسی نتیجے ہر پہنچ نہیں پائے تو اپنی گاڑی کی چابی لیے وہ پھر اپنا پورا دن ایک کوٹھے پر بتانے چلے گئے۔۔۔۔۔ اس بات سے بے خبر کہ وہ کسی کی نظروں کی زد میں تھے

بیڈ موو۔۔۔۔۔ ڈیڈ ڈڈ ”انکے پیچھے اپنی گاڑی لگائے غازان ہنس کر“

خود سے بولا۔۔۔۔۔ اسے معلوم تھا کہ یہ راستہ کس طرف جاتا تھا

اب تو پکا کوئی نا کوئی بریکنگ نیوز ضرور بنے گی۔۔۔۔۔ آئے بڑے”

عزت دار۔۔۔۔۔“غازان غصے بڑبڑایا

اسے وہ دن یاد آیا جب وہ ان کے پاس اس امید سے آیا تھا کہ وہ اسکی ماں سے نکاح کر لے
اور اپنی غلطی کو سدھار کر غازان کو اپنا بیٹا مان لے۔۔۔۔۔ مگر وہ نا صرف اس پر
ہنسے بلکہ اسے ایک گندہ خون کہہ کر دھتکار بھی دیا اور یہ بھی کہ وہ ایک عزت دار آدمی
ہے۔۔۔۔۔ اور غازان جیسے گند کے پوٹلے سے انکا کوئی تعلق نہیں۔۔۔۔۔

غازان کو رستم سے نفرت تھی کہ ہر وہ چیز جس پر وہ برابر کا حق رکھتا تھا رستم اسکا کیلا

وارث بنے بیٹھا تھا

اور اب یہ انتقام کی آگ ہر کسی کو جھلسا دینے کے در پر تھی۔۔۔۔۔

.....

آج مسز نثار آئی تھی ملنے۔۔۔۔۔ ”کھانے کی ٹیبل پر ہمدہ نے نوید شیخ“
کو بتایا جس پر وہ چونک اٹھے

کیوں؟ خیریت؟“ وہ اپنی ہڑبڑاہٹ پر قابو پاتے بولے

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں۔۔۔۔۔ وہ دراصل وہ آئی تو مجھ سے ملنے تھی مگر مجھے انکے“
ارادے کچھ اور ہی لگتے ہیں“ ہمدہ بیگم ہلکا سا مسکرائی

کیسے ارادے؟“ پانی کا گھونٹ بھرتے نوید شیخ نے پوچھا

وہ زرقہ کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔ کافی انٹرسٹ بھی شو”
 کر رہی تھی۔۔۔۔۔ مجھے لگتا ہے وہ غازان کے لیے زرقہ کا رشتہ مانگنا
 چاہتی ہے “ہمدہ بیگم کی مسکراہٹ قائم تھی۔۔۔

انہیں غازان زرقہ کے لیے برا نہیں لگا تھا۔۔۔۔۔ آخر کو وہ رستم کا بہترین دوست
 تھا۔۔۔۔۔

آپ کا خیال ہے؟ “انہوں نے نوید شیخ سے پوچھا جو کسی اور ہی دنیا”
 میں پہنچے ہوئے تھے

اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتے انکے موبائل پر ایک تصویر آئی اور ساتھ ہی ویڈیو
 بھی۔۔۔۔۔ انہوں نے تصویر دیکھی تو زمین و آسمان گھومتے ہوئے محسوس
 ہوئے۔۔۔۔۔ وہ انکی تصویر تھی ایک رقصہ کے ساتھ۔۔۔۔۔ بغیر دیکھے ہی وہ جانتے

تھے کہ اس ویڈیو میں کیا تھا

”امید ہے یہ تصویر اور ویڈیو آپ کو فیصلہ کرنے میں آسانی دے گی“
غازان کا میسج پڑھ کر ان کے ماتھے پر پسینے کی ننھی بوندیں چمکنے لگی تھی

نوید؟ ”ہمدہ نے انہیں ہلایا“
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
ہا۔۔۔۔ہا۔۔۔۔ کیا کہہ رہی تھی تم؟ ”وہ ہکلاتے بولے“

وہ میں کہہ رہی تھی کہ مسز نثار آنا چاہتی ہے اپنی فیملی کے ساتھ ڈنر“
پر ”ہمدہ بیگم نے جواب دیا

ٹھیک ہے بلا لوں انہیں،“ نوید شیخ ہلکی آواز میں بولے اور کھانا ختم”
کرنے کے فوراً بعد کمرے میں چلے گئے

رستم کی شادی کے فوراً بعد دعوت دوں گی انہیں،“ ہمہ بیگم خود سے”
پلان بنائے خوش ہوئی



عامر کون ہے؟“ کھانے کی ٹیبل پر آمنے سامنے بیٹھے رستم نے انا سے”
پوچھا جس کے ہاتھ کانپنے لگے

وہ۔۔۔۔۔“ چچ نیچے رکھے دونوں ہاتھ کو آپس رگڑے، زبان”
ہونٹوں پر پھیرے اس نے رستم کو دیکھا، جو آں کھیں چھوٹی کیے اسے

گھور رہا تھا

عامر ایک نیوز رپورٹر ہے۔۔۔۔۔ میری اور اسکی ملاقات ایک کیس کے دوران ہوئی تھی۔۔۔۔۔ ایک بار جب میں جاب سے واپس آرہی تھی تو مجھے ایک لڑکی ملی تھی بیچ راستے میں، وہ بہت زیادہ گھائل تھی۔۔۔۔۔ میں اسے ہوسپٹل لیکر گئی تھی اور پھر وہاں سے پولیس کیس شروع ہوا۔۔۔۔۔ اس لڑکی کو بہت زیادہ مقدار میں ڈرگز دی گئی تھی۔۔۔۔۔ اسکا کیس عدالت میں چلا تھا اور عامر تب نیوز رپورٹر تھا۔۔۔ چونکہ میں گواہ تھی تو مجھ پر بھی بہت بار حملہ ہوا تھا اسی لیے عامر نے میری مدد کی تھی اور ہم اچھے دوست بن گئے۔۔۔“ انانے اپنی بات ختم کی

صرف اچھے دوست؟“ رستم کی آنکھیں ابھی بھی چھوٹی تھی“

ہاں صرف اچھے دوست “انا نے سر اثبات میں ہلایا”

اوکے پرنسز۔۔۔ رات بہت ہوگئی ہے تمہیں آرام کرنا چاہے ویسے بھی”
 “پھر ایک دفعہ شادی کے فنکشن شروع ہوگئے تو تم آرام نہیں کر پاؤ گی
 رستم اسکا سر تھپتھپاتا وہاں ست چلا گیا



انا اسکے اتنے جلدی چلے جانے پر سکون میں آگئی

بہادر خان “!! رستم نے سٹڈی کی جانب جاتے بولا”

جی ماسٹر؟ ”بہادر خان بھی ساتھ چلنے لگا“

”مجھے اس عامر کی پوری فائل چاہیے۔۔۔ ساری ہسٹری نکالو اس کی“
رستم کی آنکھیں سرد تھی



جو حکم ماسٹر ”بہادر خان نے سر جھکایا“

پرنسز ”!!رات کے بارہ بجے تھے۔۔۔ نیند انا کی آنکھوں سے“
کوسوں دور تھی۔۔۔ جب رستم اسکے کمرے میں داخل ہوا

انا سے دیکھ کر ایک پل کو چونکی۔۔۔۔۔ اسکی آنکھوں میں پھیلتا ڈرر ستم سے مخفی نہ
تھا۔۔۔۔۔

وہ یہ تمہارے لیے “اسکی جانب ایک ڈبہ بڑھائے رستم بولا”

یہ کیا ہے؟ “انا نے حیرانگی سے پوچھا”

خود دیکھ لو “انا نے اسے کھولا تو اس کے اندر نئے ماڈل کا موبائل تھا”

یہ میں اسکا کیا کروں گی؟ “انا نے حیرت سے پوچھا”

کیا مطلب کیا کروں گی۔۔۔۔ باتیں کرنا، رستم ہلکا سا ہنس کر بولا،

کس سے، ”انا بھی ہلکا سا ہنسی“

مجھ سے، ”رستم بولا تو انا نے چونک کر اسے دیکھا“

آا میں چلتا ہوں گڈ نائٹ، رستم شرمندہ سا فوراً کمرے سے نکلا،

کیا یہ واقعی میں رستم تھا۔۔۔ رستم شیخ؟، انا مسکراہ کر خود سے بولی،

اور کندھے اچکا دیے

زرقہ “!! اسے باہر کی جانب جاتے دیکھ کر ہمدہ بیگم نے پکارا”

جی مام؟ “زرقہ ان کے پاس آئی”

بیٹا کہی جارہی ہوں؟ “انہوں نے اسکی تیاری دیکھتے پوچھا اور چائے کا”
 کپ ٹیبل پر رکھ دیا

جی وہ شاپنگ پر۔۔۔ “اسنے جواب دیا”

اچھا!! چلو یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔۔۔۔ رستم کی کال آئی تھی وہ”
 ، چاہتا ہے کہ تم اور میں انا کی مہندی اور ولیمے کا ڈریس خریدے
 بارات کا وہ لے آیا ہے۔۔۔۔۔ تمہارا کیا خیال ہے؟ “انہوں نے زرقہ

سے پوچھا

شیور مام کیوں نہیں “زرقہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔۔ اسکا”
مطلب وہ انا سے مل کر ساری بات کلیر کر سکے گی

“ٹھیک ہے پھر بس ہم دونوں جائے گے اور۔۔۔۔۔”



ایک منٹ مام میں اور آپ سے کیا مطلب۔۔۔۔۔ انا نہیں جائے”
گی؟ “اس نے انکی بات کاٹتے پوچھا

نہیں رستم نے کہاں ہے کہ صرف ہم دونوں جائے “ہمدہ بیگم کپ”
لبوں کو لگائے بولی

مام آپ بھائی سے کہیے نا انا کو ابھی ہمارے ساتھ بھیج دے۔۔۔۔۔”
 میرا مطلب ہے کہ ہم ڈریس لے آئے اور انا کو پسند نہیں آئے تو؟
 اچھا ہے نا وہ بھی ساتھ چلے۔۔۔۔۔ اور پھر بھائی کو تو آپ جانتی ہے
 اگر انا کو ڈریس پسند نہیں آئی تو کوئی بھروسہ نہیں کہ وہ پورے مارٹ
 کو آگ لگا دے “زرقہ نے بات مکمل کی تو ہمدہ بیگم سوچ میں پڑ گئی

ہمم۔۔۔ کہہ تو تم بلکل ٹھیک رہی ہوں۔۔۔۔۔ سہی میں بات کرتی”
 ہوں رستم سے “یہ کہتے ہی انہوں نے اپنا موبائل اٹھایا

پرنسز “!! رستم نے اسے پکارا جو کسی سوچ میں گم تھی”

نج۔۔۔جی؟ “انا چونکی”

مام کی کال آئی تھی تمہاری مہندی اور ویسے کا ڈریس خریدنا ہے تو”
اس لیے تم ان کے ساتھ چلی جانا “رستم نے اسے بتایا

آپ نہیں آئے گے؟ “بولتے ہی انا نے زبان دانتوں تلے دبالی جبکہ”
رستم نے مسکرا کر اسے دیکھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو تم چاہتی ہوں کہ میں جاؤں؟ “رستم نے مسکراہ کر اس سے پوچھا”

ہا۔۔۔ میرا مطلب نہیں “نظریں نیچی کیے اس نے جواب دیا”

رستم تو بس مسکرائے اسے دیکھے جارہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی تھوڑی سی نرمی اور انا اس کے ساتھ نارمل ہو گئی تھی

ماسٹر گاڑی آگئی ہے “بہادر خان بولا تو انا نے نظریں پھیر لی اسے”
بہادر خان سے انجانا سا خوف آتا تھا

ٹھیک ہے تم جاؤ، “رستم نے جب انا کی حالت دیکھی تو اسے بھیج دیا”
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پرنسز تم تیار ہو جاؤں مام آگئی ہے “رستم اسکی جانب دیکھتے نرمی سے”
بولا

میں تیار ہوں “انا نے جواب دیا”

اچھا چلو پھر یہ لے لو، رستم نے اسکی جانب کارڈ بڑھایا”

یہ؟“ انا نے حیرت سے کارڈ پکڑا”

تم نے شاپنگ کرنی ہے۔۔۔۔۔ میری ہونے والی بیوی ہوں”
 تم۔۔۔۔۔ میرے پیسے پر حق ہے تمہارا،“ رستم بولا تو انا نے ہلکی سی
 مسکراہٹ کے ساتھ وہ کارڈ پکڑ لیا

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رستم اتنا بھی برا نہیں اگر وہ اسے ایک موقع دے تو۔۔۔۔۔ یہ سوچ انا کے دماغ میں

آئی

ایک مسکراہٹ رستم کی جانب اچھالتے وہ پرس میں اپنا موبائل اور کارڈ ڈالے باہر کی

جانب نکل گئی

السلام علیکم آنٹی “!! گاڑی کی بیک سیٹ پر بیٹھتے وہ بولی۔۔”

وعلیکم السلام انا بچے کیسی ہوں؟ “انہوں نے محبت سے پوچھا”



بلکل ٹھیک آنٹی “انا ہلکا سا مسکرائی”

کیسی ہوں انا؟ “ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی زرقہ نے پوچھا”

اناکے مسکراتے لب سکڑے۔۔۔۔

ٹھیک ہوں “اسکے بعد پورے راستے کوئی بات نہیں ہوئی۔۔”

شاپنگ مال پہنچ کر زرقہ نے بہت دفعہ انا سے بات کرنے کی کوشش کی مگر انا نے اسکی
ایک نہیں سنی۔۔۔۔۔ زرقہ نے اسے تکلیف دی تھی۔۔۔۔۔ اسکا دل دکھایا
تھا۔۔۔۔۔

بچیوں بات سننا “!! ہمدہ بیگم جن کو کال آئی تھی وہ موبائل بند کیے”
انکی طرف آئی

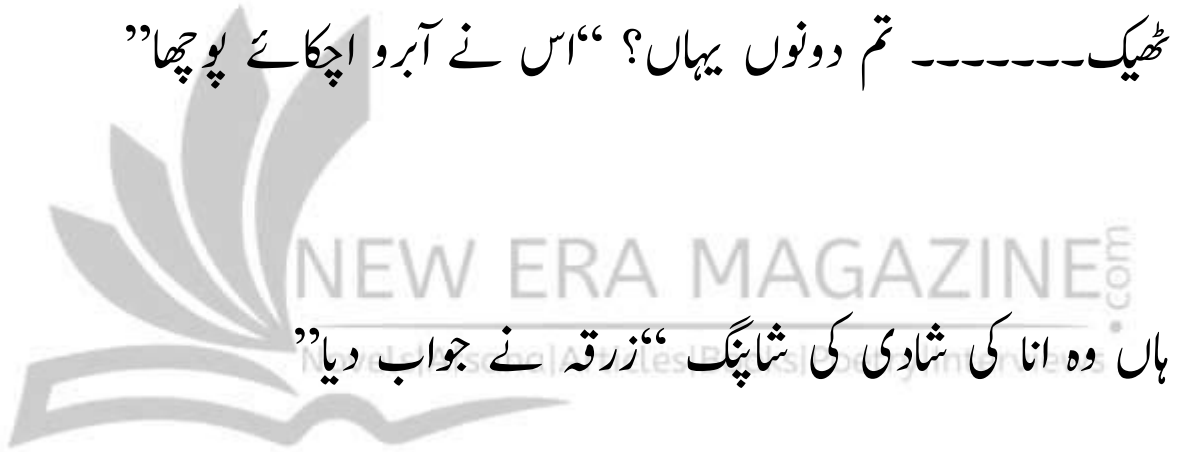
جی؟ “دونوں نے بیک وقت پوچھا”

زرقہ انا مجھے نوید کی کال آئی ہے، انکی کوئی پارٹی ہے میرا وہاں موجود”

زرقہ کو دیکھ کر وہ حیران ہوا

میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہوں عامر؟ “زرقہ جبراً مسکرایا”

ٹھیک۔۔۔۔۔ تم دونوں یہاں؟ “اس نے آبرو اچکائے پوچھا”



ہاں وہ انا کی شادی کی شاپنگ “زرقہ نے جواب دیا”

تو انا نے تمہیں انوائٹ کیا مگر مجھے نہیں۔۔ ہم “عامر تھوڑا ناراض سا”

ہوتا بولا

“ایسی کوئی بات نہیں عامر۔۔۔۔۔”

ہاں ایسی کوئی بات نہیں عامر۔۔۔۔ انا نے مجھے بھی نہیں بلایا وہ تو”
بس میں رشتے میں اسکی نند بن گئی ہوں“ زرقہ انا کی بات کاٹتے بولی

اوہ تو ایسا ہے“ عامر نے انا سے پوچھا تو انا نے سر اثبات میں ہلادیا”

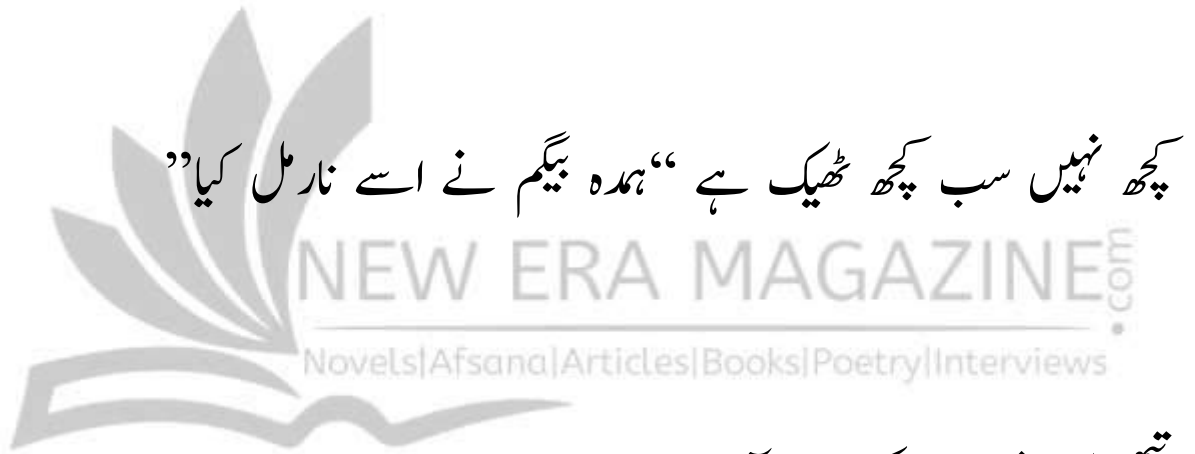
اچھا عامر اب ہم چلتے ہیں۔۔۔۔ ہمیں دیر ہو رہی ہے“ زرقہ انا کا”
ہاتھ تھامے مڑی

ایک منٹ انا“ عامر نے پکارا”

جی؟“ انا نے منہ پیچھے کیا پوچھا”

ہوئی

بی۔۔۔ یہ؟ “اس سے پہلے انا کچھ بول پاتی ہمدہ بیگم نے اس کے پاس”
بیٹھے اسکا ہاتھ تھام لیا



تبھی نکاح خواں انا کے سامنے آبیٹھا

اناکارواں رواں کانپ رہا تھا۔۔۔ اسنے نیٹ کے ڈوپٹے کے نیچے سے نظریں اٹھائے
ہمدہ بیگم کو دیکھا اور پھر سر اقرار میں ہلائے اس نے نکاح نامے پر سائن کر دیا تھا

اس نکاح نامے سے جتنا دھچکا انا کو لگا تھا اس سے زیادہ تاشہ کو لگا تھا۔۔۔۔۔ تاشہ کو یقین تھا کہ وہ نکاح نامہ جو رستم نے دکھایا تھا وہ نقلی تھا۔۔۔۔۔ مگر اب سب کے سامنے ہوئے اس نکاح کو کوئی نہیں جھٹلا سکتا تھا۔۔۔۔۔

تاشہ جل رہی تھی۔۔۔۔۔ غازان نے وعدہ کیا تھا کہ انا اور رستم کی شادی نہیں ہو پائے گی۔۔۔۔۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ برات والے دن نکاح ہونے سے پہلے ہی وہ ایسی نیوز میڈیا کو دے گا کہ رستم اپنی شادی کو بھول جائے گا مگر یہاں تو سب کچھ ہاتھوں سے نکلتا محسوس ہو رہا تھا

نکاح کے فوراً بعد رستم کو وہاں لایا گیا تھا جو کہ سفید شلوار قمیض کے ساتھ کالا واسکوٹ پہنے یونانی بادشاہ لگ رہا تھا

اسکے دونوں جانب اسکے دوست کھڑے تھے

مہندی کے سوٹ کے ڈوپٹے سے اناکا پردہ کر دیا گیا تھا جس پر رستم کو غصہ آیا تھا مگر وہ چاہتا تھا کہ اسکی شادی میں تمام رسومات ہوں اسی لیے وہ چپ رہا۔

رستم کو انا کے ساتھ لا کر بٹھایا گیا تھا جب اسے انا کا پتی محسوس ہوئی

ششش ریلیکس پرنسز۔۔۔۔۔ ریلیکس سب کچھ ٹھیک ہے “اسکے ہاتھ پر”
اپنا ہاتھ جمائے رستم بولا

اس بار انا نے ہاتھ نہیں کھینچا تھا۔۔۔۔۔ کیونکہ اب ان میں ایک رشتہ تھا

ٹھیک ہوں؟“ رستم نے ہلکے سے پوچھا۔۔۔ انا نے سر اثبات میں ”

ہلادیا

بہت خوش لگ رہے ہوں رستم شیخ“ اپنے اندر کی جلن کم نہیں ”

ہو پائی تو تاشہ اسکے پاس چلی آئی

الحمد للہ“!! رستم جھولے سے ٹیک لگائے ایک بازو انا کے کندھے پر ”

رکھے بولا

زیادہ دیر خوش نہیں رہوں گے تم دونوں“ تاشہ لال آنکھوں سے انا ”

کو گھورتے بولی

اچھا اور تمہیں کیسے پتا۔۔۔ تم کیا ہوں۔۔۔ کوئی انتریامی؟ ”رستم“
نے اسکا مزاق اڑایا

میری بددعا لگے گی تمہیں رستم۔۔۔۔۔ جیسے مجھے میری محبت نہیں نا”
ملی تمہیں بھی نہیں ملے گی۔۔۔۔۔ تڑپو گے تم بھی۔۔۔۔۔ تم بھی
جلو گے قربت کی اس آگ میں۔۔۔ تم دونوں کو کوئی خوشی نصیب نہیں
ہوگی۔۔۔۔۔ برباد ہو گے تم دونوں ”تاشہ دانت پیستے ہلکی آواز میں بولی

ہو گیا۔۔۔۔۔ تو اب جاؤ ”رستم اسکی بات کا مزاق اڑاتے بولا۔۔۔۔۔“
جبکہ انا کا دل اسکی بددعا سن کر دہل گیا

کیا ابھی اسے اور بھی برباد ہونا تھا؟ انا صرف سوچ سکی

تاشہ وہاں سے غصے سے واک آؤٹ کر گئی۔۔۔ جبکہ تمسخرانہ نگاہ اس پر ڈالتے رستم انا
کی طرف متوجہ ہوا جو دوبارہ سے کانپنا شروع ہو گئی تھی اور نظریں تاشہ کی پیٹھ کی
جانب تھا

یا اللہ خیر “!! انا صرف یہی دعا کر سکی”



اس سارے ہنگامے میں کمرے میں موجود انا کا موبائل بجتے بجتے بند ہو گیا

انا پک اپ دا کال “!! عامر بار بار کال کرتا جھنجھلایا”

انا کال اٹھاؤ۔۔۔۔۔ کال اٹھاؤ انا تم بہت بڑی مصیبت میں ”

ہوں۔۔۔۔۔ پلینز انا “عامر ادھر ادھر ٹہلتے بولا

اسکی حفاظت کرنا میرے مولا “عامر بس اتنا کہہ پایا”

ہیلو ہاں بولوں؟ نہیں ابھی کام نہیں ہوا۔۔۔ نہیں ابھی نہیں۔۔۔۔۔“

بس تھوڑی دیر میں سب چلے جائے گے۔۔۔ رسم ختم ہوتے ہی میں اپنی گیم شروع کروں گا۔۔۔ نہیں اسکی فکر مت کر لوں وہ کچھ نہیں

“کر سکتا۔۔۔ ہاہا۔۔۔ تم ٹینشن مت لوں ہاں کہا نا ہو جائے گا سب

کال بند کرتے ہی وہ وجود روشنی میں آیا اور سب مہمانوں میں گھل مل گیا تھا

تمہاری خوشیاں بس چند دن کی تھی رستم شیخ اور نہیں “مکار ہنسی ہنستے”

وہ رستم پر نفرت بھری نظر ڈالے مڑ گیا تھا

ڈیپ ریڈ کلر کا لہنگا پہنے وہ آئینے کے سامنے اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ خوبصورتی
سے کیے میک اپ نے اسکو حسین بنا دیا تھا

آج اسکی زندگی کا ایک اہم دن تھا۔۔۔۔۔ اسے شدت سے اپنے ماں باپ کی یاد آرہی
تھی۔۔۔۔۔ کتنا شوق تھا اسکی ماما کو اسے اپنے ہاتھوں سے سجانے کا، اسکو پاپا کو اسے اپنے
ہاتھوں سے رخصت کرنے کا۔۔۔۔۔ ان کے بارے میں سوچتے ہی انا کی آنکھیں
بھیک گئیں

نرمی سے آنکھوں سے آنسوؤں کو صاف کرتے اس نے دروازے کی جانب نظریں
اٹھائی جہاں زرقہ کھڑی تھی۔۔۔۔۔

اندر آؤں “انا کا لہجہ نرم تھا”

اسکا لہجہ سن کر زرقہ سے قابو نارہا اور وہ انا کے پاس آتے اسکے گلے سے لگ کر رو دی

آئی ایم سوری انا۔۔۔۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ ایسا کچھ بھی ”
 ہوں۔۔۔۔ مجھے، مجھے نہیں معلوم تھا کہ بھائی کی دماغ میں کیا چل رہا
 ہے۔۔۔۔ انہوں نے مجھ سے تمہارا نمبر صرف اسی لیے مانگا تھا کہ وہ
 تم سے ایکسیوز کرنا چاہتے تھے۔۔۔۔ انہوں نے، انہوں نے تمہارا ٹائم
 ٹیبل اسی لیے پوچھا تھا کیونکہ انہوں نے کہاں کہ وہ خود تم سے جا کر
 معافی مانگے گے کیونکہ تم انکی کالز کاٹ دیتی ہوں۔۔۔۔ میں نہیں
 جانتی تھی کہ ایسا کچھ ہو جائے گا انا۔۔۔۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ بھائی
 مجھے لندن کیوں بھیجوانا چاہتے ہے۔۔۔۔ انہوں نے کہاں کہ تم
 لندن جا رہی ہوں۔۔۔۔ میں نے بھی کچھ نہیں پوچھا انا بھائی کا کہا کبھی
 نہیں ٹالا میں نے۔۔۔۔۔۔ نہیں معلوم تھا کہ یہ سب۔۔۔۔ یہ سب
 ہو جائے گا “زرقہ روتے ہوئے بولی تو انا کی آنکھیں پھر سے بھیگ گئیں

شششش۔۔۔۔ بس زرقہ میں نے تمہیں معاف کیا۔۔۔۔۔ میں غصہ ”
تھی بس تم پر۔۔۔۔۔ مگر اب وہ بھی ختم ہو گیا۔۔۔۔۔ میں جانتی ہوں
کہ تم میری دوست ہوں اور کبھی بھی میرے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونے
دوں گی۔۔۔۔۔ مجھے سمجھنا چاہیے تھا کہ تم مجھے اس مشکل وقت
میں۔۔۔۔۔ اس تکلیف میں چھوڑ نہیں سکتی تھی۔۔۔۔۔ اٹس اوکے
زرقہ ”انا اسکی کمر تھپتھپاتے بولی تو زرقہ کا رنگ ایک پل کو پھیکا پڑ
گیا۔۔۔۔۔ اگر وہ انا کو بتا دیتی کہ اس نے واقعی میں اسکی زندگی برباد
کردی ہے تو؟ نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ چپ رہنا ہی بہتر ہے

اور ویسے بھی میں رستم کو معاف کرنے کے بارے میں سوچ رہی ”
ہوں ”انا سپاٹ لہجے سے بولی

زرقہ اسکی بات سن کر کھل اٹھی۔۔۔۔

”کیا واقعی میں انا۔۔۔۔ تم نے ، تم نے بھائی کو معاف کر دیا۔۔۔۔ تم“
انہیں ایک موقع دینا۔۔۔۔ وہ بہت اچھے ہے۔۔۔۔ تم سے بہت محبت
”کرتے ہے۔۔۔۔ دیکھنا بہت جلد تمہیں بھی ان سے محبت۔۔۔۔

ایک منٹ زرقہ میں نے رستم کو موقع اس لیے نہیں دیا کہ مجھے اس“
سے محبت ہو جائے یا کچھ اور۔۔۔۔۔۔ یہ موقع میں صرف اپنی کوکھ میں
پلتی اولاد کی وجہ سے دے رہی ہوں۔۔۔۔ میں نہیں چاہتی زرقہ کہ
میرا بچہ بھی اپنے باپ جیسا بنے۔۔۔۔ یہ صرف میرے بچے کے لیے
ہے۔۔۔۔ میں کبھی بھی نہیں بھول سکتی جو تمہارے بھائی نے
میرے ساتھ کیا۔۔۔۔ جو زخم اس نے میری ذات کو دیے۔۔۔۔ میری
روح تک کو چیر دیا تمہارے بھائی کی حیوانیت نے زرقہ۔۔۔۔۔۔ یہ
صرف اس بچے کے لیے ہے زرقہ۔۔۔۔۔۔ اور ایسے شخص سے محبت

کبھی بھی نہیں کی جاسکتی زرقہ “انا زرقہ کی بات کاٹتے بولی

انا تم پاگل تو نہیں ہوگئی۔۔۔۔ تم جانتی بھی ہوں تم کیا بول رہی ”
 ہوں۔۔۔ تم زیادتی کر رہی ہوں اپنے ساتھ انا۔۔۔ تم خود کی زندگی
 برباد کر رہی ہوں۔۔۔۔ تمہیں بھائی کے ساتھ کمپرومائز کرنے کی
 ضرورت نہیں انا۔۔۔ ہم ایسا کرتے ہیں ابھی جا کر مام ڈیڈ سے بات
 کرتے ہیں۔۔۔۔ انہیں بتاتے ہیں کہ تم ایسا نہیں چاہتی۔۔۔۔ تم ، تم
 “یہ رشتہ نہیں چاہتی۔۔۔۔ پلیز انا اپنے ساتھ ایسا مت کروں۔۔۔۔۔
 زرقہ اس کے دونوں ہاتھ تھامتے بولی

تو کیا کروں۔۔۔۔ انکار کر دوں اس رشتے سے؟ نکاح ہو گیا ہے ”
 زرقہ۔۔۔۔ تمہارے مام ڈیڈ وہ کیا کر لے گے۔۔۔۔ کیا رستم ان کے
 کہنے پر چھوڑ دے گا مجھے؟ نہیں زرقہ وہ کبھی نہیں چھوڑے گا۔۔۔۔۔
 اور اب جب میں اسکے بچے کی ماں بننے والی ہوں۔۔۔۔۔ وہ رستم ہے

زرقہ ظلمت کا دوسرا نام۔۔۔۔۔ وہ مجھے مار ڈالے گا مگر چھوڑے گا
 نہیں۔۔۔۔۔ تمہی بتاؤں زرقہ کیا کروں میں؟“ انا تکلیف دہ لہجے میں
 بولی

بھاگ جاؤ انا۔۔۔۔۔“ زرقہ سپاٹ لہجے میں بولی”



ہنہ۔۔۔۔۔“ انا نے حیرانگی سے اسے دیکھا”
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں انا بھاگ جاؤ۔۔۔۔۔ بس یہی ایک راستہ ہے انا۔۔۔۔۔ ورنہ، ورنہ”
 تمہاری پوری زندگی برباد ہو جائے گی۔۔۔۔۔ چلی جاؤ یہاں سے کہی بہت
 دور۔۔۔۔۔ اپنی ایک نئی دنیا شروع کروں انا۔۔۔۔۔ اگر تمہاری کوکھ میں
 پلتا وجود ایک لڑکا ہوا تو یاد رکھنا انا اسے دوسرا رستم بننے سے تم کبھی
 بھی نہیں روک سکوں گی۔۔۔۔۔ اسی لیے انا چلی جاؤں یہاں سے

---- بھاگ جاؤ۔۔۔۔۔ خود کو اور اپنے بچے کو ایک نئی زندگی دوں
 “انا۔۔۔۔۔ پلیر

کہاں بھاگو زرقہ بتاؤ مجھے کہاں چلی جاؤں میں۔۔۔۔۔ وہ رستم ہے ”
 زرقہ وہ مجھے زمین کے نیچے سے بھی ڈھونڈ نکالے گا۔۔۔۔۔ نہیں میں
 ایسا نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ مجھے حالات کے سمجھوتا کرنا ہوگا زرقہ جیسے پہلے
 کر رہی تھی۔۔۔۔۔ سب کو دکھانا ہے کہ انا خوش ہے پرسکون
 ہے۔۔۔۔۔ حالانکہ اندر ہی اندر وہ ختم ہو رہی ہے زرقہ۔۔۔۔۔ اور
 دیکھنا ایک دن ایسے ہی انا کا پورا وجود ختم ہو جائے گا۔۔۔۔۔ اسکی
 ہستی مٹ جائے گی زرقہ “وہ لہجہ مضبوط بناتے بولی جبکہ زرقہ ضبط
 کرتے وہاں سے فوراً چلی گئی

مگر وہ دونوں اس بات سے بے خبر تھی کہ کوئی اور بھی تھا جو یہ سب سن اور دیکھ چکا
 تھا۔۔۔۔۔ اب بس انتظار تھا تو بس صحیح وقت کا

رستم کے نام کی سبج سجائے وہ پھولوں سے سبج اس بستر پر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ آنے والے
وقت کا سوچ کر ہی اس کی ہتھیلیاں بھیگ گئیں تھی۔

آج سے اسکی زندگی کا ایک نیا باب شروع ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ
رستم کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ اس رشتے کو لیکر کسی خوش منہمی میں
جی رہی تھی مگر شاید تھوڑی بہت امید تو اسے تھی

دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ اپنے خوابوں کی دنیا سے باہر نکلی اور سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔۔۔۔
بھاری بوٹوں کی آوازاں بیڈ کے بالکل قریب تھی

رستم اسکے سامنے بیٹھے اسے یک ٹک دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ جیسے وہ یقین کرنا چاہ رہا ہوں

یقین نہیں آتا، رستم انا کو دیکھ کر بولا ”

ہنہ؟“ انا کو اسکی بات سمجھ نہیں آئی ”

مجھے یقین نہیں آتا کہ تم میری ہو چکی ہوں۔۔۔۔۔ میرے قریب ”

ہوں۔۔۔۔۔ مجھے یقین دلا دوں۔۔۔۔۔ مجھے یقین دلا دوں انا کہ تم

واقعی میں میری ہو چکی ہوں“ اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھامے وہ خمار

آلود لہجے میں بولا

۔۔۔۔۔ رستم “ انا کو وہ کچھ عجیب سا لگا ”

اس سے پہلے انا کچھ بول پاتی رستم نے ایک جھٹکے سے اسکا دوپٹا سر سے کھینچا جس پر انا چیخ اٹھی

رستم “!! انا زور سے چلائی تو رستم ہوش میں آیا”

وہ۔۔۔ وہ میں۔۔۔ کنٹرول نہیں رکھ پایا۔۔۔۔۔ یہ تمہاری منہ”
دکھائی “اسکے سامنے ایک ڈبہ رکھتے وہ بولا

شکریہ “انا صرف اتنا کہہ سکی”

کھول کر نہیں دیکھو گی؟ “رستم دوبارہ سے نرمی سے مسکرایا”

انا کو وہ کچھ زیادہ ہی عجیب لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ انا نے ناچار اسے کھولا۔۔۔۔۔ اس میں
ڈائمنڈ کا ایک بریسلیٹ موجود تھا۔۔۔۔۔ جو اصلی ہیروں کا تھا اور اتنا روشن کے انا کی
آنکھیں چندھیاں گئی

اسکی۔۔۔۔۔ اسکی کیا ضرورت تھی؟“ انا اسے ٹیبل پر رکھتے بولی”

یہ تحفہ ہے جو ہر شوہر اپنی بیوی کو دیتا ہے“ رستم نے ساتھ ہی”
بریسلیٹ اٹھایا اور اسکی کلائی میں باندھتے کلائی پر بوسہ دیا

انا نے جھٹکے سے کلائی کھینچی۔۔۔۔۔ رستم نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی اور ایک جھٹکے سے انا
کو اپنی پناہوں میں لیا۔

آئندہ سے مجھے انکار مت کرنا“ یہ کہتے ہی رستم اس پر جھک گیا جبکہ”

آپ کو جگانے مگر آپ تو شاید مدہوش تھی “جبکہ انا کی گھوری دیکھ کر
اس نے اپنی چلتی زبان پر قابو پایا

کیا کام ہے؟ “انہ نے بے تاثر لہجے میں پوچھا”

وہ بی بی جی سوا گیارہ ہو رہے ہے۔۔۔ اور ایک بجے آپ کے پارلر کا”
ٹائم ہے تو بس آپ کو اٹھانے آئی تھی کہ آپ ناشتہ کر لے۔۔۔۔۔
رستم صاحب نے خاص ہدایت دی ہے جی کہ آپ کو ہیوی ناشتہ کرواؤ
بہت تھک گئی تھی آپ “وہ آخر میں دانتوں کی نمائش کرتے بولی

زیادہ زبان مت چلاؤں اور جاؤ باہر میں آرہی ہوں “انہ اسے جھڑکتے”
بولی اور ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھتے واشروم میں بند ہو گئی

سائیں تو سائیں۔۔۔۔۔ سائیں کی بیوی بھی۔۔۔۔۔ “کانوں کو ہاتھ”
لگاتی جمیلہ بڑبڑاتے ہوئے وہاں سے چلی گئی

نیچ کلر کی میکسی جس پر گولڈن کلر کا ہلکا سا کام ہوا تھا زیب تن کیے وہ اپنے ولیمہ کی
تقریب کے لیے تیار تھی۔۔۔۔۔ اسکی اور رستم کی اینٹری ایک ساتھ ہونی
تھی۔۔۔۔۔ رستم صبح سے غائب تھی جس پر انا بھی سکون میں تھی۔۔۔۔۔
اب بھی وہ اینٹرنیس پر اکیلی کھڑی تھی جب ہال کی لائٹس آف ہو چکی تھی۔۔۔۔۔
تبھی اسکے ایک ہاتھ اپنی کمر پر سرکتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کے انا چلاتی رستم
اس کے کان میں بولا

ایزی پرنسز۔۔۔۔۔ یہ میں ہوں رستم تمہارا شوہر “انا کو لگا کہ وہ”

مسکرایا۔۔۔ مگر وہ اندھیرے میں دیکھنا سکی

سپاٹ لائٹ ان دونوں پر پڑتے ہی انانے سر اٹھا کر رستم کو دیکھا”
 جسکا چہرہ بے تاثر تھا۔۔۔ ایک دوسرے کی باہوں میں باہیں ڈالے وہ
 دونوں بادشاہ اور ملکہ کی سی شان، بان اور آن لیے سیٹج کی جانب بڑھ
 رہے تھے۔۔۔ وہاں موجود ہر ایک انسان کی آنکھوں میں ان کے
 لیے ستائش تھی ماسوائے غازان اور اسکی فیملی کے جو آنکھوں میں نفرت
 لیے انہیں دیکھ رہے تھے

مبارک ہوں بڑی، “کاشان نے آگے بڑھ کر اسے مبارک باد دی”

ابے اب یہ کس بات کی مبارک؟ “وجدان نے اسکے سر پر تھپڑ”

مارتے پوچھا

کیوں بھئی جب نکاح کی مبارک باد ہوں تو ویسے کی بھی تو دینی”
 چاہیے نا۔۔۔ کیوں بھابھی “کاشان بولا تو وہ دونوں ہنس دیے جبکہ انا
 جبرا مکسرائی

یہ تو تم نے صحیح کہا کاشان مبارک باد تو بنتی ہے۔۔۔۔۔ کانگریچو لیشنز”
 بھابھی صاحبہ “غازان نے اپنا ہاتھ انا کے سامنے کیا جس پر رستم نے
 اسے سرد نگاہوں سے گھورا

میری بیوی غیر مردوں سے ہاتھ نہیں ملاتی “رستم نے غازان کا ہاتھ”
 سختی سے اپنے ہاتھ میں لیا

ہاں مگر شوہر غیر عورتوں کے ساتھ راتیں ضرور گزارتا ہے “غازان”

طنزیہ مسکرایا

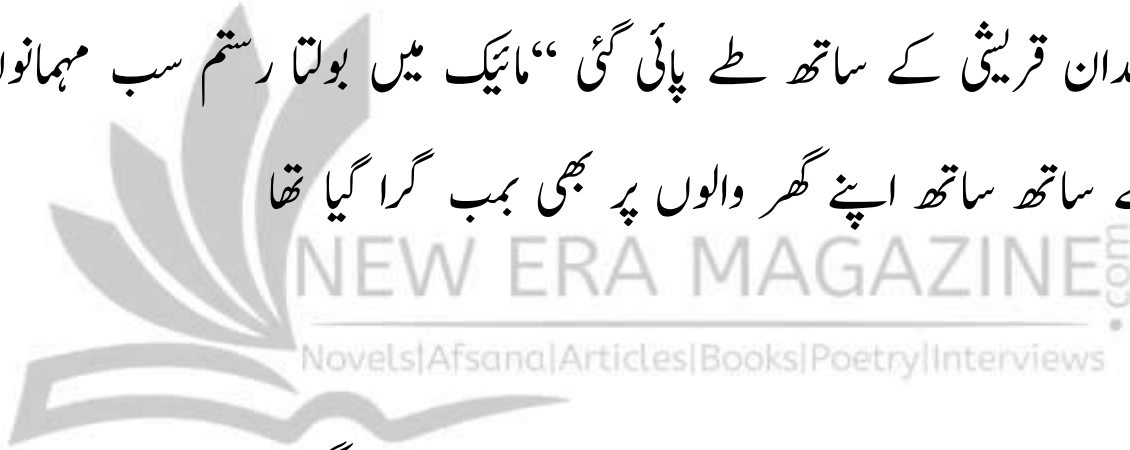
وہ عورتیں خود موقع فراہم کرتی ہے، ”رستم نے بھی حساب برابر کیا“

اور تم کیا ہوں بچے؟ ”غازان کو اسکا جواب زرا پسند نہیں آیا تھا“

نہیں میں مرد ہوں اور مرد تو پھر بہک جاتا ہے نا۔۔۔۔۔ ”رستم“
طنزیہ مسکرایا تو غازان نے دانت پیسے۔۔۔۔۔ وہ رستم ہی کیا جو کبھی

شرمندہ ہو جائے

لیڈیز اینڈ جینٹل میسنز آج میرے ولیمہ کی تقریب پر آنے کے لیے ”
 میں آپ سب کا بہت گزار ہوں۔۔۔۔۔ مگر آج صرف میرا ولیمہ ہی
 نہیں بلکہ ایک اور بھی خاص موقع ہے۔۔۔۔۔ آج دو خاندان آپس میں
 جڑنے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ میں رستم شیخ آج آپ سب کے ساتھ اپنی اس
 خوشی کو شیئر کرنے جا رہا ہوں۔۔۔۔۔ میری بہن زرقہ شیخ کی منگنی
 وجدان قریشی کے ساتھ طے پائی گئی ” مائیک میں بولتا رستم سب مہمانوں
 کے ساتھ اپنے گھر والوں پر بھی بمب گرا گیا تھا



اس حال صرف رستم اور وجدان کے والد تھے جنہیں اس منگنی کا معلوم تھا

سو پلیز آپ سب کی دھیڑ ساری تالیوں میں میں زرقہ اور وجدان کو ”
 سٹیج پر بلاتا ہوں۔۔۔۔۔“ رستم کے بولتے ہی وہ دونوں حیرت کا مجسمہ
 بنے سٹیج پر آگئے۔۔۔۔۔ جب رستم نے ایک ویٹر کو اشارہ کیا تو وہ
 تھال میں سچی انگوٹھیاں وہاں لے آیا

ارے بھئی دیکھ کیا رہے ہوں رسم شروع کروں، ”رستم مسکرا کر بولا“
 تو وجدان نے فوراً زرقہ کا ہاتھ تھاما اور انگوٹھی پہنا دی۔۔۔۔۔ جبکہ
 زرقہ ابھی بھی حیرت میں تھی۔۔۔۔۔ مگر رستم کی وارننگ زدہ نگاہیں
 دیکھ کر فوراً انگوٹھی پہنا دی

مگر غازان یہ سب کچھ دیکھ کر جل اٹھا۔۔۔۔۔ اس نے نوید شیخ کو شعلہ برساتی
 نگاہوں سے دیکھا جو اس پر نظر پڑتے ہی آنکھیں گھما گئے۔

یہ تم نے اچھا نہیں کیا نوید شیخ۔۔۔۔۔ جسٹ ویٹ اینڈ واپچ کہ ”
 اب غازان انصاری کیا کرے گا تمہارے ساتھ“ غازان غصے سے وہاں
 سے اپنی فیملی کو لیکر نکلا

واہ شہزادے تو بھی بک ہو گیا ---- یعنی کے صرف میں رہ ”
 گیا---- ہائے میں کنوارا بیچارا “کاشان دکھ بھری آواز میں بولا تو رستم
 نے آنکھیں گھمائی

یار آج کی رات تو پارٹی بنتی ہے کیا خیال ہے؟ “کاشان ان دونوں”
 کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے بولا

NEW ERA MAGAZINE.COM
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 میرے خیال تو نیک ہے ان صاحب سے پوچھ لو “وجدان نے رستم”
 کی جانب اشارہ کیا

ارے اس سے کیا پوچھنا بھابھی سے پوچھتے ہیں “کاشان انا کی جانب”
 بڑھا

بلڈی ووین ہور“ یہ الفاظ تھے ایک بیٹے کے اپنے باپ کے لیے”

انا ویسے سے اکیلی واپس آئی تھی۔۔۔۔۔ بہادر خان رستم کے ساتھ تھا۔۔۔۔۔ اس وقت وہ بہت تھک چکی تھی اور بس چینیج کر کے سو جانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ واٹر روم سے فریش ہو کر آتے ہی وہ بیڈ کی جانب بڑھی اور ڈرامیں سے میڈیسن باکس ڈھونڈنے لگی جب اسے اپنا موبائل نظر آیا۔۔۔۔۔ شادی کے ہنگاموں میں وہ اسے بالکل بھول گئی تھی۔۔۔۔۔ انا کا موبائل آف تھا جب اس نے آن کیا تو حیران رہ گئی کیونکہ عامر کی جانب سے دو سو کا لزا اور تین سو زائد میسیجز تھے۔۔۔۔۔ جن میں صرف ایک ہی بات لکھی تھی کہ اسے انا کو ایک ضروری بات بتانی تھی

انا بھی اسی شش و پنج میں تھی کہ موبائل اٹھائے یا نہیں جب ایک دفع دوبارہ سے اسکا

موبائل بجا

ہیلو؟“ انا نے موبائل کان کو لگایا”

ہاں۔۔۔۔ ہیلو انا یار کہاں ہوں تم۔۔۔۔ میں کب سے۔۔۔۔ کتنے”
دنوں سے تمہیں کال کر رہا ہو۔۔۔۔ رسیو کیوں نہیں کر رہی تھی“ عامر
سخت جھنجھلایا ہوا تھا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں وہ بس شادی کی مصروفیات اور موبائل بھی کھو گیا تھا“ انا سر”
دباتے بولی جس میں شدید درد ہو رہا تھا۔۔۔۔ انا کو اب ہلکا ہلکا سا بخار
بھی محسوس ہو رہا تھا

انا مجھے تم سے ملنا ہے ابھی اسی وقت“ عامر تیز لہجے میں بولا”

عامر دماغ تو نہیں خراب تمہارا؟ اس وقت مگر میں کیسے؟ “انا پریشان”
ہوئی

پلیز انا ضروری ہے یہ “عامر ٹہلتے بولا”

پھر بھی۔۔۔۔۔ “انا نے تاؤم دیکھا رات کے دس بج رہے تھے اور”
اسے صرف سونا تھا

انا یہ انکل اور آنٹی کے ایکسیڈینٹ کے بارے میں ہے۔۔۔ آئی”
تھنک۔۔۔۔۔ آئی تھنک انکا ایکسیڈینٹ نہیں ہوا تھا انا۔۔۔۔۔ اسے مارا گیا
،تھا۔۔۔۔۔ اٹ واز آمرڈر “عامر کی بات سن کر انا کا سارا سر درد
نیند اڑن چھو ہوئی

واٹ؟ تم جانتے بھی ہوں تم کیا بول رہے ہوں عامر۔۔۔۔ دیکھو”
 “اگر یہ فضول کا مزاق ہوا نا تو۔۔۔۔

نہیں انا یہ مزاق نہیں ہے تم جانتی ہوں میں ایسا گھٹیا مزاق نہیں”
 “کرتا یہ سچ ہے انا اور مجھے ڈر ہے کہ تم قاتل کو جانتی ہوں



کیا؟ کون ہے وہ؟“ انا نے بیتابی سے پوچھا”

نہیں انا فون پر نہیں بتا سکتا۔۔۔۔ شاید تم یقین نہیں کروں اسی لیے”
 پلیز میں تمہیں اڈریس بھیج رہا ہوں وہاں آجاؤں“ عامر بولا تو انا نے
 فوراً کال کاٹی اور جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی

عامر کی جانب سے اڈریس ملتے ہی وہ فوراً باہر کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔ گھر کے باہر سے گزرتی ٹیکسی کو اس نے رکوا یا اور اس میں بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ ڈروائیور اور وہ گارڈز جنہیں رستم نے انا کے لیے رکھا تھا انا نے انہیں سختی سے منع کر دیا تھا۔۔۔۔۔ اسے عامر کے پاس پہنچنا تھا جلد از جلد۔۔۔۔۔ بات اسکے ماں باپ کی تھی



عامر کے دیے گئے اڈریس پر پہنچتے ہی انا نے جلدی ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور وہ اس بلنڈنگ میں داخل ہوئی جہاں ایک فلیٹ میں عامر رہتا تھا

عامر سے اپنے اپارٹمنٹ کے باہر ہی مل گیا

عامر “!! انا جلدی سے اسکی جانب بھاگی”

ہوگا جس دن انکل آنٹی اپنی اینیورسری پر کپل ڈنر کنے گئے تھے ہوٹل
 ---- انکی گاڑی بیک پر تھی ---- جب وہ لوگ وہاں گئے تو
 انہوں نے رستم اور اسکے آدمیوں کو ڈرگزر کی ڈیکنگ کرتے دیکھا تھا
 انان---- مگر وہ دونوں پکڑے گئے---- وہ دونوں ایکسیڈینٹ کی
 وجہ سے نہیں مرے تھے انان---- رستم پہلے ہی انکا گلا دبا کر انہیں
 مار چکا تھا، ایکسیڈینٹ تو بس ایک بہانہ تھا انان---- مجھے بھی یہ سب
 باتیں اصلیت ---- کچھ دن پہلے پتا چلی انان---- میرے
 پاس---- میرے پاس ثبوت ہے انان---- وہ ویڈیو---- وہ
 ویڈیو جس میں رستم نے بڑی بے رحمی سے انکل آنٹی دونوں کا قتل کیا
 تھا---- رستم اپنی تئی سب ثبوت مٹاچکا تھا مگر اس کے ایک بندے
 نے وہ ویڈیو اپنے پاس رکھ لی تاکہ اگر اسے کبھی زندگی میں رستم کو
 بلیک میل کرنا پڑا تو وہ اسے استعمال کرے گا---- مگر اس سے پہلے
 ایسا موقع آتا وہ میرے ہاتھ لگ گیا---- اور اب وہ ویڈیو میرے پاس
 ہے “عامر ایک ایک کر کے سارے راز افشاں کرتا گیا اور انان سے اپنے
 پیروں پر کھڑے ہونا محال ہو گیا

ایسا کیوں کیا رستم کیوں کیا تم نے ایسا“ وہ ہچکیوں میں روتے بڑبڑائی”

اس نے ایسا کیوں کیا عامر۔۔۔۔۔ مجھ سے سب کچھ چھین لیا اس ”
 شخص نے۔۔۔۔۔ میرے ماں باپ۔۔۔۔۔ میری عزت۔۔۔۔۔
 میری زندگی۔۔۔۔۔ بس اب سانسیں چھیننا باقی ہے۔۔۔۔۔ کیوں
 “کیا؟

پاڑتی اپنے عروج پر تھی۔۔۔۔۔ رستم واٹن کی چسکیاں لیتے وہاں موجود لوگوں کو
 دیکھ رہا تھا جو آپس میں مدہوش، نشے میں دھت ناچنے میں مصروف تھے۔۔۔۔۔
 وجدان ابھی ابھی اٹھ کر کاشان کے پاس گیا تھا جو سٹیج پر موجود لڑکیوں کے ساتھ ناچنے
 میں مصروف تھا۔۔۔۔۔ اسکی حالت بتا رہی تھی کہ وہ حد سے زیادہ نشہ کر چکا ہے۔۔۔۔۔
 رستم وہاں ہوتے ہوئے بھی وہاں نہیں تھا۔۔۔۔۔ اسکی ساری سوچیں اپنی پرنسز پر آکر
 رکتی۔۔۔۔۔ اب وہ اسکی تھی صرف اسکی، قانونی اور شرعی ہر لحاظ سے صرف
 اسکی۔۔۔۔۔ اسکے لبوں پر اپنے آپ ہی مسکراہٹ درآئی

کہوں “!! رستم نے اجازت دی”

یہاں نہیں اکیلے۔۔۔۔۔ آپ وجدان سر اور کاشان سر کو بھی بلا”
لے “بہادر خان ادھر ادھر دیکھتے ہلکی آواز میں بولا



بہادر خان کیا ہوا ہے؟ “رستم کا لہجہ بہت سخت تھا”
آپ نے اپنا موبائل دیکھا ہے؟ “بہادر خان نے سوال کے بدلے”
سوال کیا تو رستم نے چونک کر موبائل اٹھایا۔۔۔۔۔ جس پر انا کے باڈی
گارڈز کی دھیڑ ساری مسڈ کالز آئی ہوئیں تھی

پرنسز “!! رستم کے لب سرگوشی میں ہلے”

وہ سب اس وقت کلب کے پرائیویٹ روم میں موجود تھے۔۔۔۔۔ یہاں نااندر کی
آواز باہر جاتی اور ناباہر کی اندر آتی۔۔۔۔۔ کسی کو کچھ معلوم نہیں چلتا کہ یہاں کیا ہو رہا
ہے۔۔۔۔۔

رستم کو بہادر خان نے بتایا تھا کہ انا تیزی میں بنا گا رڈز اور ڈرائیور کے کہی گئی ہے اور
کہاں کسی کو بھی علم نہیں تھا۔۔۔۔۔ رستم نے بہادر خان کو انا کو ڈھونڈنے کا کہاں تھا مگر
کسی کو معلوم نہیں ہوا کہ وہ کہاں گئی ہے۔۔۔۔۔

اب رستم خون آشام آنکھیں لیے بہادر خان کی طرف سے کسی اچھی خبر کی امید میں تھا
جب وہ اسے ہارا ہوا آنا دکھائی دیا

ملکہ کہاں ہے بہادر خان؟ "اسنے سخت لہجے میں پوچھا"

بہادر خان کو اسکی حالت دیکھ کر خوف آیا تھا

ملکہ۔۔۔۔۔ ملکہ بھاگ گئی ہے ماسٹر "نظریں نیچی کیے اس نے جواب دیا"

NEW ERA MAGAZINE.com
نہیں "!!!!!!" کالنج کا گلاس زور سے زمین پر مارے رستم دھاڑا"

یہ تم نے اچھا نہیں کیا پرسنز۔۔۔۔۔ اسکی سزا تمہیں ملے گی۔۔۔۔۔"
اب کی بار تمہیں معافی نہیں ملے گی "مٹھیاں بھینچتے وہ سرد لہجے میں
بولا

ایک منٹ رستم۔۔۔۔ بہادر خان تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ انا”
 بھاگی ہے“ وجدان نے اسے شکی انداز میں پوچھا جس پر بہادر خان نے
 دانت کچکچائے

ثبوت ہے کہ وہ بھاگی ہے“ بہادر خان نے بے تاثر لہجے میں جواب”
 دیا۔۔۔ اور انا اور زرقہ کی کل کی ساری بات رستم کو سنا دی

مجھے لگتا ہے کہ ملکہ کو بھگانے میں زرقہ بی بی کا بھی ہاتھ ہے“ بہادر”
 خان بولا

بکواس بند کروں بہادر خان“ وجدان دھاڑا”

مجھے صرف شک ہے سر“ بہادر خان نے وجدان کو دیکھتے جواب دیا”

رستم اسکی بات پر یقین مت لاؤں۔۔۔ تم نے سنا نہیں جب زرقہ ”
 نے انا کو بھاگنے کو کہاں تو انا نے صاف انکار کر دیا تھا ہو سکتا ہے کوئی
 اور بات ہوں“ وجدان نے اپنے تئی رستم کو سمجھانے کی کوشش کی

مگر ملکہ ایک بار پہلے بھی بھاگ چکی ہے“ بہادر خان مسکرا کر بولا ”



او یو جسٹ شٹ اپ خان“ وجدان پھر سے دھاڑا ”

گاڑی نکالو بہادر خان ہم شیخ ولا جا رہے ہیں۔۔۔ اب زرقہ مجھے بتائے ”
 گی کہ انا کہاں ہے“ رستم وجدان کی بات ان سنی کرتا وہاں سے نکل
 گیا جبکہ بہادر خان پیچھے پراسرار سا مسکرا دیا

کیا ہوا بھائی؟ ”زرقہ اپنے کمرے سے بھاگتی ہوئی نیچے آئی“

انا کہاں ہے زرقہ؟ ”رستم نے لال آنکھیں زرقہ پر گاڑھے پوچھا“

م۔۔۔ مجھے نہیں پتہ ”اسکی حالت دیکھ کر زرقہ کانپی۔۔۔ جبکہ اسکے“
کانپنے کا مطلب رستم کچھ اور ہی لے گیا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں نے پوچھا انا کہاں ہے زرقہ؟ ”رستم نے اسکی جانب قدم“

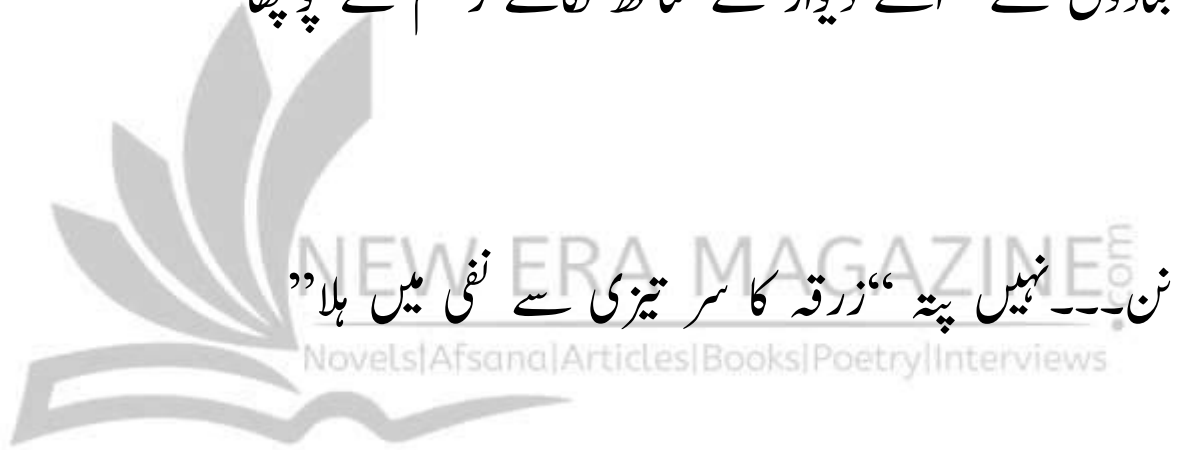
بڑھاتے دھیمی آواز میں پوچھا

تق۔۔۔ قسم لے لے نہیں معلوم بھائی ”زرقہ کی پیشانی پر پسینے کی“

ننھی بوندیں چمکنے لگی

رستم “!! وجدان نے آگے بڑھ کر کچھ بولنا چاہا تو رستم نے ہاتھ اٹھا”
 کر بولنے سے منع کر دیا

آخری بار پوچھ رہا ہوں زرقہ انا کہاں ہے ---- میں پوچھ رہا ہوں”
 بتادوں مجھے “اسے دیوار کے ساتھ لگاتے رستم نے پوچھا



نن --- نہیں پتہ “زرقہ کا سر تیزی سے نفی میں ہلا”

نہیں معلوم؟ “رستم دھیمے سے غرایا تو زرقہ نے مزید سر نفی میں ہلایا”

تو یہ آواز کیوں کانپ رہی ہے تمہاری اور اتنا پسینہ کیوں آرہا ہے”
 تمہیں؟ “رستم جانچتی نظروں سے اسکی حالت دیکھتے بولا

نن۔۔۔ نہیں تو “زرقہ نے زبان سے لبوں کو تر کیا”

رستم نے آنکھیں بند کر کے منہ موڑا اور ماتھا مسلنے لگا، جب اچانک وہ دوبارہ زرقہ کی جانب مڑا ایک ہاتھ سے اسکے بالوں کو گرفت میں لیکر دوسرے ہاتھ میں موجود چاقو اسکی شہ رگ پر رکھ دیا

اب بھی نہیں معلوم کے انا کہاں ہے؟“ اسکے ساتھ رستم نے زرقہ ”
 کی شہ رگ پر رکھے چاقو پر زور دیا جس کی وجہ سے اسکی جلد سے تھوڑا سا خون رسنے لگا۔۔۔۔۔ زرقہ کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں نکلنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ اس نے سر دوبارہ نفی میں ہلایا

وجدان کی اب بس ہو گئی تھی وہ فوراً رستم کے پاس گیا اور اسے زور سے پیچھے دھکا دیا۔۔۔۔۔ رستم کے زرقہ کو چھوڑتے ہی زرقہ نے لمبی لمبی سانسیں لینا شروع کر دی

وجدان نے فوراً زرقہ کو اپنے سینے سے لگایا

بس رستم بہت ہو گئی تیری غنڈہ گردی اس نے کہاں نے کہ اسے ”
 نہیں معلوم انا کہاں ہے تو اسے نہیں معلوم اور تو اس نوکر کو اپنی بہن
 پر فوقیت دے رہا ہے،۔۔۔۔۔ تف ہے تجھ پر“ بہادر خان کو نفرت
 بھری نگاہوں سے گھورتا وجدان رستم پر چلایا

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں دے رہا ہوں فوقیت کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ ایک جھوٹی لڑکی ”
 ہے۔۔۔۔۔ ہر بات میں جھوٹ بولنا اسکی فطرت ہے اور ویسے بھی یہ
 میری بہن ہے میں جو چاہے مرضی کروں اس کے ساتھ تو کون ہوتا
 ہے بچ میں آنے والا“ رستم بھی دھاڑا

یہ صرف تیری بہن ہوتی تو جو مرضی کرتا مگر اب یہ میری منگیتر ”
ہے اور اب میں تجھے اسکو یوں ہراساں کرنے نہیں دوں گا “ وجدان کی
آواز بھی اونچی ہوئی

تجھے لگتا ہے کہ میں اپنی بہن کا ہراساں کر رہا ہوں؟ “ رستم نے ”
دانت پیستے پوچھا

ہاں کر رہا ہے تو اسے ہراساں، یہ ڈرانا دھمکانہ ہراساں کرنا نہیں تو اور ”
کیا ہے؟ “ وجدان نے بھی رستم کو برابر گھورا تو رستم چاقو زمین پر پھینکتے
وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔ زرقہ ابھی تک وجدان کی باہوں میں کانپ رہی
تھی

وجدان نے تیزی سے اسے صوفہ پر بٹھایا اور اسے پانی پلایا

مم۔۔۔ میرا یقین کروں وجی۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔۔ مجھے نہیں معلوم کہ ”
 انا کہاں ہے۔۔۔۔۔ میں نہیں جانتی “زرقہ روتے ہوئے بولی تو وجدان
 نے اسکی پیٹھ تھپتھائی

فکر مت کروں زرقہ مجھے یقین ہے کہ تم جھوٹ نہیں بول رہی ”



زرقہ میری بچی “ہمدہ بیگم نے فوراً اسے گلے لگایا جب زرقہ نے پھر ”
 سے رونا شروع کر دیا

آئی آپ فکر مت کرے میں ہوں زرقہ کے ساتھ آپ جائے میں ”

یہاں سب معاملات دیکھ لوں گا “وجدان نے انہیں یقین دلایا

مگر وجدان انا۔ کیا وہ؟“ ہمدہ بیگم بولی تو وجدان انکا مطلب سمجھ گیا”

آئی میں انا کو زیادہ نہیں جانتا مگر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ وہ ایسی”
 لڑکی نہیں۔۔۔ رستم کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی۔۔۔ ہم انشاء اللہ
 جلد از جلد اسے ڈھونڈ لے گے“ وجدان نے اسے یقین دلایا

NEW ERA MAGAZINE.COM
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے انا مل گئی ہے“ دروازے کے ساتھ کھڑے رستم نے انہیں بتایا”
 جو ابھی ابھی دوبارہ اندر آیا تھا

کیسے؟“ وجدان نے آبرو اچکائے پوچھا”

ٹریک۔۔۔۔۔ میں نے اسکے موبائل میں ٹریکرفٹ کیا تھا۔۔۔ وہ”

موبائل ساتھ لیکر گئی ہے۔۔۔۔۔ اور اب میں جا رہا ہوں اپنی پرنسز کو
 لینے۔۔۔۔۔ اور تم دعا کروں کہ جو تم نے کہاں ہے وہ سچ ہوں نہیں
 تو میں تمہیں بخشوں گا نہیں، “زرقہ کو سخت نگاہوں سے گھورتے وجدان
 کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیے وہ باہر چلا گیا

”آئی آپ زرقہ کا دھیان رکھے، اسکی بینڈاچ کر دیجیے گا۔۔۔۔۔ اور“
 تم فکر مت کروں سب تھیک ہو جائے گا، “زرقہ کا ہاتھ تھامے وہ بولا
 اور پھر رستم کے پیچھے چلا گیا

رستم بہت غصے میں باہر نکلا تھا اسکے تمام آدمی انا کو ڈھونڈنے میں ناکامیاب ہوئیں
 تھے۔۔۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ انا کو کیسے ڈھونڈے جب ذہن میں ایک

جھماکہ سا ہوا۔۔۔۔۔ اسے یاد آیا کہ اسنے انا کے موبائل میں ایک ٹریکرفٹ کیا ہوا
 تھا۔۔۔۔۔ بس رستم نے جلد ہی انا کی لوکیشن ٹریس کر لی تھی وہ پچھلے ایک گھنٹے سے
 ایک بلڈنگ میں تھی۔۔۔۔۔

ڈیم اٹ اسکا خیال مجھے پہلے کیوں نہیں آیا؟“ رستم اپنا ہاتھ کار کے
 بونٹ پر مارتے بولا

NEW ERA MAGAZINE.com
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 وجدان کو باہر آئے کا کہہ کر وہ کار میں آ کے بیٹھ چکا تھا

بس کچھ دیر اور پرنسز۔۔۔۔۔ پھر ہم ساتھ ہو گے۔۔۔۔۔ مگر اب“
 کی بار تمہیں معافی نہیں ملے گی پرنسز“!! رستم پر اسرار سا مسکراتا خود
 سے بولا

ارے دور کیوں ہوگئی۔۔۔۔ لگتا ہے میں نے تم لوگوں کو ڈسٹرب ”
 کر دیا“ رستم انا کی جانب دیکھتے بولا تو انا اسکے انداز پر جی جان سے
 کانپ اٹھی

بس رستم۔۔۔۔۔ تم اور انا کو اسکی مرضی کے خلاف اپنے ساتھ ”
 نہیں رکھ سکتے۔۔۔۔۔ اسے تمہارے بارے میں سب کچھ بتا چکا ہوں
 “میں۔۔۔۔۔ تمہارے سب کالے دھندھوں سے واقف ہو چکی ہے وہ
 عامر اس پر چلایا تو رستم ہنس دیا

“ارے میں تو ڈر گیا”

تمہیں ڈرنا چاہیے رستم۔۔۔۔۔ انا کو سچ معلوم ہو چکا ہے اور اب وہ ”
 تمہارے ساتھ نہیں رہے گی “ عامر مسکرایا تو رستم کو کسی انہونی کا

احساس ہوا

اسکے ماں باپ کا سچ رستم۔۔۔۔ اس بات کا سچ کے انا کے ماں باپ ”
 ایکسٹینٹ میں نہیں مرے تھے۔۔۔ بلکہ تم نے انہیں مارا تھا بے دردی
 سے۔۔۔۔ قاتل ہوں تم ان کے۔۔۔۔ اور ثبوت یہ رہا ” عامر
 نے اپنا موبائل ہاتھ میں لیے رستم کے سامنے کیا

NEW ERA MAGAZINE.COM
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 رستم نے انا کو دیکھا جس کی نظریں زمین پر گڑھی تھی۔۔۔۔

کیا بکو اس ہے یہ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔ میں تو انا کو صرف دو ”
 مہینوں سے جانتا ہوں۔۔۔ میں کیوں مارو گا اس کے ماں باپ
 کو۔۔۔۔ اور تم۔۔۔۔ تم کون ہوں ” اپنی گن عامر کی جانب کیے
 رستم بولا

میں جو بھی ہوں مگر تم اب نہیں بچ سکتے تمہارے سارے کالے”
 دھنودوں کا ثبوت ہے میرے پاس اور اب بہت جلد تم سلاخوں کے
 پیچھے ہو گے “عامر اس پر ہنسا

ایسا کیا؟ “رستم طنزیہ مسکرایا”



پھر تو تمہیں مرجانا چاہیے عامر۔۔۔۔۔ کیونکہ میں ہر اس انسان کو”
 مار دیتا ہوں جو میرے راستے کی رکاوٹ بنے “رستم بولا اور ساتھ ہی
 ٹریگر دبا دیا۔۔۔ مگر انا فوراً عامر کے سامنے آگئی۔۔۔ گولی سیدھی انا
 کے سینے میں لگی۔۔۔ انا کی آنکھیں ایک پل کو پھیلی۔۔۔ عامر نے
 حیرت سے اس کو دیکھا

بھاگ جاؤ عامر۔۔۔۔ بھاگ جاؤ یہاں سے۔۔۔۔ تمہارا زندہ رہنا”
 ضروری ہے عامر۔۔۔۔ انصاف دلوانا اب تمہارا کام ہے“ انا کانپتے لہجے
 میں بولی انا کے بے جان ہوتے وجود کو عامر وہی پھینکے خود پیچھے کی
 جانب بھاگ گیا

انا“!!!!!! رستم چلایا اور فوراً انا کی جانب بھاگا، جسکے ہونٹوں پر مسکان”
 در آئی



تو کیا سے نجات حاصل ہونے جا رہی تھی اس درندے سے، کیا اللہ نے اسکی سنی
 تھی۔۔۔۔ اسکے لیے آسانیاں پیدا کر دی تھی

انا میری جان میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔۔ کچھ نہیں”
 ہونے دوں گا اپنی پرنسز کو“ اسکو باہوں میں بھرے وہ جلدی سے کار

کی جانب بھاگا

ماسٹر وہ عامر۔۔۔۔۔ وہ بھاگ گیا “بہادر خان نے فوراً آکر اسے اطلاع”
کی

“میری بیوی یہاں مر رہی ہے اور تمہیں اس باسٹرڈ کی لگی ہوئی ہے”
رستم دھاڑا تو بہادر خان نے سر جھکا لیا

رستم یہ وقت لڑنے کا نہیں ہے انا کا خون بہت بہہ چکا ہے فوراً”
ہو سپٹل چلو نہیں تو وہ بچ نہیں پائے گی “وجدان نے ہوش دلایا تو
رستم نے سر اثبات میں ہلایا

ہو سپٹل پہنچتے ہی انا کو فوراً آپریشن تھیٹر میں لیجایا گیا تھا۔۔۔۔۔ رستم کا پاگل پن، اسکی جنونیت کو وہاں سب نے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ وہاں موجود ڈاکٹر زاور نر سزا سکی لڑکی قسمت ہر رشک کر رہی تھی۔۔۔۔۔ مگر اس جنونیت، اس پاگل پن کی انتہا کو صرف وہی جانتی تھی جس نے اسے جھیلا تھا

میری وائف ڈاکٹر؟، آپریشن تھیٹر سے باہر آتی ڈاکٹر کو دیکھ کر رستم ”
 نے فوراً پوچھا

دیکھیے گولی دل کے تھوڑا اوپر لگی ہے آپ دعا کیجیے کہ اللہ ماں اور بچہ ”
 دونوں کو سلامت رکھے “ڈاکٹر نے اسکی ہمت بندھائی

کتنے۔۔۔۔۔ کتنے چانسز ہے بچنے کے؟ “رستم نے ٹوٹے لہجے میں پوچھا”

مسٹر رستم میں آپ سے جھوٹ نہیں بولو گی، مگر صرف بیس فیصد ”
چانسز ہیں آپکی وائف اور بے بی کے سروائیو کرنے کے “ ڈاکٹر بولی رستم
دیوار کے ساتھ لگ گیا۔۔۔۔۔ اسنے آنکھیں موند لی تھی

رستم “!! وجدان نے اسے پکارا۔۔۔۔۔ رستم نے آنکھیں کھولے اسے ”



رستم یہ وقت اور جگہ ایسی تو نہیں مگر تمہیں یہ دیکھنا چاہیے “ وجدان ”
نے انا کا موبائل رستم کے سامنے کیا۔۔۔

رستم نے موبائل دیکھا تو وہاں عامر کے لاتعداد میسجز اور کالز تھی

”میں ہر اس انسان کو مار دیتا ہوں جو میرے راستے کی رکاوٹ بنے“
یہ الفاظ کہی دور سے انا کے کانوں میں گونجے

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اناکى ہارٹ بیٹ تیز ہو گئی تھی۔۔۔۔ اسکے پاس موجود نرس فوراً سے باہر ڈاکٹر کی
جانب بھاگی

ڈاکٹر؟ ”رستم فوراً سے ڈاکٹر کے پاس پہنچا“

کانگریچلوشنز مسٹر شیخ ہم نے آپکی وائف اور بے بی کو بچالیا ہے۔۔۔۔۔”
مگر ابھی وہ انڈر ایزرویشن ہے اور آئندہ چوبیس گھنٹے کافی کریڈیٹل ہو سکتے
ہیں۔۔۔۔۔ آپ بس دعا کیجیے گا “ڈاکٹر اسکا کندھا تھپتھپاتے بولی

میں۔۔۔ میں اس سے مل لوں؟“ رستم نے آس بھرے لہجے میں پوچھا”



شیور مگر صرف پانچ منٹ “ڈاکٹر نے اسکی حالت دیکھ کر اجازت”

دے دی

بکھرا حلیہ لیے رستم روم میں داخل ہوئی جہاں سامنے اسکی پرسنل مختلف مشینوں میں
جکڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ رستم نے غور سے اسے دیکھا جو کہی سے بھی نئی نوپلی دلہن
نہیں لگ رہی تھی

پرنسز!! تم نے --- تم نے ایسا کیوں کیا۔۔۔ کیا ایک بار کو بھی ”
میرا خیال نہیں آیا تمہیں۔۔۔ ایک بار تو سوچتی میرے بارے
میں۔۔ ہمارے بے بی کے بارے میں۔۔۔۔ نہیں تمہیں تو مجھ سے
دور جانا تھا نا۔۔۔۔ مگر اب میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔۔۔
تم۔۔۔ تم بس ایک بار ٹھیک ہو جاؤ۔۔۔ دیکھنا ایک الگ کمرے میں
بند کر دوں گا تمہیں میں۔۔۔ اور اب کی بار سزا بھی دوں گا۔۔۔۔
کیوں تمہیں مجھ سے دور جانا ہوتا ہے۔۔۔۔ کیا تم محسوس نہیں کر سکتی
میری محبت۔۔۔۔ کتنی محبت کرتا ہوں میں تم سے۔۔۔۔ میں قسم
کھاتا ہوں پرنسز ایک بار۔۔۔ بس ایک بار تم ٹھیک ہو جاؤ۔۔۔ ایسی سزا
دوں گا میں تمہیں کہ دوبارہ کبھی بھی مجھے چھوڑنے کا خیال بھی نہیں
آئے گا تمہارے دل میں۔۔۔۔ بس ایک بار۔۔۔ ایک بار تم ٹھیک
ہو جاؤ“ رستم نے اسکے ماتھے کا نرمی سے بوسہ لیا

یہ تھی رستم شیخ کی وہ حقیقی محبت اپنی پرنسز کے لیے جس کا اظہار وہ مر کر بھی کبھی اسکے سامنے اسکے ہوش میں آتے نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ وہ اپنی محبت کو خود پر حاوی ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا

سر آپ پلیز باہر چلے جائے “نرس اسکی حالت دیکھ کر نرمی سے بولی”
تو وہ باہر نکل آیا۔۔۔۔



اگلے دن کی دوپہر ہو گئی تھی مگر انا کو ہوش نہیں آیا۔۔۔۔۔ زرقہ اور ہمدہ بیگم دونوں صبح میں آئی تھی مگر پھر واپس چلی گئی

رستم بھی ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہا تھا جب اس نے نرس کو انا کے روم سے نکلتے دیکھا

جو بھاگنے کی سپیڈ میں تھی

ڈاکٹر ”نرس نے وہاں موجود راؤنڈ پر آئے ڈاکٹر کو آواز دی“

ڈاکٹر وہ پیشینٹ کی حالت بہت کریٹیکل ہوگئی ہے۔۔۔۔۔ ہارٹ بیٹ ” بہت تیز ہوگئی ہے “نرس نے بتایا تو ڈاکٹر بھاگتا ہوا روم میں داخل ہوا

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پرنسز “!! رستم کی جان پر بن آئی۔۔۔۔۔“

وہ اپنی انا سے ملنا چاہتا تھا اسکے پاس جانا چاہتا تھا مگر اسے الاؤ نہیں کیا گیا۔۔۔۔۔ تقریباً

گھنٹہ وہ باہر چکر لگاتا رہا تھا جب وہ ڈاکٹر اسے باہر نکلتے دکھائی دیا

میری بیوی؟ “وہ فوراً ڈاکٹر کے پاس بھاگا“

شی از سٹیبل ناؤ۔۔۔ “ڈاکٹر کے الفاظ سنتے ہی رستم نے آنکھیں بند“

کر کے شکر ادا کیا

وہ اس وقت گلاب کے ایک خوبصورت باغ میں موجود تھی۔۔۔۔۔ ہر طرف ہریالی
 اور گلاب ہی تھے۔۔۔۔۔ رنگ برنگی تتلیاں اسکے ارد گرد رقص کر رہی
 تھی۔۔۔۔۔ پنک کلر کی پرنسز ڈریس میں بالوں میں پھولوں کا تاج لگائے وہ کوئی
 شہزادی معلوم ہو رہی تھی

انا “!! اس نے آس پاس نظریں دوڑائی کوئی اسے پکار رہا تھا”

انا “!! وہ آواز پھر سے آئی۔۔۔۔۔ یہ آواز تو وہ جانتی تھی”

ماما “وہ خوشی سے بولی اور گول گھومی تو اسکی پوشاک بھی گھومی”

انا میری شہزادی “اب کی بار آواز ایک مرد کی تھی”

پاپا!!۔۔۔۔۔ ماما پاپا کہاں ہے آپ لوگا؟ “انا نے باغ میں ادھر ادھر”

دیکھتے پوچھا

ہم یہاں ہے میری جان “وہ دونوں ہنس کر بولے تو انا کھلکھلا دی”

یقیننا وہ اسکے ساتھ آنکھ مچولی کھیل رہے تھے

ماما پاپا اب سامنے آ بھی جائے، وہ تھک ہار کر بولی
 تو میری شیرینی تھک گئی ہے، اسکے پاپا بولے تو انا نے منہ بسورے
 سر اثبات میں ہلایا

سامنے دیکھو، انا نے چہرہ اٹھائے سامنے دیکھا تو اسکا چہرہ کھل اٹھا
 سامنے ہی وہ دونوں تھے ہنستے مسکراتے



اچانک اسکی مسکراہٹ سمٹی وہ انا کی پیچھے کہی دیکھ رہے تھے

انانے جب پیچھے دیکھا تو اسکی چیخ نکل گئی۔۔۔۔۔ گلاب کا وہ پورا باغ تہس نہس ہو چکا
 تھا۔۔۔۔۔ ہر جگہ کو آگ کے شعلے اپنی لپیٹ میں لے چکے تھے۔۔۔ انا آنکھیں بڑی کیے
 وہ سب دیکھ رہی تھی جب اسے اپنے پیچھے سے چیخیں سنائی دی

اسنے مڑ کر دیکھا تو اپنے ماں باپ کے بے جان وجود کو پایا

”ماما!!! پاپا“!!!!!! انا چلاتی انکی جانب بھاگی۔۔۔ مگر وہ جتنا انکی جانب ”
 بھاگتی وہ اتنے ہی اس سے دور ہوتے جا رہے تھے۔۔۔ یہاں تک کہ
 انا کے پیروں میں چھالے پڑ گئے۔۔۔ انا تھک کر زمین پر گر گئی۔۔۔
 جب اسنے اٹھنے کی کوشش کی تو اسے ایک اور جھٹکا لگا۔۔۔ اسکی
 پنک فرائک اب کالے رنگ کے سیاہ سوٹ میں تبدیل ہو گئی تھی جو جگہ
 جگہ سے پھٹا تھا۔۔۔ اسکے تاج کے پھول مر جھا گئے تھے اور وہ
 ایک پنجرے میں قید تھی۔۔۔۔۔

، کوئی ہے بچاؤ مجھے۔۔۔۔۔ مجھے یہاں سے نکالو کوئی ہے۔۔۔۔۔ ماما”
 پاپا۔۔۔۔۔ زرقہ؟ کوئی ہے؟“ انا نے جب پنجرے کی سلاخوں کو پکڑنا
 چاہا تو وہ اتنی گرم تھی کہ اسکے ہاتھ جل گئے اور انا کی چیخیں نکل گئی

پرنسز “!!!!!! ایک پراسرار آواز اسے سنائی دی۔۔۔ انا نے سامنے”
دیکھا تو وہ دیو اسکے سامنے کھڑا ہنس رہا تھا

تم اب میری ہوں پرنسز۔۔۔۔۔ صرف میری۔۔۔۔۔ ہا ہا ہا “وہ اونچا”
اونچا ہنسنے لگا

ننن۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ نہیں “!!!!!! انا ایک دم سے چلا اٹھی اور”
اپنے آنکھیں کھولی

اسنے ارد گرد نگاہ دوڑائی تو خود کو ایک کمرے میں پایا جو ہسپتال کا ہی ایک کمرہ معلوم
ہو رہا تھا

ارے آپ کو ہوش آگیا میں ابھی ڈاکٹر کو بلا کر لاتی ہوں “نرس جو”
اسکی ڈرپ چینج کرنے آئی تھی اسے دیکھ کر فوراً بولی اور وہی سے پلٹی

ہوش۔۔۔۔ تو کیا میں مری نہیں۔۔۔۔ میں زندہ ہوں۔۔۔۔۔“
میں کیوں زندہ ہوں میرے مولا۔۔۔۔۔ تو نے میری جان کیوں نہیں
لے لی۔۔۔۔ کیا میں اتنی بری ہوں “انا مایوسی سے اللہ سے گلہ
کرتے بولی۔۔۔ آنسوؤں اسکی آنکھوں سے بہہ کر تکیے میں جذب ہو گئے

“اور مایوسی کفر ہے”

مگر انا بھی ایک عام انسان تھی۔۔۔۔۔ خطا کا پتلا ہوتا ہے انسان۔۔۔۔۔ انا نے بھی خطا
کی وہ اپنے رب سے مایوس ہو گئی جو انسان کہ لیے کو بھی کرتا ہے بہتر ہی کرتا ہے

مسٹر شیخ “ڈاکٹر نے رستم کو پکارا جو ابھی ابھی فریش ہو کر گھر سے آیا”
تھا

ہمم “!! رستم فوراً چونکا”



کانگریجو لینسٹرز مسٹر شیخ آپکی وائف کو ہوش آگیا ہے اور اب وہ بالکل ”
پرفیکٹ ہے۔۔۔ آپ ان سے مل سکتے ہے آپ کی سسٹر وہی ہے ان
کے پاس “ڈاکٹر کی خبر سنتے ہی رستم کی جان میں جان آئی

دس دن۔۔۔۔ دس دنوں سے انا بے ہوش تھی۔۔۔۔۔ مگر اب اسکے ہوش میں آنے
کاسن کرر رستم کے دل کو چین و سکون ملا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ انا کے کمرے کی

جانب پہنچا جہاں زرقہ پہلے سے ہی موجود تھی

رستم کی حالت بہت خراب ہو چکی تھی وہ کئی دنوں سے گھر نہیں گیا تھا مگر پھر ہمدہ بیگم کے اصرار پر وہ گھر فریش ہونے چلا جاتا آج بھی زرقہ نے وہاں رک کر رستم کو تھوڑی دیر کے لیے گھر بھیج دیا تھا

رستم کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو نظریں اس پر گئی جو سپاٹ چہرہ لیے زرقہ کی بات سن رہی تھی

زرقہ “!! انا نے اسے پکارا”

ہنہ؟ “زرقہ جو اسکی کلاس لے رہی تھی اچانک اسکی جانب متوجہ ہوئی”

مجھے موت کیوں نہیں آئی زرقہ۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ میں مر کیوں”
 نہیں گئی۔۔۔۔۔ میں زندہ کیوں ہوں؟“ انا نے پوچھا تو زرقہ نے اسے
 ترس سے دیکھا

انا ایسا مت کہوں“ زرقہ نے اسے چپ کروانا چاہا”

کیوں نہیں کہوں زرقہ کیا میں اللہ کو اتنی ناپسند ہوں۔۔۔۔۔ جو وہ”
 مجھے نا جینے دیتا ہے اور نا ہی مرنے۔۔۔۔۔ وہ مجھے اپنے پاس کیوں نہیں
 بلا لیتا زرقہ؟“ انا روتے ہوئے بولی تو زرقہ نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا

انا مت روؤں تمہیں چوٹ لگی ہے تکلیف ہوگی“ زرقہ نے اسے بہلایا”

اور جو چوٹ دل پر لگی ہے اسکا کیا؟“ انا کے سوال پر زرقہ خاموش”

ہوگئی۔۔۔۔ جبکہ دروازے پر موجود رستم کی آنکھوں میں خون اتر
آیا۔۔۔۔۔

وہ موت مانگ رہی تھی۔۔۔ وہ اس سے دور جانا چاہتی تھی۔۔۔ وہ رستم کو تکلیف دینا
چاہتی تھی

ڈونٹ وری پرنسز تمہیں ایسی سزا دوں گا کہ تم موت کو بھی بھول ”
جاؤ گی۔۔۔۔ میں موت بھی حرام کر دوں گا تم پر پرنسز “!! اپنے دماغ
میں سوچتے رستم ہلکا سا کھانسا

زرقہ جلدی سے انا سے دور ہوئی

انانے دیکھا کہ زرقہ کی شہہ رگ پر چوٹ کا ہلکا سا نشان تھا

یہ کیا ہوا ہے؟“ رستم کو انور کیے اس نے زرقہ سے پوچھا”

وہ۔۔“ زرقہ نے تھوک نکلتے رستم کو دیکھا جو اسے سخت نگاہوں سے

گھور رہا تھا

وہ میں گر گئی تھی۔۔۔۔۔ اچھا انا میں اب چلتی ہوں“ زرقہ تیزی”
 سے انا کے گلے لگے باہر کو بھاگی

رستم نے زرقہ کے جاتے ہی دروازہ لاک کیا

تو تمہیں موت چاہیے۔؟“ رستم نے اس سے پوچھا”

ہاں، 'انا نے بنا اسکی جانب دیکھے سپاٹ لہجے میں جواب دیا"

کیوں؟ "اپنے اندر پکتے لاوا پر قابو پائے رستم نے پوچھا"

کیونکہ مجھے نفرت ہے تم سے۔۔۔۔ تمہارے ساتھ سے۔۔۔۔ تم۔۔۔۔
 ساتھ ہوتے ہوں تو دم گھٹتا ہے میرا۔۔۔۔ تمہارے ساتھ رہنے سے
 زیادہ اچھا آپشن موت ہے میرے لیے "آپ جناب کو پیچھے دفع کیے انا
 بے تاثر لہجے میں بولی

رستم نے غصے سے جبرے بھینچ لیے

لبے لبے ڈگ بھرتا وہ انا کے سر پر جا پہنچا اور پھر تھوڑا سا جھکتے اپنا چہرہ اسکے چہرے کے

قریب کیے رستم نے انتہائی بے درداری سے انا کے دونوں بازوؤں کو تھاما جس پر انا کی
سسکی نکلی

تو تمہیں نفرت ہے مجھ سے۔۔۔۔ میرا ساتھ پسند نہیں۔۔۔۔ دم۔۔۔
گھٹتا ہے تمہارا۔۔۔۔ موت مجھ سے بہتر ہے ہاں، اس کے بازوؤں پر
گرفت مزید سخت کرتے رستم بولا تو انا کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنا
شروع ہو گئے

تیار رہو انا رستم۔۔۔۔ تمہاری سزا کا وقت قریب آ گیا ہے اور ایسی۔۔۔
سزا دوں گا میں تمہیں کہ موت کا خیال بھی تمہارے دماغ میں نہیں
آئے گا۔۔۔۔ موت کا سایہ بھی تم پر پڑنے نہیں دوں گا۔۔۔۔
موت سے بھی زیادہ تکلیف دہ سزا دوں گا میں تمہیں انا شیخ، رستم کی
گرم سانسوں انا کے چہرہ جھلسا رہی تھی مگر اس کے الفاظ انا کے بدن میں
کپکپی طاری کر گئے تھے۔۔۔۔ اسکا انداز انا کو یقین دلانے کو کافی تھا

کہ اب انا کو کوئی نہیں بچا سکتا۔۔۔۔۔

مگر ابھی بھی عامر کی صورت میں ایک امید باقی تھی۔۔۔۔۔ اسے یقین تھا کہ عامر ضرور رستم کو اس کے گناہوں کی سزا دلوائے گا

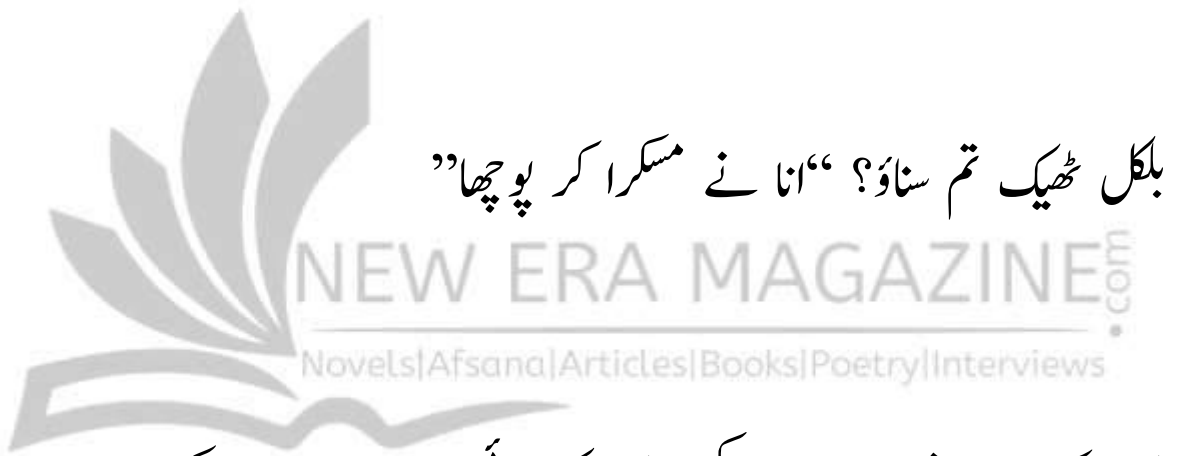
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انا کو ہو اسپتال میں رہتے ہوئے مہینہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ رستم ایک بار بھی اس سے ملنے نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔ انا کی یہاں ہر طرح سے دیکھ بھال کی جا رہی تھی۔۔۔۔۔

رستم نے اس کے لیے بیسٹ ڈاسٹیشن اور ڈاکٹرز کی ٹیم کو ہائر کیا تھا جو اسکی ہر طرح سے دیکھ بھال میں لگے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ انا تیزی سے صحت یاب ہو رہی تھی اور اسکی صحت بھی بہت اچھی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ روزانہ صبح شام تازہ ہوا میں لیجایا جاتا۔۔۔۔۔ مگر انا کا دماغ صرف رستم کی طرف تھا۔۔۔۔۔ وہ اتنے پرسکون ماحول میں بھی سکون سے جی نہیں پار رہی تھی

”انا“!!!! زرقہ ہاتھ میں دھیڑ سارے شاپنگ بیگز لیے اس سے ملنے
آئی تھی۔۔۔۔۔ اسے دیکھتے ہی انا مسکراہ دی

کیسی ہوں؟“ زرقہ بیگز صوفہ پر رکھتی اسکے سامنے بیٹھتے بولی”



بلکل ٹھیک تم سناؤ؟“ انا نے مسکرا کر پوچھا”
میں ایک دم فٹ اور یہ دیکھو میں کیا لائی ہوں“ زرقہ اسکے سامنے”
بیگز رکھتے بولی

یہ کیا ہے؟“ انا نے بیگز میں چھوٹے بچوں کے کھلونے اور کپڑے”
دیکھے تو حیران رہ گئی

کیا مطلب کیا ہے؟ بھیجی جو ننھا مہمان آرہا ہے اسکی شاپنگ ”
 ہے۔۔۔۔۔ تم جانتی ہوں میں اتنی ایکسائٹڈ ہوں کہ کیا بتاؤں؟“ زرقہ
 خوشی سے چہکی تو انا ہنس دی

کیسے ہیں؟“ زرقہ نے مسکرا کر پوچھا”

بہت اچھا“ انا بھی مسکرائی مگر اس کا دل خوش نہیں تھا۔۔۔۔۔“

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انا کو اس بچے سے کوئی لگاؤ نہیں تھا۔۔۔۔۔ اسے نا تو اس سے محبت تھی اور نا ہی
 نفرت۔۔۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ اس کے ساتھ جو کچھ بھی ہو اس میں اس بچے کا کوئی
 قصور نہیں مگر پھر بھی وہ اپنے اندر دور دور تک ممتا کا احساس محسوس نہیں کر سکتی
 تھی۔۔۔۔۔ مگر پھر بھی وہ ماں تھی۔۔۔۔۔ اسی لیے تو اس بچے کی خاطر رستم سے نبھا
 کرنے کو تیار تھی

انا ایک بات کہوں؟ “دونوں ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے زرقہ ہچکچا کر”
بولی

ہاں کہوں۔۔۔ تمہیں کب سے اجازت لینے کی ضرورت محسوس
ہونے لگی؟ “انا نے مسکراہ کر پوچھا

انا تم پلیز اپنی لائف میں سیٹ ہونے کی کوشش کروں۔۔۔۔ آگے
بڑھو انا۔۔۔۔ دیکھو میں جانتی ہوں کہ بھائی کو معاف کرنا آسان
نہیں۔۔۔۔ مگر ایک بار اس بچے کے بارے میں سوچو۔۔۔۔ تم جانتی
ہوں جب تمہیں گولی لگی تھی تو بھائی کیا حالت کیا تھی۔۔۔۔ وہ پاگل
ہونے کے در پر تھے۔۔۔۔ کئی کئی دن گھر نہیں جاتے۔۔۔۔ میں نے
“انکا پاگل پن، انکا جنون دیکھا ہے انا

وہ تو میں نے بھی دیکھا ہے“ انا بولی تو قطرہ آنکھ سے ٹوٹ کر گرا“

تم نہیں جانتی انا وہ تم سے کتنی محبت کرتے ہے۔۔۔۔ کتنا ڈر گئے“
تھے وہ۔۔۔۔ اور جب تم بے ہوش تھی۔۔۔۔ پورا دن، پوری رات
“تمہارے پاس رہتے ایک پل کو بھی تم سے دور نہیں ہوتے

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کاش میں ساری زندگی بے ہوش رہتی“ انا نے تلخی سے سوچا“

اور اب دیکھو کیسے ڈاکٹرز کی ٹیم ہائر کی صرف تمہارے لیے۔۔۔۔“
تاکہ تمہاری صحت اچھی ہوں۔۔۔۔ انہیں تمہاری فکر ہے انا۔۔۔۔
“دیکھو کتنا خیال رکھا جاتا ہے تمہارا یہاں صرف بھائی کی بدولت

ہاں قربانی کے بکرے کی بھی ایسی ہی خد متیں کی جاتی ہے، ”انا نے“
پھر سے سوچھا

پلیز انا اب تم بھی تھوڑا اپنے دل کو نرم کروں۔۔۔۔۔ مانتی ہوں جو”
”بھائی نے کیا وہ سہی نہیں کیا۔۔۔۔۔ غلطی ہوگئی۔۔۔۔۔

غلطی ”!! انا نے تیزی سے چہرہ موڑے زرقہ کو دیکھا“
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غلطی نہیں گناہ زرقہ۔۔۔۔۔ تمہارے بھائی نے گناہ کیا ہے۔۔۔۔۔“
وہ ایک گناہگار ہے ”انا زرقہ کی بات کاٹتے بولی

انا مگر گناہ کی معافی تو ہوتی ہے نا؟ ”زرقہ نے اسے ایک اہم پہلو“
سے روشناس کروایا

ہاں ہوتی ہے مگر تب جب گناہگار کو اپنے کیے پر پچھتاوا ہوں افسوس ”
ہوں “انا نے جواب دیا

ایسا مت کہوں انا بھائی کو پچھتاوا ہے۔۔۔۔ تم نے خود بتایا تھا بھائی ”
نے ایک موقع مانگا تھا “زرقہ تڑپ کر بولی

میری غلطی تھی جو میں نے موقع دیا۔۔۔۔ اور کیسا پچھتاوا ”
زرقہ۔۔۔۔ میں نے تو دوبارہ اس درد کو محسوس کیا ہے زرقہ مگر تم
نہیں سمجھو گی “انا کا دماغ اپنی شادی والی رات پر جا پہنچا۔۔۔۔ کتنی
منتیں کی تھی اس نے رستم کی۔۔۔۔ بس تھوڑا سا وقت ہی مانگا تھا۔

پلیز انا بھائی کو معاف کر دوں “زرقہ نے منت کی ”

معاف کر دیتی اگر وہ صرف میرا گناہگار ہوتا۔۔۔۔۔ مگر وہ تو میرے ”
 ماں باپ ڈاکٹر کنول اور نجانے کتنے لوگوں کا گناہگار ہے“ کھڑکی کی
 جانب منہ موڑے انا نے سوچا اور پھر زرقہ کو دیکھا جو امید سے اسے
 دیکھ رہی تھی

مجھے نیند آرہی ہے زرقہ۔۔۔۔۔ تھک چکی ہوں بہت سونا چاہتی ہوں ”
 میں ”انا بولی تو زرقہ لمبی سانس کھینچ کر رہ گئی

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”!! بہادر خان“

”جی ماسٹر؟“

ملکہ کے ماں باپ کے بارے میں انفارمیشن ملی؟ ”انا سے وہ ابھی مل ”
 کر آیا تھا۔۔۔ انا اور زرقہ کی آپس کی گفتگو سن کر اسکا دماغ سن ہو گیا تھا

وہ رستم سے دور جانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ اسے موت رستم کے ساتھ زندگی بسر کرنے سے زیادہ بہتر آپشن لگتا تھا

جی ماسٹر فائل آپ کے آفس روم میں ہے “بہادر خان اسکے ساتھ” چلتے بولا۔۔۔۔۔ وہ اب ایک ہاتھ پر پٹی باندھ کر رکھتا تھا۔۔۔۔۔

ہمم سہی “رستم نے سر ہلایا اور گھر میں موجود آفس روم میں داخل” ہوا۔۔۔ وہاں موجود فائل کو اس نے اٹھایا تو اس میں سے ایک مرد اور عورت کی تصویر نیچے زمین پر گر گئی

رستم نے تصویر اٹھائی تو وہ دونوں اسے کچھ جانے پہچانے لگے۔۔۔۔۔ بہت سوچنے پر جب یاد آیا تو آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔۔۔۔۔ ان دونوں کو وہ کیسے بھول سکتا تھا

ڈیم اٹ “اچانک پیپر ویٹ ٹیبل سے اٹھائے زمین پر مارتے وہ چلایا”

ڈیم اٹ۔۔۔۔ ڈیم اٹ۔۔۔۔ ڈیم اٹ “وہ پورا ہر ایک چیز زمین پر”

اٹھا اٹھا کر مار رہا تھا

بہادر خان “!! وہ دھاڑا”



ماسٹر “!! اسکی دھاڑ سن کر بہادر خان فوراً سے حاضر ہوا”

بہادر خان صرف دو دن کا وقت ہے تمہارے پاس مجھے وہ عامر زندہ”

سلامت چاہیے۔۔۔۔۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو وہ دن اس دنیا میں تمہارا

آخری دن ہوگا۔۔۔۔۔ سمجھے “!! رستم وارنگ زدہ لہجے میں بولا

تہہ خانے میں “بہادر خان بولا تو رستم ہلکا سا مسکرایا”

بہت اچھے بہادر خان “رستم نے اسے شاباشی دی”

چلو اب زرا دیدار یاد بھی ہو جائے “رستم بولا تو بہادر خان ہنس دیا”

رستم تہہ خانے میں داخل ہوا جہاں عامر کور سیوں سے باندھا گیا تھا۔۔۔ اسکی ٹانگ

پر خون جم چکا تھا جبکہ ماتھے کا زخم ابھی بھی تازہ تھا

وہ آئے ہمارے گھر کہ خدا کی قدرت “رستم بولتا عامر کے سامنے”

بیٹھا تو عامر نے نفرت سے اسے دیکھا

ارے اتنا غصہ اتنی نفرت۔۔۔ مت کروں یار نازک مزاج بندہ ہوں”

کبھی دل کے دورے سے مر ہی نہ جاؤں “رستم اسکی حالت سے مزہ

لیتے بولا

ہنس لو جتنا ہنسنا ہے رستم مگر ایک وقت آئے گا جب تم روؤں ”
 گے۔۔۔۔۔“ عامر غصے سے پھنکارا

اوہ میں تو ڈر گیا “رستم نے دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھائے”

ماسٹر یہ دیکھے “بہادر خان نے فوراً رستم کے سامنے عامر کا موبائل ”
 کیا۔۔۔۔۔ موبائل پر پاسورڈ نہیں لگا تھا اسی لیے باآسانی اسے کھول لیا
 گیا تھا

موبائل میں وہ ویڈیو صاف چل رہی تھی جس میں رستم نے پہلے انا کے باپ اور پھر
 اسکی ماں کا منہ پانی کی ٹب میں ڈال کر سانس بند کر کے انہیں تڑپاڑپا کر مارا تھا

رستم وہ دن کیسے بھول سکتا تھا۔۔۔۔۔ اس نے سختی سے لب بھینچے جبکہ عامر مسکرا دیا

کیا ہوا ڈر گئے؟“ عامر ہنسا تو رستم نے غصے سے اسے گھورا“

ارے میں تو ڈر گیا“ رستم کا ہی جملہ اسے واپس لٹایا گیا“



میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا“ رستم اسکے سر پر سوار دھاڑا“
 شوق سے مگر انا اب کبھی بھی تمہاری نہیں ہوگی رستم شیخ“ عامر ہنسا“
 تو رستم کو اسکی ہنسی زہر لگنے لگی

تم نے اسکے ماں باپ کو مار ڈالا اسکے یتیم اور مسکین کر دیا رستم“
 شیخ۔۔۔۔۔ تم نے اس لڑکی کو توڑ دیا۔۔۔۔۔ اسکی تمام زندگی برباد
 کر دی۔۔۔۔۔ تم بھی برباد ہو گے رستم شیخ۔۔۔۔۔ انا تمہیں کبھی نہیں

ثبوت اسنے اور بھی بہت جگہ چھپا کر رکھے ہو گے اسی لیے وہ چن چن کر عامر اور اسکی
پوری ٹیم کا سفایا کر رہا تھا

ویسے رستم ایک بات پوچھو؟ “وجدان اور وہ دونوں کافی شاپ میں”
موجود تھے جب وجدان نے اسے پکارا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پوچھو؟ “رستم نے اجازت دی”

تم تو میرے اور زرقہ کے خلاف تھے نا تو پھر یہ اچانک منگنی۔۔۔۔۔”
میں تم سے تب بھی پوچھنا چاہتا تھا مگر حالات ہی ایسے ہو گئے کہ پوچھ
نہیں سکا

اور رستم کو وہ رات یاد آئی جب اسکے موبائل پر ایک ویڈیو اور تصویر آئی تھی جو اسکے باپ کی تھی۔۔۔۔۔ رستم نے نوید شیخ کے موبائل کو اپنے موبائل سے ایسے کنیکٹ کیا تھا کہ کوئی بھی میسج آدو یا ویڈیو رستم کو بھی ساتھ ہی موصول ہوتی۔۔۔۔۔ ویسے یہ ایک غیر اخلاقی حرکت تھی مگر جتنی غیر اخلاقی حرکتیں اسکے باپ کی تھی اس سے کم۔۔۔۔۔ یہ اسی دن کی بات ہے جب غازان نے نوید صاحب کو زرقہ سے شادی کا پروپوزل دیا تھا اور ساتھ ہی یہ ویڈیو اور تصویر بھیجی تھی۔۔۔۔۔ رستم غازان کی سچائی سے ناواقف نہیں تھا۔۔۔۔۔ بس خاموش تھا وہ۔۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے باپ کے اس گندے سچ سے اسکی امیج پر کوئی آنچ آئے اسی لیے دوسرے دن وہ وجدان کے باپ کے آفس میں موجود تھا۔۔۔۔۔ اس نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ وجدان اور زرقہ کا رشتہ ہونے دے بدلے میں وہ انہیں انکا ڈریم پر وجیکٹ دلوادے گا جو رستم کو ملنے کے زیادہ چانسز تھے۔۔۔۔۔ اگر وہ پروجیکٹ وجدان کے ڈیڈ کو مل جاتا تو انہیں بہت منافع ہوتا اسی لیے انہوں نے بنا اعتراض کیے اس رشتے کی حامی بھری

تم نے بتایا نہیں رستم؟“ وجدان نے اس سے پوچھا”

سیدھی سی بات ہے تم اسے پسند کرتے ہوں اور وہ تمہیں تو میں بیچ“
 میں ظالم سماج کیوں بنوں اور مجھے پہلے بھی تم دونوں سے کوئی مسئلہ
 نہیں تھا مگر میں صرف زرقہ کو ایک سبق دینا چاہتا تھا تاکہ وہ آئندہ سے
 کوئی فضول حرکت نہ کرے“ رستم نے جواب دیا تو وجدان نے سر
 سمجھنے والے انداز میں ہلادیا

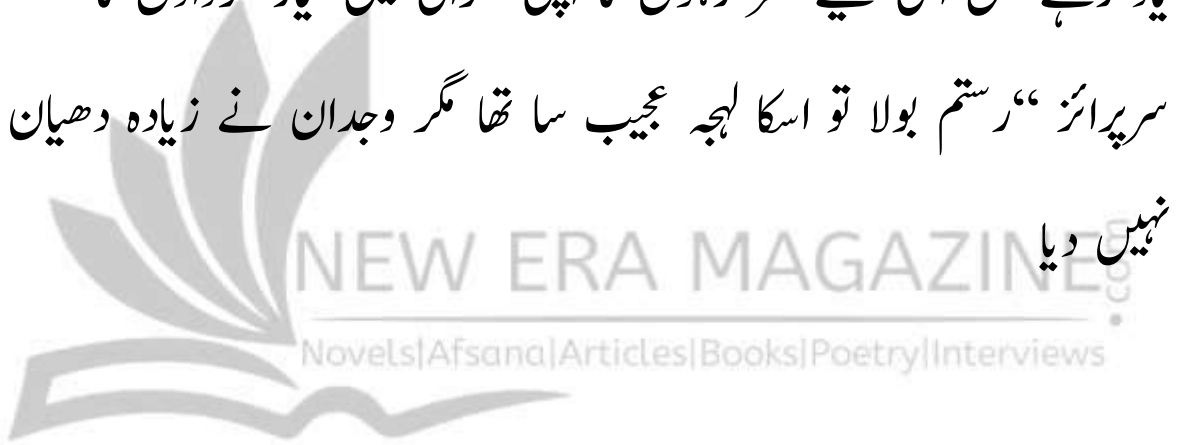
“اچھا سب چھوڑ آج انا ڈسچارج ہو رہی ہے لینے نہیں جانا اسے؟“

وجدان نے سوال کیا

نہیں“!! سر نفی میں ہلائے جواب آیا“

کیوں؟“ وجدان حیران ہوا”

اسکے لیے ایک سرپرائز تیار کیا ہے۔۔۔ اسی لیے نہیں جاؤ گا”
 لینے۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ سرپرائز اتنا شاندار ہوں کہ انا کو تاحیات
 یاد رہے بس اسی لیے گھر رہوں گا اپنی نگرانی میں تیار کرواؤں گا
 سرپرائز“ رستم بولا تو اسکا لہجہ عجیب سا تھا مگر وجدان نے زیادہ دھیان



واہ لالے بڑی محبت ہے بیوی سے“ وجدان ہنس کر بولا”

وہ تو بہت ہے“ رستم دانت پستے بولا”

انا تم تیار ہوں؟“ زرقہ نے اس سے پوچھا جس نے ہو سہٹل گاؤن”
چنچ کر لیا تھا

ہاں“! انا نے سر اثبات میں ہلایا”

ویسے یو نو واٹ مجھے بھائی پر بہت غصہ آرہا ہے انہیں خود آنا چاہیے تھا”
تمہیں لینے کے لیے۔۔۔۔۔ مگر وجدان نے بتایا کہ وہ تمہارے لیے
کوئی سرپرائز پلان کر رہے ہے“ زرقہ اسے دیکھتے شوخی سے بولی

سرپرائز کیسا میری قبر تیار کروا رہا ہوگا وہ سائیکو“!! انا نے آنکھیں”
گھمائے سوچا

چلے؟“ اس نے زرقہ سے پوچھا تو زرقہ نے سر اثبات میں ہلادیا اور”
اسے لیے گاڑی کی جانب بڑھی

انا آنے والے وقت کے لیے خود کو مکمل طور پر تیار کر چکی تھی۔۔۔۔۔ وہ گاڑی کا
شیشہ نیچے کیے غور سے باہر کی دنیا دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ شاید وہ آخری بار دیکھ رہی
تھی اسی لیے۔۔۔۔۔ اسکی آزادی کے دن اب ختم ہو چکے تھے

الوداع زندگی“ یہ الفاظ منہ سے نکالتے ہی انا کار کی سیٹ سے پشت”
ٹکائے آنکھیں موند گئی

انازرقہ کے ساتھ ولا میں داخل ہوئی تو ہر سواندھیرا تھا جب اچانک لائٹس آن ہوئی اور

چاروں اور سے پھولوں کی بارش اس پر ہونے لگی انا حیرت سے یہ سب دیکھ رہی تھی

واؤ۔۔۔۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ بھیا اتنے رومینٹک ہے؟“ زرقہ کا”

تو منہ کھل گیا تھا یہ سب دیکھ کر۔۔۔۔ سامنے ٹیبل پر ہی چاکلیٹ

کیک سجایا گیا تھا جس پر ”ویلم بیک مائی پرنسز“!! لکھا ہوا تھا

اوہو“!! زرقہ نے سیٹی ماری۔۔۔۔۔ جبکہ وہاں موجود باقی سب”

لوگوں نے تالیاں بجا کر اسکا استقبال کیا

ویلم ہوم ڈئیر“ رستم اسکے کان ک بلکل پاس جھکتے بولا تو انا کانپ گئی”

اسکا ہاتھ تھا مے رستم سے ٹیبل کی جانب لایا اور کیک کاٹا اور ایک پیس اسے کھلایا

یہ سب کیا ڈرامہ ہے رستم شیخ؟“ انا نے ہلکی آواز میں مسکرا کر پوچھا”

تمہارے گھر واپس صحیح سلامت آنے کی خوشی میں ایک چھوٹی سی”
دعوت“ رستم نے بھی ویسے ہی جواب دیا

یہ ڈرامے وہاں کیا کروں جہاں لوگ تمہیں جانتے نہیں ہوں میں”
اچھے سے تمہیں جانتی ہوں رستم شیخ۔۔۔۔۔ تم ایک انتہائی بیچ اور گھٹیا
انسان ہوں“ انا لفظ چبا چبا کر بولی

مجھ سے دور رہ کر کافی بد تمیز اور بد لحاظ ہو چکی ہوں۔۔۔۔۔ پرنسز کو”
ایسی زبان استعمال نہیں کرنی چاہیے۔۔۔۔۔ کوئی بات نہیں تھوڑا سا
وقت اور دوں اچھے سے سیٹ کر دوں گا تمہیں“ اسکی کمر پر گرفت
سخت کیے وہ اسکے کان میں بولا۔۔۔۔۔۔۔ انا نے اسکے لہجے میں وارننگ

صاف محسوس کی تھی۔۔۔۔۔ مگر اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اب اس
سے ڈرے گی نہیں

رات گئے تک پارٹی چلتی رہی تھی انا حد سے زیادہ تھک چکی تھی۔۔۔۔۔ وہ آرام کرنا
چاہتی تھی مگر رستم اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔۔۔۔ تمام مہمانوں کو فارغ
کر کے رستم نے اسکا ہاتھ تھاما اور اسے پیچھے کی جانب لے آیا

ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟“ انا نے بیزاریت سے پوچھا”

تمہیں تمہارا ویلکم بیک کا تحفہ دینا ابھی باقی ہے“ رستم شیخ بے تاثر لہجے”

میں بولا

مگر مجھے تم سے کچھ نہیں چاہیے، “انا مڑنے لگی جب رستم نے سختی”
 سے اسکی کلائی تھام لی

تمہاری رائے نہیں مانگی میں نے، “رستم سرد نگاہوں سے اسے دیکھتے”
 بولا اور پھر چٹکی بجائی اور انا کی نظریں سامنے کی طرف کی۔۔۔۔۔ انا
 کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ایک بڑا سا پنجرہ تھا جس میں پانچ چھ شکاری کتے تھے جو کئی دنوں سے بھوکے تھے

انانے دیکھا کہ تھوڑی دیر میں وہاں پانچ آدمیوں کو لایا گیا تھا جن پر بری طرح تشدد کیا
 گیا تھا

ان میں سے چار انا کے باڈی گارڈ اور ایک واچ مین تھا۔۔۔۔۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان پانچوں کو اس پنجرے میں پھینک دیا گیا جب شکاری کتے ان پر ٹوٹ پڑے

یہ انکی سزا ہے انا۔۔۔۔۔ اپنا کام نا کرنے کی، ”رستم اسکے پیچھے کھڑا“
دھیمے لہجے میں غرایا

ان سب کی چیخوں کے ساتھ انا کی چیخیں بھی بلند ہوئی تھی وہ جو فیصلہ کر چکی تھی کہ اب رستم سے ڈرے گی نہیں یہ دیکھ کر اسکے اوسان خطا ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ اتنا ظالمانہ سلوک۔۔۔۔۔ انا نے وہاں سے بھاگنا چاہا جب رستم نے اسکے گرد اپنی گرفت سخت کر دی۔۔۔۔۔ وہ رستم کی گرفت میں سسکتی رہی۔۔۔۔۔ مچلتی رہی۔۔۔۔۔ تڑپتی رہی۔۔۔۔۔ مگر رستم نے زبردستی اسے وہ سب کچھ دکھایا یہاں تک کہ وہ کتے ان پانچوں کی بوٹی بوٹی نوچ چکے تھے۔۔۔۔۔

میں نے تمہیں کہاں تھا پرسنز کہ مجھ سے دور مت جانا مگر تم ”
گئی۔۔۔۔ تم نے میری بات نہیں مانی۔۔۔۔ خود کو ختم کرنے کی
بھی کوشش کی تو اب سزا تمہیں ضرور ملے گی“ رستم اسکے کان میں
غرایا۔۔۔۔ جبکہ انا اسکے بازوؤں میں جھول گئی

مائی پرسنز “!! وہ پراسرار سا مسکراتا اسے باہوں میں اٹھائے گھر کے”
اندر چلا گیا۔۔۔۔



ٹپ ٹپ کرتی پانی کی بوندے اس کے بے جان ہوتے وجود کو ہوش میں رکھے
ہوئے تھی۔

اسکے دونوں بازوؤں کو زنجیروں کی مدد سے سیدھا اوپر کی جانب باندھا گیا تھا۔۔۔ جبکہ
خود وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھی تھی

پانچ گھنٹے!!!۔۔۔۔ پانچ گھنٹوں سے وہ اسی پوزیشن میں تھی۔۔۔۔ اسکا پورا جسم درد

سے چکنا چور تھا۔۔۔۔۔ گالوں پر موجود آنسوؤں کے نشان بھی خشک ہو گئے تھے۔
وہ تھک چکی تھی مگر خوف و ڈر کی وجہ سے بار بار پلکیں جھپکتی نیند کو خود سے دور رکھے
ہوئے تھی

وہ جب سے ہوش میں آئی تھی خود کو ایسے ہی بندھے پایا۔۔۔۔۔ رستم نے کہاں تھا کہ
وہ اسے ایسی سزا دے گا وہ زندگی بھر یاد رکھے گی اور اب وقت آچکا تھا۔۔۔۔۔

اچانک بھاری قدموں کی آواز اس کے کانوں سے ٹکڑائی۔۔۔ اس کے پورے وجود میں
ایک سنسنی سی پھیل گئی
”پر نسنز!!!“ سرگوشی نما آواز اس کے کانوں سے ٹکڑائی۔۔۔ اس کا پورا وجود کانپنے لگا

وہ جو کوئی بھی تھا اب بلکل اس کے سامنے آ بیٹھا

”ادھر دیکھو پر نسنز“ محبت سے اس کا چہرہ اوپر کیے وہ بولا

جبکہ سامنے بیٹھے وجود کی آنکھوں سے ایک بار آنسوؤں بہنا شروع ہو گئے تھے

”کیا ہوا تکلیف ہو رہی ہے؟“ اس کے آنسوؤں دیکھتے اس شخص نے بے تابی سے

پوچھا۔۔۔ جس پر وہ فقط سر ہلا پائی

”تمہیں میری بات مان لینی چاہیے تھی پر نسز۔۔۔۔۔ اب جو بھی ہوگا اسکی ذمہ دار تم

خود ہوگی“ دھیمے پر اسرار لہجے میں بولتا وہ چاقو بلکل اسکی دائیں آنکھ کے پاس لے آیا

زنجیروں میں جکڑے وجود میں حرکت پیدا ہوئی

”نننن۔۔۔۔۔ نہیں“ مسلسل سرنفی میں ہلاتے خود کو ان زنجیروں سے آزاد کروانے

کی تگ و دو میں وہ بولی

”رستم!!!!!!“ اسکی آنکھوں میں رحم کی بھیک تھی۔۔۔ فریاد تھی۔۔۔ جسکا اس پر

کوئی اثر نہیں ہوا اور بہت جلد تہہ خانہ اسکی چیخوں سے گونج اٹھا۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چاقو کی نوک کو اسکی آنکھ سے چہرے پر پھیرتے وہ اسکے بائیں بازو کی جانب لے آیا اور

چاقو آرام سکون سے اسکے جسم میں گھونپنے لگا۔۔۔۔۔ انا کی چیخیں رستم کو سکون دے

رہی تھی۔۔۔۔۔ انا نے رستم کے بہت سے روپ دیکھے تھے مگر یہ والا تو سب سے الگ

تھا۔۔۔۔۔ انا کی چیخیں اسکا رونار رستم کو سکون دے رہی تھی۔۔۔۔۔ آدھے گھنٹے

بعد وہ اپنے کام سے مطمئن پیچھے کو ہٹا۔۔۔۔۔ انا کا بازو لہو لہان ہو گیا تھا اور اسکا

بے ہوش ہوتا وجود زنجیروں کی قید میں جھول رہا تھا

”یہ تو ابھی شروعات ہے پر نسز!!“ اسکے کان میں صور پھونکتے وہ وہاں سے چلا گیا جبکہ ان کی آنکھوں کہ آگے ایک بار پھر سے اندھیرا چھا گیا

ان کی دوبارہ آنکھ کھلی تو بیڈ پر تھی۔۔۔۔۔ اس نے اٹھنا چاہا تو بائیں بازو میں تکلیف کی شدید لہراٹھی وہ واپس بستر پر گر گئی۔۔۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں نکلنے لگ گئے تھے۔۔۔۔۔ اتنے میں ایک ملازمہ کمرے میں داخل ہوئی اسکے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھی۔۔۔۔۔ انانے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ نئی ہے کیونکہ انانے اسے آج سے پہلے یہاں نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔ انانہمت کر کے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھ گئی

”تم کون ہوں؟“ انانے آنکھیں چھوٹی کیے اس سے پوچھا

”وہ میں اقراسر نے رکھا ہے مجھے آپ کی دیکھ بھال کے لیے میم۔۔۔۔۔“ اقرابنی انگلیوں سے کھینتے بولی

”وہ میں آپ کے لیے لنچ لائی ہوں۔۔۔۔۔ سر نے آپ کی کنڈیشن کے بارے میں بتایا اور یہ بھی کہ آپ کی ڈائٹ کا خاص خیال رکھنا ہے“ اقراکچھ ہچکچائی

”تم کیا گیم کھیلنا چاہتے ہوں رستم شیخ“ انانہ خود سے بولی

”کچھ کہاں میم؟“ اقرانے پوچھا

”نہیں۔۔۔۔۔ یہ لاؤ کھانا دوں مجھے“ انا کھانا کھانا تو نہیں چاہتی تھی مگر ستم کا مقابلہ کرنے کے لیے ضروری تھا کہ وہ خود میں طاقت پیدا کرتی

”شکر یہ میم آپ نے کھا لیا۔۔۔۔۔ اگر آپ کھانے سے انکار کر دیتی تو سرنے کہا تھا کہ وہ مجھے بھوکے کتوں کے آگے ڈال دیتے“ اقرانے خوشی سے بولی تو انا مسکرا دی

”تمہاری عمر کیا ہے؟“ انا نے سوپ پیتے پوچھا

”جی اکیس سال“ اقرانے جھٹ سے جواب دیا۔۔۔۔۔ انا کو معلوم تو تھا کہ وہ چھوٹی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہے

”کتنا پڑھی ہوں؟“ انا نے دوسرا سوال کیا

”میں ڈاکٹر بن رہی ہوں“ اقرانے جواب دیا۔۔۔۔۔ اب کی بار انا نے زرا اٹھہر کر اسے

دیکھا

”ہمم تم جاؤ“ انا نے اسے جانے کو کہاں اور سوپ پینے لگی

”میم وہ آپکی میڈیسن؟“ اقرانے میڈیسن کی جانب اشارہ کیا

”فکر مت کروں میں لے لوگی“ انا ہلکا سا مسکرائی۔۔۔۔۔ مگر سوچ کے سارے تانے
بانے رستم کی جانب تھے جو خود نجانے کہاں غائب تھا

پورا دن انانے کمرے میں گزارا تھا۔۔۔۔۔ اب رات آپہنچی تھی جب کمرے کا دروازہ ایک
دھاڑ سے کھلا اور رستم اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔ اسے دیکھ کر انا کے چہرے پر ناگواری کے
تاثرات ابھرے۔۔۔۔۔ رستم کپڑے لیے سیدھا واٹر روم کی جانب بڑھ گیا
تھا۔۔۔۔۔ اس نے بہت زیادہ پی رکھی تھی

انانے اس پر لعنت بھیجی اور خود سونے کے لیے لیٹ گئی۔۔۔۔۔ خود کو پرسکون
کرتا گھنٹے بعد رستم واٹر روم سے باہر نکلا تھا۔۔۔۔۔ جب نظر انا پر پڑی۔۔۔۔۔ ایک
شیطانی مسکراہٹ اسکے چہرے پر در آئی وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا انا کی جانب
بڑھا۔۔۔۔۔ انا کچی پکی نیند میں تھی جب اسے اپنے اوپر بوجھ سا محسوس ہوا

”پرنسز!!!“ اس سے پہلے انا کچھ سمجھ پاتی رستم اسکے اپنی گرفت میں لے چکا تھا اور
پھر انا کی چپخیں گونجی جنہیں جلد ہی رستم اپنے ہاتھ سے دبا گیا تھا

”سر!!“ اقرار ہانتی ہوئی اسکے پاس آکھڑی ہوئی

”کیا ہوا مس اقرار؟“ رستم نے یوں شوکیا جیسے اسے کچھ معلوم ہی نہ ہوں

”سر۔۔۔ سر وہ میم انکا زخم۔۔۔۔۔ انکے بازو کا زخم۔۔۔۔۔ بہت خون بہہ رہا ہے

سر۔۔۔۔۔ اور انکی رنگت بھی زرد ہو رہی ہے“ اقرار ہانتے بولی

”سرا گرا نہیں فور اٹریٹ نہیں کیا گیا تو مسئلہ ہو جائے گا سر۔۔۔۔۔ میں نے ان کی

میڈیکل ہسٹری پڑھی ہے وہ صرف ٹو منٹھ پر یگنٹ ہے سر۔۔۔۔۔ اور اب کی بار

واقعہ بچے کے بچنے کے چانسز ناممکن سے ہے“

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بچے کا سنتا ہی رستم تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور لمبے ڈگ بھرتا وہ کمرے میں

پہنچا۔۔۔۔۔ انا کی حالت دیکھ کر اسے اندرونی تسکین حاصل ہوئی تھی۔۔۔۔۔

”پرنسز!!“ رستم ہلکی سے مسکان لیے اسکے پاس بیٹھ گیا

”مس اقرار فور اجا کر ڈاکٹر کال کرے“ رستم نے اسے حکم دیا وہ سر ہلا کر فور اوہاں سے

چلی گئی

رستم بس انا کو دیکھے جا رہا تھا جس کی حالت رستم کو سکون دے رہی تھی

”کیا تھا انا جو تم اپنی اکڑ ختم کر دیتی۔۔۔۔ کیا تھا جو تم جھک جاتی میرے آگے مگر نہیں
تم نے تو مقابلہ کرنا چاہا۔۔۔۔ میں نے کہا تھا نا کہ تمہیں سزا ملے گی“ اس کے کان کے
پاس جھکا وہ سر گوشی کر رہا تھا

بے بسی سے انا کی آنکھوں سے گرم سیال بہنے لگا

”چیچ۔۔۔ نہیں نہیں رونا نہیں ہے میری جان۔۔۔۔۔ جو تمہارے ساتھ ہو اوہ تو
ابھی ٹریلر تھا۔۔۔۔۔ ابھی تو وہ کیا کہتے ہے؟ ہاں ابھی تو پوری فلم باقی ہے“ اس کے
زخمی بازو کو سخت گرفت میں پکڑے اس نے زور ڈالا تو انا کی چیخیں بلند
ہوئیں۔۔۔۔۔ وہ تکلیف اور درد کی انتہا پر تھی

”ک۔۔۔۔ کیا ہوا؟“ اقران فوراً بھاگ کر اندر داخل ہوئی

”پر نسز۔۔۔۔ مائی پر نسز۔۔۔۔ میری جان کیا ہوا؟“ رستم بھی پریشان سا بولا۔۔۔۔
رستم کی پیٹھ تھی اقران کی جانب اسی لیے وہ اس کے چہرے پر موجود مسکراہٹ نہیں دیکھ
سکی تھی

”سر میں کال کی ہے ڈاکٹر پانچ منٹ میں آجائے گی“ اقران نے اطلاع دی

”ہمم ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ تم ایسا کروں گرم پانی میں کپڑا بھگیو کر ملکہ کا زخم صاف

کروں“ رستم نے اسے حکم دیا

”کون ملکہ؟“ اقرانے حیرانگی سے سوال کیا

”یہ۔۔۔۔۔ یہ ملکہ۔۔۔۔۔ میری پرسنز تمہاری ملکہ“ رستم اقرانے کو گھور کر بولا تو وہ

سرپٹ وہاں سے بھاگی

”اور تم میری جان تیار رہو اور بھی بہت کچھ ہے تمہارے لیے“ اسکی کان کی لو کو

چومتا وہ اپنا کوٹ ٹھیک کیے کمرے سے باہر نکل گیا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”مس اقرانے“ رستم نے اسے بلا یا جو گرم پانی کا باؤل لیے کمرے سے باہر نکلی تھی

”جی سر؟“ اقرانے فوراً سوال کیا

”مجھے کچھ ضروری کام ہے میں آفس جا رہا ہوں آپ ملکہ کے پاس رہیے گا“ رستم نے نیا

حکم جاری کیا

”سر آپ نہیں رکے گے؟“ اقرانے حیرت سے پوچھا

”مس اقرانے“ رستم نے سخت لہجے

میں پوچھا تو اقرا ہڑ بڑا گئی

”بہادر خان چلو!!“ اقرا کو سخت نظروں سے گھورتے وہ بہادر خان کو حکم دیے وہاں سے نکل گیا

”اور ہاں ملکہ کی ڈائٹ میں کوئی کمی نہیں آنی چاہیے“ بنا پلٹے ایک حکم سنایا گیا

”عجیب پاگل آدمی ہے ویسے بیوی پر جان چھڑکتا ہے اور ایسی حالت میں چھوڑ کر جا رہا ہے“ اقرا نے غصے سے اسکی پشت کو گھورا اور انا کے کمرے کی جانب چلی گئی

ڈاکٹر آکر انا کی بینڈا تاج کر کے جا چکی تھی۔۔۔۔۔ اقرا نے انا کو کھانا کھلا کر اسے دوائی دی تھی انا اب سوچکی تھی جب اقرا نیچے لاؤنج میں آکر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ وہ فارغ تھی اور

کرنے کو کچھ بھی نہیں تھا اسی لیے ٹی۔وی دیکھنے لگی جب اسے خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہوئی۔۔۔۔۔ اقرا نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک ویل سوٹڈ بندہ اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ کاشان جو رستم سے ملنے آیا تھا کسی لڑکی کو وہاں دیکھ کر حیران ہوا

”جی آپ کون؟“ اقرا نے آنکھیں چھوٹی کیے پوچھا

”وہ میں کاشان رستم کا دوست!“ پہلی بار ہوا تھا کہ کاشان نے کسی کو اپنا نٹرو دیا

”اوہ سر وہ تو کہی گئے ہے بہادر خان کے ساتھ۔۔۔۔۔ وہ آئے گے تو بتادوں گی کہ

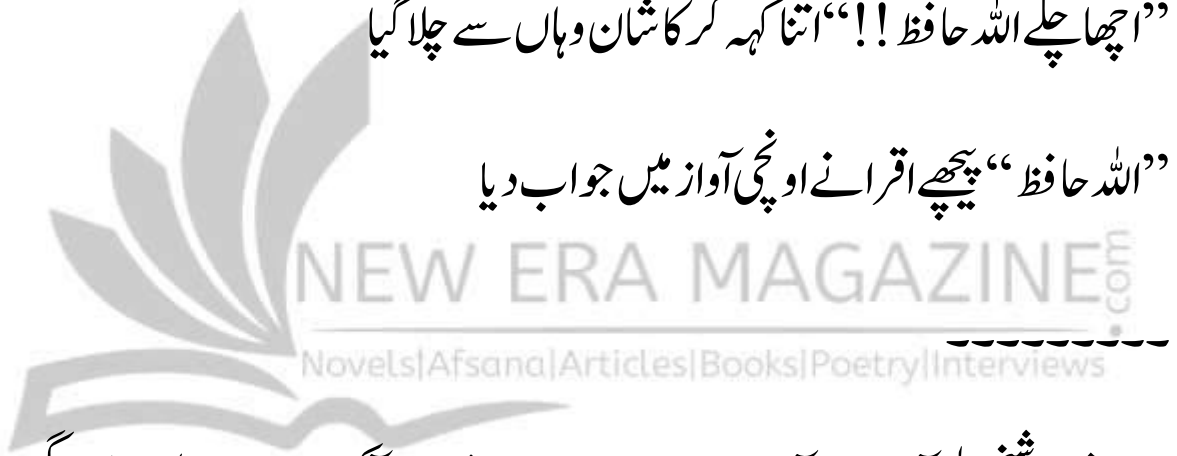
آپ آئے تھے ملنے“ اقرانے ہلکی مسکان سے بتایا

”نہیں اسکی ضرورت نہیں بھا بھی کہاں ہے؟“ کاشان نے لگے ہاتھوں انا کا پوچھا

”وہ انکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو وہ میڈیسن لیکر سو گئی ہے“ اقرانے جواب دیا

”اچھا چلے اللہ حافظ!!“ اتنا کہہ کر کاشان وہاں سے چلا گیا

”اللہ حافظ“ پیچھے اقرانے اونچی آواز میں جواب دیا



”سر نوید شیخ ملنے آئے ہے آپ سے“ بہادر خان نے اسے آکر بتایا جو اپنے کام میں مگن

تھا ایک دم سراٹھا کر اسے دیکھا

”ہم بھیج دوں“ لب بھینچے وہ بولا

تھوڑی دیر میں نوید شیخ اندر داخل ہوئے۔۔۔۔۔ چال میں وہی اکڑ لیکر جو رستم کا خاصہ

تھی

”کہیے ڈیڈ کیسے آنا ہوا؟“ رستم نے کافی کاسپ لیتے سوال کیا

”صرف ایک سوال کا جواب۔۔۔۔۔ تم ہوتے کون ہوں میری بیٹی کا رشتہ مجھ سے

پوچھے بنا طے کرنے والے؟“ نوید شیخ ٹیبل پر ہاتھ مارتے دھیمے لہجے میں غرائے

”اسے کہتے ہے رسی جل گئی مگر بل نا گیا۔۔۔۔۔ پتہ نہیں سب ڈھیٹ لوگ مجھے ہی

کیوں ملتے ہیں“ رستم نے بڑبڑا کر اپنا ماتھا مسلا اور پھر اپنے موبائل میں موجود نوید شیخ

کی ویڈیو آن کر کے ان کے سامنے رکھ دی

نوید شیخ جتنی اکڑ سے کمرے میں داخل ہوئے تھے ان انکے ماتھے پر پسینے کی ہلکی ہلکی

بوندیں چمکنے لگی تھی

”میں چپ ہوں اسکا مطلب یہ نہیں کہ میں انجان ہوں۔۔۔۔۔ اگر اپنی ہوس پر

قابو نہیں پاسکتے تو یہ گھٹیا کام اپنے کسی فارم ہاؤس میں کیا کرے ناکہ کو ٹھوں

پر۔۔۔۔۔ اتنے جاہل نہیں ہے آپ کہ آپ کو معلوم ناہوں کہ ان کمروں میں کیمرہ

لگے ہوئے ہوتے ہیں“ رستم انکو اچھی خاصی جھاڑ پلا چکا تھا

”اور جہاں تک بات رہی کہ میں کون ہوتا ہوں زرقہ کا رشتہ طے کرنے والا تو ٹھیک

ہے آپ کر دے۔۔۔۔۔ مگر کس سے کرے گے؟ غازان انصاری سے؟ آپ کا ناجائز

خون؟ تو سنیے نوید شیخ صاحب۔۔۔۔۔ اگر آپ نے غازان کے رشتے کو ہاں کی تو آپ کی

یہ ویڈیو میں لیک کر دوں گا اور اگر آپ نے انکار کیا تو غازان۔۔۔۔۔ میرا کام صرف میری بہن کو بچانا تھا آپ سے میرا کوئی تعلق نہیں۔۔۔۔۔ آؤٹ!!!“ آخر میں رستم دھاڑا تو نوید شیخ فوراً وہاں سے نکلے

انکے لیے تو آگے کنواں پیچھے کھائی والا کام تھا۔۔۔۔۔ جو بھی راستہ چنتے بربادی اور ذلت انکا مقدر بنتی۔۔۔۔۔ مگر اب وہ صرف خالی ہاتھ تھے۔۔۔۔۔ انہوں نے ایک نظر مڑ کر اس رستم کو دیکھا جسکو انہوں نے ایسا بنایا تھا۔۔۔۔۔ انہیں اپنی جوانی کے دن یاد آئے جب انہوں نے بھی اپنے باپ کو یونہی زمانے کے سامنے رسوا اور زلیل ہونے کو اکیلے چھوڑ دیا تھا

آفس سے رستم سیدھا کلب میں آگیا تھا جہاں وہ ان چاروں کے پرائیویٹ روم میں موجود تھا۔۔۔۔۔ وہ واٹس پی رہا تھا جب غازان سیٹی بجاتا اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔ وہ رستم کے ولیمہ والے دن ہی تاشہ کو لیے ہی وہ امریکہ چلا گیا تھا

”واٹس اپ ایوری ون؟“ غازان نے مسکرا کر پوچھا آج وہ کچھ زیادہ ہی خوش نظر آ رہا تھا۔۔۔

دیکھ کر بولا

”ہمم!!“ رستم نے ایک گھونٹ بھرا

آدھی رات کو رستم گھر میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔ کمرے میں آتے ہی اس نے لائٹ آن کی تو نظر اس پر گئی جو پیٹ کے بل الٹی سوئی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ انا کی جانب گیا تھا جس کے چہرے پر سکون ہی سکون تھا۔۔۔۔۔ رستم غور سے اس سکون کو دیکھ رہا تھا اتنی ازیت اور تکلیف سہنے کے بعد بھی ایسا سکون

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”نجانے یہ سکون مجھے کب ملے گا؟“ رستم اسکے چہرے کو دیکھتے بڑبڑایا

رستم اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا جب نظر اسکے بازو کے زخم پر گئی۔۔۔۔۔ اس زخم کو دیکھتے ہی رستم کو یاد آیا وہ دن جب انا نے اپنے سینے پر گولی کھائی تھی۔۔۔۔۔ ساتھ ہی ساتھ اسکے کانوں میں غازان کے الفاظ گونجنے لگے۔۔۔۔۔ اسکے چہرے پر دوبارہ

کر خنگی چھانے لگی تھی

وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور نیچے کچن کی جانب چلا گیا۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد

وہ واپس آیا تو اسکے ہاتھ میں ماچس اور کینڈل تھی

وہ شیر کی سی چال چلتا بیڈہر پہنچا ماچس اور کینڈل ایک سائڈ پر رکھے اسنے اپنی پاکٹ سے
ایک چھوٹا سا چاقو نکالا

”پہلے صرف تمہارے جسم پر اپنی جنونیت کی چھاپ چھوڑی تھی آج اپنے نام کی چھاپ
بھی چھوڑو گا۔۔۔۔ تاکہ دنیا کہ ساتھ ساتھ تمہیں بھی اس بات کا علم ہو جائے کہ تم
میری ہوں“ اسکے کان میں صور پھونکتے رستم نے ایک جھٹکے اسکی پیچھے سے کمیز پھاڑ

دی

اناکي آنکھیں یکدم کھلی۔۔۔۔ اسے اپنی کمر پر کچھ چھتا محسوس ہوا

”ر۔۔۔ رستم“ اناکي ڈری ہوئی آواز رستم کے کانوں سے ٹکرائی

”شششش!! آواز نہیں نکلے“ رستم اسکے کان میں بولا اور چاقو کی نوک سے اناکي کمر پر اپنا

نام لکھنا شروع کر دیا۔۔۔۔ انانے اپنا ہاتھ اپنے منہ پر جمائے اپنی چیخوں کو روکا۔۔۔

اناکو چیختے نادیکھ کر رستم نے چاقو مزید بے دردی سے اسکی کمر میں گھونپ دیا

سرخ سیال اسکی کمر کو لال کر چکا تھا مگر ابھی رستم کا جی نہیں بھرا تھا۔۔۔۔ اسنے فوراً

پاس پڑی کینڈل ماچس سے جلائی اور پگھلتی موم کو اپنے نام کے اوپر پھینکنا شروع کر دیا

اب کی بار انا کی چیخیں بے قابو ہوئی تھی۔۔۔۔

”دششش۔۔۔۔ بس تھوڑا سا درد۔۔۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا“ رستم اسکے بالوں

پر بوسہ دیتے بولا۔۔۔۔ مگر انا کی چیخیں بے قابو ہو رہی تھی۔۔۔۔ اسکی چیخوں

نے پورے ولا کے در و دیوار کو ہلا ڈالا تھا

”اب تم مجھ سے کبھی دور نہیں جاسکوں گی“ رستم ہنساتا تھا

اسنے کینڈل کو بجھا کر زمین پر پھینکا تھا۔۔۔۔ رستم اب خوشی سے اپنا سر انجام دیا

کارنامہ دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ مگر ابھی بھی اسکا دل بھرا نہیں تھا

”آج تم بہت حسین لگ رہی ہوں پر نسز!!“ اسکی گردن میں منہ چھپائے رستم مخمور

لہجے میں بولا اور ایک بار پھر اسکا وجود اپنے قبضے میں لے گیا

آج کی تکلیف کی شدت کل سے بھی زیادہ تھی۔۔۔۔ رستم کے جارحانہ انداز اور کمر دیا گیا

زخم۔۔۔۔ انا کی پوری رات درد اور تکلیف میں گزری۔۔۔۔

مگر یہ آخری بار نہیں تھا۔۔۔۔ پانچ مہینے۔۔۔۔ پانچ مہینے ہو گئے تھے انا کو اس

اقرا کو یہ جا ب بہت پسند آئی تھی وہ بس جا کر انا کو اسکی دوا دیتی اور کھانا پھر سارا دن اپنی
پڑھائی کرتی۔۔۔۔۔ انا کو واک پر لیجانے کا کام رستم کا تھا

اقرا تو انا کی قسمت کر رشک کرتی جسے تھوڑا عجیب سا مگر محبت کرنے والا ہمسفر ملا
تھا۔۔۔۔۔ اقر اشام میں ہی گھر چلی جاتی تھی اسی لیے رات میں ہونے والی تمام
کاروائی سے انجان تھی اور صبح اسکے آنے سے پہلے ہی رستم انا کو مرہم لگا دیتا۔۔۔۔۔
رستم نے اسے زیادہ تر زخم اسکی پیٹھ، بازوؤں اور ٹانگوں پر دیے تھے۔۔۔۔۔

”میم آپکی دوائی!!“ اقر اکرے میں داخل ہوئی جب اسنے انا کو تکلیف میں دیکھا۔۔۔
”میم۔۔۔۔۔ میم کیا ہوا ہے آپکو؟“ اقر فوراً بھاگ کر انا کے پاس آئی

”ہہ۔۔۔۔۔ ہو سپٹل!!“ انا چلائی تو اقر نے فوراً رستم کو کال کی۔۔۔۔۔ جبکہ انا کی آنکھوں
کے آگے اندھیرا چھانے لگا۔۔۔۔۔

اناکي حالت بہت خراب ہو گئی تھی اور رستم کا موبائل انریچ ایبل شو ہو رہا تھا۔۔۔۔۔
اقرا کو کچھ سمجھ نہیں آیا تو اسنے کاشان کو کال کر دی۔۔۔۔۔

ڈونٹ وری اقرا میں آرہا ہوں، کاشان نے اسے دلا سے دیا اور فون بند ”
کر دیا

ایک تو پتہ نہیں کتنا عجیب انسان ہے۔۔۔ اتنا کماتا ہے مگر پھر بھی ”
صرف ایک ہی کار ہے۔۔۔۔ شیخ کہی کا، ”اقرا رستم کو سلوتیں سناتے بولی
جب اسے انا کی زور دار چیخ سنائی دی۔۔۔۔۔ وہ انا کو تو بھول ہی گئی
تھی۔۔۔۔۔ وہ فوراً انا کے پاس کمرے میں گئی جو پیٹ پر ہاتھ رکھے چیخ
رہی تھی۔۔۔۔۔ اسکی دلخراش چیخوں نے اقرا کو بھی جھنجھوڑ ڈالا تھا

جب سے انا ولیمہ والے دن گھر سے بنا بتائے گی تھی تب سے رستم نے گھر میں صرف
ایک کار رکھی تھی جو وہ استعمال کرتا تھا اور انا کو ویسے بھی وہ گھر میں قید کر چکا
تھا۔۔۔۔۔ اقرا بھی اسے خود سے نہیں لیجا سکتی تھی کیونکہ وہ خود کبھی رکشہ تو کبھی

ٹیکسی کے ذریعے آتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

وہ انا کو چلاتے دیکھ ہی رہی تھی جب کاشان بھاگتا ہوا کمرے میں داخل ہوا

کاشان وہ میم “اقرا نے زور سے اسکا بازو پکڑ لیا۔۔۔۔۔ کاشان نے”
 اقرا کو خود سے علیحدہ کیا اور جلدی سے انا کے پاس بھاگا۔۔۔۔۔ اسے اس
 وقت صرف اتنا معلوم تھا کہ انا تکلیف میں تھی اسی لیے بنا کچھ سوچے
 اس نے انا کو باہوں میں اٹھایا اور فوراً باہر کی جانب بھاگا

اقرا جلدی آؤ “اقرا کو اپنی جگہ جمے دیکھ کر وہ چلایا تو اقرا ہڑ بڑا کر

اسکے پیچھے بھاگی

ہو اسپتال لیجاتے ہوئے انا کی حالت بہت سیریس ہو چکی تھی اسی لیے ڈاکٹر اسے جلدی

آپریشن روم میں لے گئے

رستم جس کی آج ایک اہم میٹینگ تھی اسکے فائنل ہوتے ہی وہ کمرے سے باہر نکلا اور اپنا موبائل آن کیا تو اقر کی ڈھیر ساری کالز دیکھ کر وہ چونکا۔۔۔ اگلے ہی پل خود کو نارمل کیے اس نے اقر کو کال کی۔۔۔۔۔ اقر اپنا موبائل گھر ہی چھوڑ گئی تھی اسی لیے کال نہیں اٹھا رہی تھی۔۔۔۔۔ رستم نے دیکھا کہ موبائل پر گیٹ کیپر کی بھی کافی کالز تھی۔۔۔

گیٹ کیپر کو رستم نے سختی سے ہدایت دی تھی کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ انا کو گھر سے باہر نہیں نکلنے دے گا اسی لیے اقر نے کاشان کو کال کر کے بلوایا تھا

سلام صاحب “!! رستم نے گیٹ کیپر کو کال کی تو اس نے فوراً کال”
رسیو کی

ہم کال کی خیریت؟ “رستم سلام کو اگنور کیے بولا”

صاحب خیریت نہیں ہے وہ ملکہ کی طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی وہ”
بہت چلا رہی تھی تو اقرا بی بی کاشان بابا کے ساتھ انہیں ہسپتال لیکر
گئے ہے۔۔۔ “گارڈ نے بتایا تو رستم کی آنکھیں پھیل گئی

ہم اچھا ٹھیک ہے “رستم نے کال رکھی”

بہادر خان جلدی سے گاڑی تیار کرواؤں ہمیں ہسپتال جانا ہے تمہیں”
ملکہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے “رستم اسے دیکھ کر بولا تو بہادر خان نے

سراشبات میں ہلا دیا۔

رستم کاشان نے راستے میں کال کر کے ہو اسپتال کا پوچھ چکا تھا۔۔۔۔۔ کاشان نے
وجدان اور زرقہ کو بھی انا کی حالت کے بارے میں بتا دیا تھا۔۔۔۔۔ رستم جب تک
ہو اسپتال پہنچا وہ دونوں بھی وہاں آچکے تھے

انا کو اندر گئے دو گھنٹے ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ رستم کو ایک پل بھی سکون کا میسر نہیں آ رہا
تھا۔۔۔۔۔ وہ یہاں وہاں چکر کاٹ کر بار بار آپریشن روم کو دیکھتا۔۔۔۔۔ اسے یوں دیکھ کر
زرقہ کو اپنے بھائی کی حالت پر ترس آیا۔۔۔۔۔ صرف زرقہ ہی نہیں سب کو ماسوائے
اقرا کے جو غصے سے اسے گھور رہی تھی

کچھ دیر بعد ڈاکٹر باہر نکلی تو پیچھے نرس کے ہاتھ میں ایک بچہ تھا۔۔۔۔۔ رستم کو وہ
ڈاکٹر جانتی تھی اسی لیے فوراً اسکے پاس آئی۔۔۔۔۔

کانگریس پبلیشنز مسٹر رستم شیخ لڑکا پیدا ہوا ہے، ڈاکٹر کی بات پر رستم
میں مزید اکرٹ پیدا ہو گئی۔۔۔۔۔ مگر اس نے دیکھا کہ اسکے بچے کو
نرس اسے دینے کی بجائے نرس ہی لیجا رہی تھی



مسٹر شیخ آپکا بے بی پری میچور ہے اسی لیے ہم اسے کچھ دن انڈر
ابزرویشن رکھے گے، ڈاکٹر نے جواب دیا

اچھا میری بیوی؟، رستم نے سوال کیا تو ڈاکٹر کا چہرہ ایک پل کو

کرخت ہو گیا

یاد آگئی بیوی کی “اب کی اقرا چپ نہ رہ سکی تو فوراً بولی۔۔۔ جس پر”
سب نے اسے گھورا مگر اقرا تو رستم کو ہی گھورے جا رہی تھی

مسٹر شیخ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے اکیلے میں “ڈاکٹر کا بدلہ لہجہ”
رستم کو بہت کچھ سمجھا گیا تھا

شیور “رستم ان کے پیچھے ان کے کین میں چل دیا”

”مسٹر شیخ آپ کا آپ کی وائف کے ساتھ ریلیشن کس قسم کا ہے؟“

ڈاکٹر نے بے تاثر لہجے میں پوچھا

آپ کو نہیں لگتا آپ بہت پرسنل سوال پوچھ رہی ہے؟“ رستم نے

سوال کے بدلے سوال کیا

بلکل بھی نہیں۔۔۔۔ ایک بہت جنرل سوال ہے“ ڈاکٹر دھیمے لہجے میں

بولی

ہم دونوں میں بہت محبت ہے“ رستم زرا اٹک کر بولا“

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کس قسم کی محبت؟“ ڈاکٹر کا لہجہ بے تاثر ہی تھا“

مطلب کیا ہے آپ کا؟“ رستم کو اب غصہ آنا شروع ہو گیا تھا“

بہت سیدھا سادھا سا سوال ہے کہ آپ کی بیوی میں اور آپ میں

کس قسم کی محبت ہے؟ کیونکہ جو محبت کے نشان میں نے آپکی بیوی کے

جسم پر دیکھے ہے۔۔۔۔۔ اگر اسے محبت کہتے ہے تو مجھے نفرت ہے

”آپ کی محبت سے۔۔۔ اور گھن آرہی ہے آپ جیسے محبوب شوہر پر
ڈاکٹر کا تیکھا لہجہ رستم کو ایک آنکھ نہیں بھایا تھا

زبان سنبھال کر ڈاکٹر “!! رستم دھاڑا”

آپ بھی خود کو سنبھال کر بات کیجے رستم صاحب آپ اس وقت ”
میرے کیبین میں موجود ہے سمجھے۔۔۔۔۔ اور میں چاہو تو آپ پر پولیس
کیس بھی کر سکتی ہوں“ ڈاکٹر نے اسے ڈرایا تو رستم ہنسا۔۔۔ اور اتنا ہنسا
کہ ہنس ہنس کر کرسی پر گر گیا

تو آپ پولیس کیس کرے گی مجھ پر؟ ٹھیک ہے شوق سے کیجیے گا مگر ”
پھر سلاخوں کے پیچھے تو آپ بھی جائے گی نا“ رستم ہلکا سا مسکرایا

میں ---- میں کیوں؟ “ڈاکٹر ایک پل کو حیران ہوئی”

وہ ڈاکٹر صاحبہ کیا ہے نا مجھے یاد آیا کہ مجھے پتہ چلا تھا کہ آپ کی بیٹی”
 بہت بیمار تھی ---- اسے کیڈنی چاہیے تھے ---- پھر اب ماشا اللہ
 آپکی بیٹی بالکل پرنیکٹ ہے ---- کیڈنی ڈونر کہاں سے ملا؟ سچ ملا
 کے کیڈنی نکال لی گئی “رستم دھیمے لہجے میں بولا تو ڈاکٹر کے ماتھے پر
 پسینے کی ننھی بوندیں چمکنے لگی

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ --- یہ کیا بکواس ہے؟ “ڈاکٹر غصے سے بولی”

آواز نیچے ڈاکٹر صاحبہ ---- اٹھارا اپرل کو دوپہر دو بجے ایک”
 کیس آیا تھا آپ کے پاس ---- ایک شرابی جسے ایک گاڑی زور سے
 ٹکڑ مار کر گئی تھی ---- تب آپ آن ڈیوٹی ڈاکٹر تھی ---- اسی لیے وہ

کیس آپ نے لے لیا۔۔۔ مگر دیکھے نا خدا کی کرنی کیسی ہوئی۔۔۔۔
 وہ آپ کی بیٹی کا پرفیکٹ ڈونر نکل آیا۔۔۔۔ وہ بیچارہ تو مر گیا مگر آپ
 کی بیٹی کو اپنی کیڈنی دان کر کے اسکا بھلا کر گیا۔۔۔۔۔ ویسے آپ کے
 پاس وہ تو پیپرز تو ہونگے نا؟۔۔۔۔۔ پر میشن لیٹر۔۔۔۔۔ ڈونر کی اجازت
 تو لی ہوگی نا آپ نے کیونکہ ظاہری بات ہے اگر وہ لیٹر آپ کے پاس
 نہیں ہے تو آپ مشکل میں پھنس سکتی ہے۔۔۔۔۔“ انکے چہرے کی
 اڑتی رنگت کو دیکھ کر رستم مسکرایا

اور ایک اور بات ڈاکٹر صاحبہ اگر آپ کے پاس میری ایک کمزوری”
 ہے نا تو میرے پاس آپکی دس کمزوریاں ہے۔۔۔۔۔ وہ جو آپ کے
 شوہر نے آپکی ملازمہ کے ساتھ کیا تھا نا وہ بھی سب کچھ جانتا ہوں میں
 تو بہتر ہے آپ اپنا منہ بند رکھے اور میں اپنا“ رستم پر اسرار لہجے میں
 بولتا ایک جھٹکے سے روم سے باہر نکلا۔۔۔۔۔ جبکہ پیچھے ڈاکٹر نے جلدی
 سے ٹیشو کی مدد سے اپنے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا

گالوں کو چومتی زرقہ بولی تو رستم نے محبت سے اپنے بیٹے کو دیکھا اور
ساتھ ہی انا کو جس نے ایک بار بھی زارون کو دیکھنے یا پکڑنے کی
خواہش ظاہر نہیں کی تھی۔۔۔۔۔ وہ بس بنا تاثر لیے ان سب کی باتیں
سن رہی تھی۔۔۔۔۔ رستم کو ایسا لگا کہ وہ کسی اور ہی دنیا میں موجود
ہوں۔۔۔۔۔

میں ڈاکٹر سے مل کر آتا ہوں “زرقہ کو جواب دیتے وہ انا کی جانب”
جھکا اور پھر اسکا ماتھا چوم کر وہ کمرے سے باہر نکل گیا

زرقہ میری بیٹھنے میں مدد کروں گی؟ “انا نے نقاہت زدہ آواز میں”
پوچھا

ہاں ضرور “!! زارون کو بے بی کاٹ میں ڈالے وہ انا کی جانب بڑھی”

اور اسے سہارا دیکر بٹھایا

زرقہ نے انا کو دیکھا جو زارون کی جانب دیکھے جا رہی تھی۔۔۔۔۔ زرقہ زارون کی جانب
بڑھی اور اسے اپنی گود میں لیے انا کی جانب آئی



مگر انا تو کئی اور ہی پہنچی ہوئی تھی

انا کیا سوچ رہی ہو؟ "چند دنوں کے زارون کو باہوں میں لیے زرقہ نے پوچھا۔۔۔
جس نے ایک بار بھی اپنی اولاد کو نہیں دیکھا تھا

سوچ رہی ہوں کہ اللہ نے کس ڈھیٹ مٹی سے بنایا ہے ہم دونوں کو"
جو اتنی اذیتیں۔۔۔۔۔ اتنی تکالیف سہنے کے باوجود بھی نہ یہ مرا اور نہ
ہی میں "زارون کو بے تاثر نگاہوں سے دیکھتی وہ بول کر زرقہ کو چونکا

گئی

کیا مطلب؟ ”زرقہ کے پوچھنے پر انا چونک کر ہوش میں آئی“

نہیں میرا مطلب کے ماں بننا کتنا مشکل ہوتا ہے نا۔۔۔۔۔ کتنی“
 تکلیفیں سہنی پڑتی ہے۔۔۔۔۔ کتنا درد ہوتا ہے“ انا بات گھما گئی تو
 زرقہ نے سکون کا سانس لیا

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شکر انا۔۔۔۔۔ ورنہ میں تو کچھ اور ہی سمجھی“ زرقہ اللہ کا شکر کرتے“

بولی

کہہ تو تم ٹھیک رہی ہوں انا مگر یہ قدرت کا قانون۔۔۔۔۔ اسے“
 میں تم یا کوئی بھی نہیں بدل سکتا“ زرقہ بولی تو انا نے سر اثبات میں

ہلا دیا۔۔۔۔۔

مزید ایک دو دن کے بعد انا گھر واپس آچکی تھی۔۔۔۔۔ فلحال اسکاٹے نیچے روم میں

تھا۔۔۔۔۔



آج رستم نے اپنے ولا میں ایک بہت بڑا جشن رکھا تھا۔۔۔۔۔ انا اس وقت گرے کلر کی میکسی پہنے تیار ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ جب رستم نے اسے پیچھے سے باہوں کے گھیرے میں لیے اور اسکی گردن میں منہ چھپائے وہاں بوسہ دیا۔۔۔۔۔ مگر رستم یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ انا نے نہ تو اسے خود سے دور کیا اور نہ ہی کوئی مزحمت کی

مائی پرنسز “!! رستم بولتا اسکے ہونٹوں پر جھکا۔۔۔۔۔ انا نے اب کی بار”

بھی کوئی مزحمت نہیں کی تو رستم ہلکا سے بل ماتھے پر ڈالے تھوڑا پیچھے
کو ہوا

اس عنایت کی وجہ جان سکتا ہوں؟“ رستم نے حیرت سے سوال کیا”
ہاں کیوں نہیں“ انا ہلکا سا مسکرائی”

انا مسکرائی رستم کے لیے رستم تو بس اسکی مسکراہٹ کو دیکھتا رہا

اچھا کیا وجہ ہے“ اسے اپنے سینے سے لگائے رستم نے پوچھا”

میں اب یہ اور نہیں کر سکتی“ انا دھیرے سے بولی”

میں ---- میں ایک موقع دینا چاہتی ہوں ---- آپ کو خود”

کو ---- اس رشتے کو ---- کیا ہم آج سے ایک نئی زندگی کا آغاز

کر سکتے ہیں؟“ انا نے یہ بات کس طرح دل پر پتھر رکھ کر بولی تھی

وہی جانتی تھی

کیا سچ میں؟“ رستم کی آنکھیں روشن ہوئی”

ہاں بلکل ”انا بھی ہلکا سا مسکرائی“

اوہ پرنسز۔۔۔ تم نہیں جانتی آج میں کتنا خوش ہوں۔۔۔ میں ”

تمہاری بات سے متفق ہوں۔۔ مگر۔۔ ”وہ رکا



”مگر؟“

مگر مجھے تم پر یقین نہیں۔۔۔ مجھے یقین دلاؤ۔۔۔ احساس دلاؤ”

کہ میں تم پر بھروسہ کر سکوں اگر تم نے اس بار بھی مجھے دھوکہ دینے

”کے بارے میں سوچا تو؟“

نہیں ایسا نہیں ہوگا۔۔۔ جو کہے گے وہ کروں گی۔۔۔ آپ کا”

یقین جیت کر دکھاؤ گی میں آپ کو “انا تڑپ کر بولی

اور تم ایسا کیوں کروں گی؟“ رستم کو ابھی بھی اس پر شک تھا”

آپ کو یاد ہے آپ نے کہاں تھا کہ آپ ایک اچھی لائف گزارنا”
 چاہتے ہے۔۔۔۔ آپ نہیں چاہتے کہ آپ کے بچے کو بھی وہی زندگی
 ملے جو آپ نے گزاری۔۔۔۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ کا بچپن کیسا
 تھا۔۔۔۔ مگر اتنا معلوم ہے کہ اب ہمیں ساری زندگی ساتھ ہی گزارنی
 ہے تو کیوں نا خوشی سے گزاری جائے۔۔۔۔ اچھی یادیں بنائی جائے
 بظاہر مسکرا کر بولتی وہ عورت کتنی توڑ پھوڑ کا شکار تھی یہ صرف وہی
 جانتی تھی

کیا سچ میں؟“ رستم کی آنکھیں روشن ہوئی”

ہاں سچ میں “انا بھی مسکرائی تو رستم نے اسے محبت سے خود میں”
بھینچ لیا

تم نہیں جانتی انا کہ تم نے مجھے کتنی بڑی خوشخبری دی ہے “رستم کی”
خوشی انتہا پر تھی جبکہ انا بس مسکرا دی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چلے سب مہمان آگئے ہیں؟ “رستم نے اس سے پوچھا”

آپ جائے میں بس ریڈی ہو جاؤ “انا ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر”
سجائے بولی

ہمم جلدی آنا “اسکا ماتھا چومتے وہ وہاں سے نکل گیا”

ایم سوری ماما پاپا۔۔۔۔۔ ایم سوری ڈاکٹر کنول۔۔۔۔۔ لیکن اگر میں ”
ایسا نہ کرتی تو میں اپنی اولاد کو بھی رستم بننے سے نہ روک پاتی“ زارون
کو دیکھتے وہ نم آنکھوں سے بولی تو ایک قطرہ آنسو چھلک کر زارون کے
گال پر گر گیا۔۔۔۔۔ انا نے جلدی سے آنسوؤں صاف کیے

اور پھر وہی ہوا جیسا رستم نے چاہا انا نے خود کو رستم کے ہر ایک رنگ میں ڈھال لیا
تھا۔۔۔۔۔ پورے کپڑے پہننے والی انا اب سیلو لیس بھی پہنتی۔۔۔۔۔ بیک لیس اور
ڈیپ گلے بھی پہنتی تھی۔۔۔۔۔ انا نے رستم کو خود کے اتنا قریب کر لیا تھا کہ اس نے
زارون کو خود سے اور رستم سے دور کر دیا۔۔۔۔۔ زارون زیادہ تر اقرار، زرقہ یا ہمدہ
بیگم کے پاس ہی رہتا تھا

صبح رستم آفس جاتا تو زارون سویا ہوا ہوتا تھا اور جب شام میں واپس آتا تو انا سے خود میں

الجدادیتی

زارون کار ستم سے دور رہنا ہی بہتر تھا۔۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ رستم جیسے شخص کا
سایہ بھی اسکے بچے پر پڑے مگر وہ یہ بھول گئی تھی کہ چاہے جو بھی خون اپنا اصل رنگ
ضرور دکھاتا ہے۔۔۔۔۔

انانے زارون کو خود سے اتنا دور کر لیا تھا کہ اگر وہ کبھی اسے پکڑتے بھی تو وہ اسکی
گرفت میں مچلنے لگتا یا رونا شروع کر دیتا۔۔۔۔۔ مگر جیسے ہی وہ زرقہ کے پاس جاتا تو
وہ خاموش ہو جاتا

سب اس پر ہنستے کہتے دیکھو زراماں سے زیادہ پھوپھو کالا ڈلا ہے جس پر انا بھی ہنس دیتی
مگر وہ اندر سے کس اذیت میں گزر رہی تھی کوئی نہیں جانتا تھا

رستم نے غور سے اپنی بیوی کو دیکھا جو لال رنگ کی نائٹی پہنے ہوئے تھی

تم جانتی ہوں تم بہت خوبصورت ہوں میری جان “رستم اسے اپنے”

شکنجے میں لیے بولا جس پر انا مسکرا دی



NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں “انا آنسو اپنے اندر اتارتے بولی”

چار سال بعد

چار سال-----چار سال ہو چکے تھے انا کور ستم کے ساتھ زندگی گزارتے ہوئے۔۔۔۔۔زارون کا ایڈمیشن انانے سکول میں کروادیا تھا۔۔۔۔۔اس طرح زارون اسکی زندگی سے مزید دور ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ان چار سالوں میں اقرا اور کاشان کی شادی کے ساتھ ساتھ وجدان اور زرقہ کی بھی شادی ہو چکی تھی۔۔۔۔۔زرقہ کی شادی کو دو سال ہو چکے تھے جبکہ ابھی تک اسکی کوئی اولاد نہیں تھی۔

رستم بھی بے بی چاہتا تھا مگر ابھی تک انکی زندگی میں صرف زارون تھا جس پر رستم نے انا کو ٹیسٹ کروانے کا کہاں تو وہ گڑ بڑا گئی۔ اور رستم کو اللہ کی مرضی کہہ کر ٹال دیا تھا۔۔۔۔۔مگر رستم نہیں ہٹا اور ڈاکٹر سے رجوع کیا تو ڈاکٹر نے رستم کو صاف صاف بتایا کہ ان کی رپورٹس کلیئر ہے انہیں بس اللہ پر یقین رکھنا چاہیے۔۔۔۔۔رستم کا موڈ خراب ہو چکا تھا جس پر انانے اسے بہت مشکل سے بہلایا تھا

انا میری واج کہاں ہے؟ ”آج زارون کی چوتھی سالگرہ تھی جس کی ”
بڑے پیمانے پر دعوت رکھی گئی تھی

ٹیبل پر ہے “واشروم سے انا بولی”

رستم نے ٹیبل پر دیکھا تو اسکی واچ وہاں تھی وہ واچ اٹھا کر مڑنے ہی لگا تھا کہ اسے انا کے
پرس سے کوئی میڈیسن باہر نکلی نظر آئی۔۔۔۔۔ رستم نے وہ میڈیسن نکالی تو اسکے
چہرے بھینچ گئے جبکہ غصے سے اسکی رگیں تن گئی

انا “!!! اوہ دھاڑا تو واشروم میں موجود انا کا دل کانپ گیا۔۔۔۔۔ چار”
سال بعد اس نے یہ دھاڑ سنی تھی

کک۔۔۔ کیا ہوا؟ “انا نے واشروم سے نکل کر پوچھا”

یہ کیا ہے؟ “سرخ آنکھوں سے رستم نے انا سے سوال کیا۔۔۔۔۔”

اسکے ہاتھ میں موجود میڈلسن دیکھ کر انا کی ٹانگیں کانپنے لگی

تم اینٹی پریگننسی پلز لے رہی ہوں، رستم نے سرد لہجے میں پوچھا”
 ---- انا سے تو کچھ بولا ہی نہیں گیا

نن---- نہیں یہ میری نہیں ہے“ انا نے جلدی سے جھوٹ بولا”

اچھا تو پھر کس کی ہے؟“ رستم نے انا سے پوچھا----- جبکہ روم”
 میں آتی زرقہ جو انکی بات سن چکی تھی فوراً سے آگے آکر بولی

بھائی یہ میری ہے“ زرقہ نے فوراً رستم کے ہاتھ سے وہ میڈلسن لی تو”
 انا نے سکون کا سانس لیا

تمہاری۔۔۔۔۔ تو یہ انا کے پاس کیا کر رہی تھی؟ ”رستم نے سخت“
 لہجے میں پوچھا

وہ میری میڈیسن ختم ہو گئی تھی تو میں نے انا سے بولا کہ وہ مجھے ”
 لادے۔۔۔۔۔ میں بس ابھی یہی لینے آرہی تھی“ زرقہ لہجہ ہشاش بشاش
 رکھے بولی

NEW ERA MAGAZINE.com
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 ہم ٹھیک ”رستم نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا“

تو میں یہ لے لو؟ ”زرقہ نے پوچھ کر میڈیسن لینی چاہی تو رستم نے“
 ہاتھ پیچھے کھینچ لیا

”نہیں“ زرقہ کو جواب دیے وہ واشروم میں داخل ہوا اور ساری“

میڈیسن فلش میں بہادی

”آئیندہ سے میری بیوی سے ایسی چیزوں کی فرمائش مت کرنا سمجھی“
رستم نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا تو زرقہ نے فوراً سر اثبات میں ہلادیا

اور تم اگر آئیندہ سے ایسی چیزیں میرے گھر میں آئی تو جان نکال دوں“
گا تمہاری“ اب کی بار رخ انا کی جانب تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی ٹھیک“ انا ہلکے لہجے میں بولی“

پاڑتی ختم ہوتے ہی زراون سو گیا تھا جسے انا جب اسکے کمرے میں لٹا کر اپنے کمرے میں
آئی تو رستم کو چکر لگاتے دیکھ کر حیران ہوئی

یہ لو جلدی سے پہن کر آؤں “اسکے ہاتھ میں نائٹی تھماتے وہ بولا تو”
انا کے وجود میں سنسنی پھیل گئی۔۔۔۔ مسئلہ وہ نائٹی نہیں بلکہ رستم کا
انداز تھا۔۔۔۔۔ آج کی رات بہت بھاری پڑنے والی تھی انا پر۔۔۔۔۔



صبح ہوتے ہی رستم سیدھا وجدان سے ملنے گیا تھا۔۔۔۔۔

ارے رستم آؤں۔۔۔۔۔ آج کیسے آما ہوا؟ “وجدان اسے دیکھ کر”

مسکرا کر بولا

ہاں ویسے ہی سوچا مل لوں “رستم نے جواب دیا”

“کافی پیو گے؟”



کافی کے آتے ہی وجدان اور رستم نے ادھر ادھر کی باتیں کی۔۔۔۔۔ وجدان کو ایسا

محسوس ہوا کہ رستم اس سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں

کیا ہوا رستم کچھ پوچھنا ہے؟ “وجدان نے اس سے سوال کیا”

”لیے پوچھ لیا

ہاں وہ زرقہ کی میڈیسن ختم ہوگئی تھی اسی لیے اس نے منگوا لی کیوں”
کچھ ہوا ہے؟“ وجدان نے سوال کیا

ارے نہیں کچھ نہیں“ رستم نے سر نفی میں ہلایا”

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھوڑی دیر اور بیٹھنے کے بعد رستم کے جاتے ہی وجدان نے شکر کا سانس لیا تھا۔۔۔۔۔
زرقہ اسے کل رات ہی واپسی پر سب کچھ بتا چکی تھی۔۔۔۔۔ وجدان جانتا تھا رستم کی نیچر
کو۔۔۔۔۔ اسے یقین تھا کہ رستم ضرور اس سے پوچھنے آئے گا اور وہی
ہوا۔۔۔۔۔ حالانکہ رستم کے سوال نے وجدان کو بہت تکلیف دی تھی۔۔۔۔۔
اسکی زرقہ کی بہت خواہش تھی مگر یہ سب اللہ کی دین تھی۔۔۔۔۔ اسی لیے ان دونوں
نے بھی صبر کو ترجیح دی تھی۔۔۔۔۔ مسئلہ بچے کا نہیں تھا۔۔۔۔۔ مسئلہ تو لوگوں کی

باتوں کا تھا۔۔۔۔۔ جنہیں یہ سن کر حیرانگی ہوئی کہ دو سال ہو گئے شادی کو مگر کوئی خوشخبری نہیں۔۔۔۔۔ یہ بات جتنی تکلیف وجدان کو دیتی اس سے زیادہ زرقہ کو دیتی۔۔۔۔۔ مگر ان دونوں نے خود کو سنبھال لیا تھا۔

تاشہ؟“ غازان جو ڈانگ ٹیبل پر ناشتہ کرنے آیا تھا سامنے اپنی بہن کو”
 بیٹھے دیکھ کر حیران ہوا

تم کب آئی؟“ چار سال پہلے جب غازان امریکہ گیا تھا تو تاشہ کو اپنے ساتھ لیکر گیا تھا اور پھر اسکا وہی آگے کی پڑھائی کے لیے ایڈمیشن کروادیا تھا۔۔۔۔۔ یہ تو صرف ایک بہانہ تھا اصل میں تو تاشہ کا وہاں علاج چل رہا تھا جو کہ دماغی طور پر پاگل ہوتی جا رہی تھی

جی بھائی میں ”! وہ ہلکا سا مسکرائی“

تم یوں اچانک۔۔۔۔ مجھے بتادیتی میں آجاتا لینے ”غازان بولا“



تو پھر سرپرائز کیسے ہوتا ”ناشہ پر اسرار سا مسکرائی“

ویل یہ بھی ٹھیک کہاں ”غازان اسے دیکھ کر مسکرایا“

زارون سکول میں کسی کو تنگ نہیں کرنا اور نہ ہی کسی سے لڑنا ”انا“

نے اسے وارن کیا جبکہ زارون انا کی باتیں بے دلی سے سنتا باہر کے
نظارے دیکھ رہا تھا

”زارون میں نے کیا کہاں ہے؟“

ماما میں نے سن لیا ”زارون ہلکی آواز میں بولا“
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
ہمم گڈ بوائے ”انا اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرتے بولی“

گاڑی اب سیدھی سڑک پر چل رہی جب اچانک گاڑی پر فائرنگ ہونا شروع
ہو گئی۔۔۔۔۔ یہ علاقہ کم رش والا تھا۔۔۔۔۔ گاڑی پر مسلسل فائرنگ ہو رہی
تھی۔۔۔۔۔ وہ تو شکر تھا کہ گاڑی بلٹ پروف تھی

انانے زارون کو جلدی سے اپنے سہنے میں چھپایا اور رستم کو کال کی

ہے۔۔۔ ہیلو رستم، “انا کاپتی آواز میں بولی”

“ہیلو انا کیا ہوا؟”

رستم وہ۔۔۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتی ایک بار پھر سے فارنگ ”
شروع ہوئی اور انا کی چیخ نکل گئی

انا کیا ہوا ہے؟ “رستم پریشان سا بولا”

رستم پلیز آجاؤ “انا روتے ہوئے بولی اور موبائل ہاتھ سے چھوٹ گیا۔”

رستم فوراً سانس سے باہر بھاگا اور بہادر خان کو آنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔۔ کال آن ہونے کی وجہ سے اسے دوسری جانب سے گولیوں کی، انا کی چیخوں اور زارون کے رونے کی آوازیں آرہی تھی

دوسری جانب بھی جب فائرنگ سے کوئی فرق نہیں پڑا تو وہ لوگ واپس چلے گئے۔۔۔۔۔ انا بھی تک خوف کے زیر اثر تھی جب رستم پندرہ منٹ میں وہاں پہنچا۔۔۔۔۔ رستم فوراً سے انا اور زارون کی جانب بھاگا اور انہیں سینے سے لگا لیا۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر تک وہ ان دونوں کو گھر بھجوا چکا تھا اور اب اس پاس نظریں دوڑانے لگا جب اسے ایک سی۔ سی۔ ٹی۔ وی کیمرہ لگا نظر آیا اسکی آنکھیں چمک اٹھی

بتاؤں مجھے کس کے کہنے پر کیا تھا یہ سب؟ “ان سب کی چمڑی ادھیڑ”
دی گئی تھی

صاحب جی وہ ایک لڑکی تھی۔۔۔۔۔ جی اس نے بولا وہ دونوں ماں
پیٹا کو ختم کر دے۔۔۔۔۔ “ان میں سے ایک روتے ہوئے بولا

کیمرہ کے ذریعے رستم انہیں جلد پکڑ چکا تھا۔۔۔۔۔ ان لوگوں نے منہ پر ماسک بھی
نہیں پینا تھا اس لیے اور آسانی ہو گئی تھی
کون تھی وہ؟ “رستم نے آگے کو ہو کر پوچھا”

صاحب جی وہ کوئی بڑی جی امیر کبیر خاندان کی لگ رہی تھی“

“نام کیا تھا؟”

نہیں معلوم “اس نے سر نفی میں ہلایا”

کتنے پیسے دیے تھے اس کام کے؟ “رستم نے سوال کیا”

“جی پندرہ لاکھ”

”کیش دیا تھا؟“

”نہیں اکاؤنٹ میں بھیجے تھے“ یہ سن کر رستم کی آنکھیں چمکی

وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور باہر کی جانب بڑھا

ماسٹر انکا کیا کرنا ہے؟“ بہادر خان نے سوال کیا

”ڈال دوں بھوکے کتوں کے آگے“ وہ سرد لہجے میں بولتا باہر نکل گیا



رستم نے اکاؤنٹس کی سب ڈیٹیلز نکلوائی تھی اور جو نام سامنے آیا اس پر اس نے دانت

پیسے تھے۔۔۔۔

تاشہ نثار انصاری۔۔۔۔۔ آج کا دن تمہاری زندگی کا آخری دن

ہے۔۔۔۔۔ تیار رہوں موت کو تم نے خود دعوت دی ہے“ وہ غصے سے

پھنکارا

حوصلہ دینا تھا۔۔۔۔۔ آخر کو بیچارے نے اپنی بہن کھوئی تھی

تاشہ کی موت کی خبر سب پر بجلی بن کر گری تھی ماسوائے غازان کے جسے رستم پر شک
تھا اور رہی سہی کسر رستم کی اس طنزیہ مسکراہٹ نے پوری کر دی تھی جو اس نے
غازان کی جانب اچھالی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بہت افسوس ہوا تمہاری بہن کا سن کر ”رستم ہلکی سے مسکان لیے بولا“

فکر مت کروں بہت جلد یہ الفاظ میں تمہیں بھی لوٹاؤں گا“ بظاہر”
گلے ملتے وہ ایک دوسرے سے بولے

آپ کہی جارہے ہیں؟ ”رستم کو جلدی سے پیکنگ کرتے دیکھ کر انا“
نے پوچھا

ہاں ایک بہت بڑا مسئلہ ہو گیا ہے مجھے سنگاپور جانا ہوگا ار جنٹلی ”اسے“
جواب دیتا رستم اپنا بیگ پیک کرنے لگا



ہے بزنس کا ایک مسئلہ تم نہیں سمجھو گی ”اسکو جواب دیتے رستم کے“
ہاتوں میں تیزی آئی

”آپ کب تک نکلے گے؟“

کہی میں !! نہیں، نہیں ایسا نہیں ہو سکتا “اپنا شک دور کرنے کے لیے”
 انا ڈاکٹر کے پاس چیک اپ کے لیے گئی تھی

کانگریس پبلسٹرز مسز رستم یو آر پریگنٹ “یہ خبر بجلی بن کر انا پر گری”
 تھی اور وہی کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی تھی

اسکی آنکھیں لال ہو چکی تھی اور آنسو قطرہ قطرہ بہنے لگے تھے..

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھکے ہارے قدموں سے وہ گھر میں داخل ہوئی تھی جہاں ہر سوسناٹا چھایا ہوا

تھا۔۔۔۔۔ اسے ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیسے ہو گیا۔۔۔۔۔ اسنے کتنی

کوشش کی تھی کہ وہ دوبارہ ماں نہیں بن سکے۔۔۔۔۔ اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر وہ اینٹی

پریگنٹ پلزیٹی رہی یہ جانتے بوجھتے بھی کہ اس کا منہ پہلوا سکے لیے کتنا خطرناک

ہے۔۔۔۔۔ مگر اب کی بار وہ ناکام رہی تھی۔۔۔۔۔ لاؤنج میں آکر اس نے بیگ

صوفہ پر رکھا اور خود سر ہاتھوں میں گرالیا

ایک نئی آزمائش اسکی منتظر تھی۔۔۔ اس وقت اسے ریلیکس ہونے کی ضرورت تھی
 اسی لیے وہ بیگ اٹھائے اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور نہانے چلی گئی۔۔۔ اب وہ خود
 کو فریش محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔ فحال اسے اپنا دماغ بٹانا تھا اسی لیے اس نے
 کپڑوں کی تہہ لگانا شروع کر دی تھی۔۔۔۔۔ وارڈ روم میں کپڑے رکھتے اسکی نظر
 اس لاکر پر گئی جو ہمیشہ رستم کے استعمال میں ہوتا تھا اور رستم ہمیشہ اسے لاک رکھتا
 تھا۔۔۔۔۔ ان چار سالوں میں انانے کبھی اس لاکر کو نہیں چھوا تھا اور نہ ہی اسے
 ضرورت محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔۔ مگر آج نجانے کیوں اسکا دل چاہا کہ وہ دیکھے آخر
 اس میں ایسا بھی کیا ہے۔۔۔۔۔ دل کی آواز پر لبیک کہتے اسنے لاکر کھولا تو وہ کھل
 گیا۔۔۔۔۔ انانے کی انتہا نہیں رہی۔۔۔۔۔ شاید رستم جلدی جلدی میں
 اسے لاک کرنا بھول گیا تھا۔۔۔۔۔ انانے لاکر کھول کر دیکھا تو اس میں کچھ فائلز
 ایک رپورٹ اور ایک انویسٹمنٹ تھا۔۔۔۔۔ انانے فائلز اور رپورٹ بیڈ پر رکھی اور
 انویسٹمنٹ کھولا تو اسے اپنے پیروں تلے زمین سرکتی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔ وہ نوید شیخ
 کی تصویریں تھی

یا میرے مولا“!! انا نے خوف سے شرم سے تصویریں دوبارہ انویلیپ”
 میں ڈال دی اور جلدی سے سب فائلز بھی اندر رکھنے لگی جب اسکے
 ہاتھ وہ رپورٹ آئی جس پر بڑا بڑا مسٹر شیخ لکھا ہوا تھا۔۔۔۔۔ انا نے
 تجسس کے مارے رپورٹ کھولی تو اسے اسکی زندگی کا دوسرا بڑا جھٹکا لگا
 تھا



یہ۔۔۔۔۔ یہ؟ ایسا کیسے؟“ انا کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا”

وہ اسکے شوہر کی میڈیکل رپورٹ تھی۔۔۔۔۔ جسکے مطابق رستم مینٹلی طور پر اسپیت
 تھا۔۔۔۔۔ اور وہ سائیکسٹرسٹ سے اپنا علاج بھی کروا رہا تھا۔۔۔۔۔ اسکا ہر ماہ ایک
 سیشن ہوتا تھا۔۔۔۔۔ پچھلے پانچ سالوں سے وہ اس شخص کے ساتھ زندگی گزار رہی
 تھی اور اسکی اتنی بڑی حقیقت سے نا آشنا تھی

Dissociative Identity Disorder

انا کو اپنا سر چکراتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اتنے میں اسے نیچے سے آوازیں آنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یقیناً وہ زرقہ اور زارون تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ انا کو اچانک ہی غصہ آیا اور رپورٹ ہاتھ میں لیے تیزی سے نیچے کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لاؤنج میں زرقہ اور زارون ہنستے ہوئے انٹر ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زارون کے ہاتھ میں بہت سے شاپنگ بیگز تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جن میں ڈھیر سارے کھلونے تھے

ماما یہ دیکھے پھوپھو نے دیے ”زاراون فوراً سے انا کے پاس بھاگا جس“
نے جبرا مسکرا کر اسے دیکھا

جانو آپ اپنے کمرے میں جاؤ زرا ٹوائز رکھو ماما کو پھوپھو سے بات ”

کرنی ہے اوکے؟“ انا نے پیار سے بولی

اوکے“!! زارون سر ہلاتا کمرے میں چلا گیا”

انانے زرقہ کو دیکھا جو مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہی تھی

تمنے ایسا کیوں کیا زرقہ؟“ اسنے ہارے لہجے میں پوچھا”

کیا۔۔۔ کیا کیا؟“ زرقہ کی مسکراہٹ فوراً تھمی”

تم جانتی تھی زرقہ۔۔۔ تم جانتی تھی کہ تمہارا بھائی پاگل ہے۔۔۔ وہ”

سائیکو ہے۔۔۔ بیمار ہے۔۔۔ پھر بھی۔۔۔ پھر بھی تم نے مجھے اس

جہنم میں دھکیل دیا۔۔۔ مجھے مرنے دیا۔۔۔ کیوں زرقہ کیوں؟ "وہ
چلائی

"نن۔۔۔ نہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے"
زرقہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا انا کی بات سن کر

اچھا مجھے غلط فہمی ہوئی ہے اور یہ۔۔۔ یہ کیا ہے؟ "زرقہ کے پیروں"
میں فائل پھینکتے وہ چلائی

زرقہ نے کانپتے ہاتھوں سے فائل اٹھائی

یہ دیکھو زرقہ۔۔۔ میڈیکل رپورٹ تمہارے بھائی کی جس میں صاف صاف لکھا
ہے کہ وہ ایک سائیکو ہے۔۔۔ مینٹلی ایبنا مل ہے وہ۔۔۔ اور تم۔۔۔ تم نے سب کچھ

جاننے بوجھتے مجھ سے سچ چھپایا۔۔۔ اسکا علاج چل رہا ہے۔۔۔ ایسا لکھا ہے اس
رپورٹ میں "اسکی ہچکی بندھ گئی تھی بات کرتے کرتے

انا۔۔۔ "زرقہ نے کچھ بولنا چاہا جب انا نے ہاتھ اٹھا کر اسے بولنے"
سے روک دیا

وہ مجھے پرنسز کہتا ہے۔۔۔ کہتا ہے میں ملکہ ہوں۔۔۔ یہ سب"
کچھ۔۔۔ یہ محل یہ آسائشیں سب کچھ میرا ہے۔۔۔ مگر دیکھو مجھے
کس اینگل سے میں تمہیں پرنسز لگتی ہوں۔۔۔ کہاں کی ملکہ ہوں۔۔۔
اس شہر خاموشاں کی جہاں کوئی میری فریادیں۔۔۔ میری بے بسی نہیں
سن سکتا۔۔۔ میں تو جیتے جی مر گئی ہوں زرقہ اور وجہ ہے تم اور
تمہارا وہ پاگل بھائی کیونکہ اسے کھینے کے لیے کوئی کھلونا چاہیے اور تم
اپنے پیارے بھائی کی ہر خواہش پورا کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ تو مجھے قربانی
کا بکرا بنا کر پیش کر دیا گیا۔۔۔ میں۔۔۔ میں کہاں ہوں ان سب

میں زرقہ۔۔۔۔۔ تم نے کہاں تھا ہم دوست ہیں۔۔۔ دوست ایک
 دوسرے کے لیے سب کچھ کرتے ہیں۔۔۔ ایک دوسرے کے ہر
 تکلیف ہر خوشی کے ساتھی ہوتے ہیں۔۔۔ مگر تم نے کیا کیا میرے
 لیے زرقہ۔۔۔ مجھے زندہ درگور کر دیا تم نے۔۔۔ میری زندگی برباد
 کر دی "چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔ جبکہ زرقہ
 نے کرب سے آنکھیں میچ لی۔

انا میری جان قسم لے لو میں۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔ یہ
 سب، یہ سب مجھے نہیں معلوم تھا انا۔۔۔ سچ میں "زرقہ انا کے
 پاؤں میں بیٹھ گئی جو روئے جا رہی تھی

جھوٹ مت بولوں زرقہ۔۔۔۔۔ تم سے۔۔۔ تم سے ایسی امید نہیں
 تھی مجھے "انا نے بے دردی سے اسکے ہاتھ جھٹکے

انا میں قسم کھاتی ہوں مجھے کچھ نہیں پتہ۔۔۔۔۔ اگر، اگر مجھے کچھ پتہ ”
 ہوتا تو میں کبھی بھی تمہیں بھاگ جانے کا مشورہ نہیں دیتی۔۔۔ تمہیں
 کبھی نہیں کہتی کہ چھوڑ دوں میرے بھائی کو۔۔۔ میں سچ میں کچھ
 ”نہیں جانتی انا۔۔۔۔۔ ہاں وہ غصے کے تیز ہے مگر یہ سب۔۔۔



غصے کا تیز؟ ”انا استہزایہ انداز میں ہنسی“
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ غصے کا تیز نہیں سائیکو ہے وہ۔۔۔ پاگل ہے۔۔۔۔۔ پانچ ”
 سال۔۔۔ اپنی زندگی کے پانچ سال میں نے ایک ایسے شخص کے ساتھ
 گزار دیے۔۔۔ تم نے کیوں کیا ایسا زرقہ؟“ جب کہ زرقہ کا سر
 تیزی سے نفی میں ہلا

زرقہ بے قصور ہے انا وہ کچھ نہیں جانتی “زرقہ کی طرف آتے وجدان”
نے زرقہ کے ہاتھ سے فائل لی اور ٹیبل پر رکھ دی

رستم کی اس بیماری کے بارے میں صرف دو لوگ جانتے ہیں۔۔۔”
ایک میں اور ایک بہادر خان۔۔۔ اسکی اپنی فیملی کو بھی کچھ نہیں
معلوم “وجدان سہولت سے بولا تو انا اور زرقہ دونوں دنگ رہ گئی

تمہیں معلوم تھا؟ “زرقہ نے پوچھا تو وجدان نے شرمندگی سے سر”

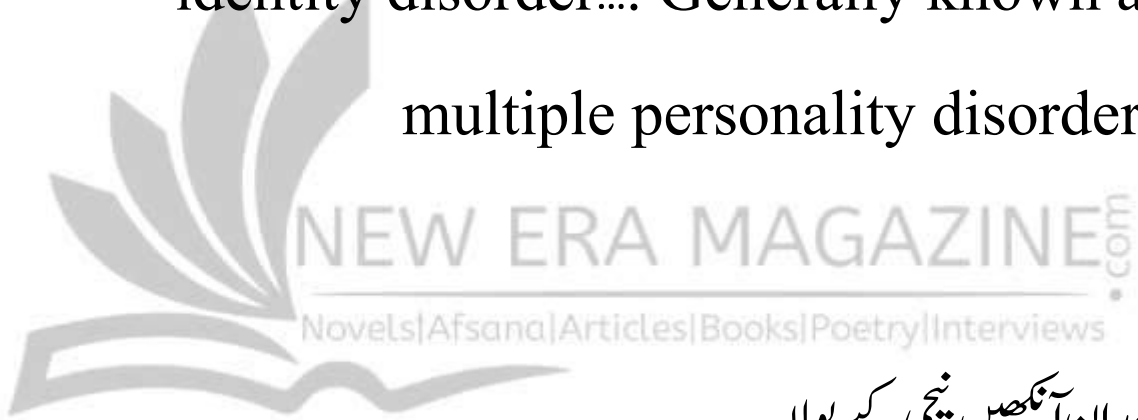
اثبات میں ہلادیا

کیسے؟ “انا صرف اتنا پوچھ سکی”

بیٹھ کر بات کرے “وجدان بولا تو زرقہ انا کے برابر میں ہی بیٹھ گئی”

بولو “انا کا لہجہ نا چاہتے ہوئے بھی سخت ہو گیا”

“Rustam!! He is a patient of dissociative
identity disorder.... Generally known as
multiple personality disorder”



وجدان آنکھیں نیچی کیے بولا

“multiple personality disorder?”

زرقہ نے حیرت سے پوچھا

ہاں۔۔۔۔ یہ ایک ایسی بیماری ہے جس میں ایک انسان میں دو”
 شخصیات پائی جاتی ایک اصل اور دوسری خود کی بنائی گی۔۔۔۔ ایسا سمجھ
 لو ایک انسان کے اندر دو لوگ۔۔۔۔ ایک جو وہ خود ہے اور دوسرا جو
 اس نے خود بنایا ہے۔۔۔۔ جسے ہم تصور بھی کہتے ہیں، ‘وجدان سر
 اثبات میں ہلائے بولا

کیسے آئی مین کہ میں بھائی کے ساتھ اتنے سالوں سے۔۔۔۔۔ کبھی”
 ایسا محسوس ہی نہیں ہوا، “زرقہ ابھی تک حیران تھی

ر۔۔۔۔ رستم کو یہ بیماری کب سے ہے؟ “انا نے پوچھا”

بچپن سے “ایک اور بمب پھوٹا تھا ان دونوں پر”

کی مام میرا آنٹی سے ہوئی۔۔۔۔۔ میرا آنٹی کے ڈیڈ اپنے دور کے بہت بڑے بزنس مین تھے اور میرا آنٹی انکی اکلوتی اولاد تھی۔۔۔۔۔ نوید انکل کو میرا آنٹی سے محبت ہوگئی تھی اور بہت جلد میرا آنٹی بھی ان کو لیکر جذبات محسوس کرنے لگی تھی۔۔۔۔۔ میرا آنٹی کے ڈیڈ کو نوید انکل نہیں پسند تھے۔۔۔۔۔ مگر میرا آنٹی کی ضد کے آگے انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی نوید انکل سے کروا دی۔۔۔۔۔ میرا آنٹی نوید انکل کے اشاروں پر چلتی تھی۔۔۔۔۔ رستم دو سال کا تھا جب میرا آنٹی کے ڈیڈ کی ڈیڈتھ ہوگئی۔۔۔۔۔ پاور آف آرنی میرا آنٹی کے پاس تھی۔۔۔۔۔ انکی اس کنڈیشن کا فائدہ اٹھاتے نوید انکل نے پاور آف آرنی اپنے نام کروالی اور آہستہ آہستہ سارا بزنس ان کے انڈر آگیا تھا۔۔۔۔۔ میرا آنٹی بس گھر کی ہو کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ ایسے میں ایک دن وہ جب لنچ کے لیے ایک ہوٹل گئی تو انہوں نے نوید انکل کو کسی اور لڑکی کے ساتھ ایک روم میں جاتے دیکھا۔۔۔۔۔ بس وہی سے یہ سارا سلسلہ شروع ہوا۔۔۔۔۔ جب انہوں نے نوید انکل کو چھوڑنے کی دھمکی دی تو انہوں نے میرا آنٹی کو مار پیٹ کر گھر میں قید کر دیا اور خود کبھی کسی تو

کبھی کسی لڑکی کے ساتھ گھومنے پھرنے جاتے۔۔۔۔۔ نوید انکل کو میرا
 آنٹی سے اب کوئی سروکار نہیں تھا کیونکہ ساری جائیداد ان کے نام
 ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ مگر میرا آنٹی کے کانٹیکٹس ان کی نسبت ابھی بھی
 بزنس کی دنیا میں زیادہ مضبوط تھے۔۔۔۔۔ میرا آنٹی نوید انکل کی
 بے وفائی کو برداشت نہیں کر پائی اور وہ دماغی طور پر ابنارمل ہونا شروع
 ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ ان کی حرکتیں دیکھتے ہوئے انکل نے انہیں اور رستم
 کو لندن بھیج دیا تھا۔۔۔۔۔ انکل کی بے وفائی کا غصہ انہوں نے رستم پر
 نکالنا شروع کر دیا۔۔۔۔۔ وہ رستم کو مارتی پیٹنی۔۔۔۔۔ کبھی اسکو جلا دیتی تو
 کبھی چاقو سے اسکے جسم پر زخم دیتی۔۔۔۔۔ وہ بیلٹ ہنٹر ہر چیز سے
 رستم کو تکلیف دیتی تھی۔۔۔۔۔ رستم صرف چھ سال کا تھا اس
 وقت۔۔۔۔۔ آنٹی کی ایسی حالت کے پیش نظر انہیں وہی لندن میں
 مینٹل ہسپتال ایڈمیٹ کروا دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ رستم میں نوید انکل کو
 دیکھتی اور اسے مارتی پیٹنی تھی۔۔۔۔۔ میں رستم کی چیخیں سنتا تھا
 انا۔۔۔۔۔ ہمارے گھر ساتھ ساتھ تھے۔۔۔۔۔ مگر میرے ڈیڈ نے مجھے
 ہمیشہ روک دیا۔۔۔۔۔ وہ کسی اور کی لائف میں انٹرفیر نہیں کرنا چاہتے

تھے۔۔۔۔۔ میرا آنٹی رستم کو کئی کئی دنوں تک بھوکا رکھتی۔۔۔۔۔ اسے
 ہنٹر، بیلٹ ہر چیز سے مارتی۔۔۔۔۔ وہ کئی کئی دن اپنے کمرے میں بند
 رہتا۔۔۔۔۔ اسکا کوئی دوست نہیں تھا۔۔۔۔۔ میں نے دیکھے تھے اس
 کے جسم پر زخم انا۔۔۔۔۔ وہ سکول آتا تو سب سے دور رہتا، مگر آہستہ
 آہستہ رستم بدلنے لگا وہ سکول کے بچوں کو مارتا پیٹتا سب بچے رستم سے
 ”دور ہو گئے یہاں تک کہ میں بھی جب ایک دن۔۔۔۔۔“

رستم۔۔۔۔۔ رستم۔۔۔۔۔ ”وہ بیڈ پر منہ گھٹنوں میں چھپائے رو رہا تھا“

جب اسے کسی نے پکارا

ک۔۔۔۔۔ کون؟ ”سات سال کے رستم نے حیرت سے سر اٹھائے“

پوچھا

ارے بے وقوف میں تمہارا دوست “وہ آواز اسکے اندر سے بولی”

میرا دوست؟ مگر۔۔۔ مگر تم کہاں ہوں؟ “رستم نے حیرت سے”

ادھر ادھر دیکھا

میں؟ ایسا کروں آئینے کے سامنے آؤ “وہ آواز بولی تو رستم اٹھ کر آئینے”
کے سامنے جا کھڑا ہوا، جہاں وہ اپنا عکس دیکھ رہا تھا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم کہاں ہوں؟ “رستم نے حیرت سے پوچھا”

ارے بے وقوف تمہارے سامنے ہی تو ہوں میں “وہ آواز پھر سے بولی”

مگر یہ تو میں ہوں؟“ رستم نے حیرت سے خود کے عکس کو آئینے میں ”
چھوا

نہیں۔۔۔۔۔ یہ تم نہیں۔۔۔۔۔ یہ میں ہوں۔۔۔۔۔ تمہارا“
دوست۔۔۔۔۔ مگر تم میرے بارے میں کسی کو بتانا مت۔۔۔۔۔ سمجھے“ وہ
آواز پھر سے بولی



NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیوں۔۔۔۔۔ کیوں نہیں بتاؤں؟“ رستم حیران ہوا“

ارے اگر کسی کو پتہ چل گیا تو وہ تمہیں مجھے سے کھیلنے یا بات کرنے“
نہیں دے گے نا“ وہ آواز پھر سے بولی تو رستم نے سمجھ کر سر اثبات
میں ہلادیا

----- ایسے ہی مزید چھ، سات سال گزر گئے۔۔۔۔۔ نوید شیخ نے اب
 بزنس کی دنیا میں اپنی اچھی پہچان بنالی تھی اور میرا شیخ کو سب بھول چکے تھے۔۔۔۔۔
 نوید شیخ ایک انتہائی عیاش انسان تھا جو نجانے کتنی لڑکیوں کے ساتھ غلط کام کرنے میں
 بھی ملوث تھا۔۔۔۔۔ مگر دنیا کی نظر میں وہ ایک شریف انسان تھا جو اپنی بیوی اور بیٹے
 سے بے انتہا محبت کرتا تھا

اگر کوئی کبھی کبھار ان سے میرا پوچھ بھی لیتا تو وہ یہی جواب دیتا کہ وہ لندن میں سیٹل
 ہے۔۔۔۔۔ نوید شیخ کو رستم یا میرا سے کچھ لینا دینا نہیں تھا۔۔۔۔۔ وہ گھر بھی کم ہی جایا
 کرتے تھے۔۔۔۔۔ میرا کا علاج اب گھر پر ہو رہا تھا وہ مینٹل ہو سہیل سے ڈسچارج
 ہو گئی تھی یا پھر کروالی گئی تھی۔۔۔۔۔ نوید شیخ نہیں چاہتے تھے کہ کسی کو بھی زرا
 شک ہوں۔۔۔۔۔ انہوں نے میرا آئی کو نوکروں کے حوالے کر دیا تھا۔۔۔۔۔ رستم سے
 کوئی سروکار نہیں تھا۔۔۔۔۔ رستم اپنی ماں کے پاگل پن کی وجہ نہیں جانتا تھا۔۔۔۔۔
 رستم میرا کے اتنے ظلم کے باوجود بھی ان سے نفرت نہیں کر پایا کیونکہ اب وہ بڑا ہو رہا
 تھا اسے وجہ سمجھ میں آنے لگ گئی تھی۔۔۔۔۔

رستم۔۔۔۔۔ رستم کہاں ہوں؟“ وجدان نے گھر داخل ہو کر اونچی آواز ”
پوچھا۔۔۔۔۔ مگر جواب نہیں آیا

وجدان کو رستم کے کمرے سے کچھ آوازیں آرہی تھی۔۔۔۔۔ وجدان کو حیرت ہوئی اور
وہ قدم اٹھانا اسکے کمرے کی جانب بڑھا جب اسے رستم کسی کے ساتھ بات کرتے سنائی



رستم کس سے بات کر رہے ہوں؟“ وجدان نے حیرت سے اندر ”
داخل ہوتے پوچھا جبکہ ہنستا ہوں رستم ایک دم رکا اور غصے سے وجدان
کو گھورا جو ارد گرد دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ رستم کے بدلتے رنگ نہیں
دیکھ پایا تھا۔۔۔۔۔ ہوش تو تب آئی جب رستم نے واز اٹھا کر اس کے
سر پر دے مارا

آہ“!!! وجدان چلایا تو ایک دم رستم کے چہرے پر درد کے تاثرات”
ابھرے اور وہ جلدی سے وجدان کے پاس بھاگا

وجی----- وجی تم ٹھیک تو ہوں نا؟“ رستم نے پوچھا”



“آہ رستم یہ کیا تھا؟”

وہ میرا دوست----- اسے پسند نہیں کہ کوئی ہمیں ڈسٹرب کرے”
جب وہ میرے ساتھ ہوں“ رستم شرمندہ سا بولا

تمہارا دوست؟ مگر کون؟ مجھے تو یہاں کوئی نظر نہیں آ رہا؟“ وجدان

حیرت زدہ بولا

وہ۔۔۔ وہ کسی کو نظر نہیں آتا،“ رستم کا سر زور سے نفی میں ہلا“

ہے؟؟ یہ کیا بول رہے ہوں۔۔۔۔۔ کہی وہ بےب۔۔۔۔۔ بھوت تو“
 نہیں؟ رستم تم پر بھوت آگیا ہے“ وجدان ڈر کر پیچھے ہٹا۔۔۔۔۔ اسکی
 اس حرکت نے رستم کو تکلیف دی تھی

ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔ آؤ میں تمہیں اس سے ملواؤ“ وجدان کی“
 چوٹ پر رومال رکھے وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر لایا اور اسے شیشے کے سامنے
 کھڑا کر دیا

یہ دیکھو یہ ہے میرا دوست“ رستم نے شیشے کی جانب اشارہ کیا“

مگر رستم یہ تو صرف تم اور میں ہوں “وجدان مزید پریشان ہوا”

اور میں بھی۔۔۔۔۔۔ “اچانک رستم کے بولنے کا انداز بدلا اور اب”
 نرم چہرے کی جگہ ایک سخت چہرہ تھا۔۔۔۔۔۔ جبکہ ہونٹوں پر پراسرار
 مسکراہٹ



رستم۔۔۔۔۔۔ “وجدان ڈر کر پیچھے ہٹا”
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آئندہ رستم سے دور رہنا ورنہ اچھا نہیں ہوگا “رستم پراسرار سا بولا تو”
 وجدان کی حالت مزید خراب ہوگئی اور وہ رستم کو دھکا دیے خود وہاں
 سے بھاگ گیا

اس دن کے بعد سے وجدان اور رستم میں جو تھوڑی بہت دوستی تھی وہ بھی ختم ہوگئی

تھی

بعد میں وجدان نے سائیکولوجی میں اس بیماری کے بارے میں پڑھا تو اس پر یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ رستم پر کوئی بھوت ووت نہیں ہے بلکہ وہ تو ایک وکٹم ہے اس بیماری کا جو انسان کو پاگل بنا دیتی ہے

انہیں دنوں نوید شیخ اچانک لندن آئے تھے۔۔۔۔۔ رستم اپنی عمر سے زیادہ سمجھدار تھا۔۔۔۔۔ وہ اپنے باپ کی رگ رگ سے واقف ہو چکا تھا اسی لیے وہ ان کے آنے پر حیران ہوا۔۔۔۔۔ نوید شیخ کی ایک ڈیل جو وہ حاصل کرنا چاہتے تھے وہ انہیں نہیں مل سکی کیونکہ بزنس رائیول کے بیٹے نے نئے آئیڈیا دیے تھے جب ایک بزنس فرینڈ نے ہنس کر انہیں کہاں کہ وہ رستم کو تیار کرے تاکہ وہ بھی ان کے بزنس کو آگے پھیلا سکے۔۔۔۔۔ اور پھر نوید شیخ کو انہیں دنوں مائنس ہارٹ اٹیک بھی آیا تھا۔۔۔۔۔ اسی لیے انہیں رستم یاد آگیا۔۔۔۔۔ انہوں نے سوچ رکھا تھا کہ وہ اب رستم کو استعمال کرے گے۔۔۔۔۔ مگر یہاں رستم نے انہیں کوئی لفٹ نہیں کروائی تھی۔۔۔۔۔ آج تک

کوئی ان کے خلاف نہیں گیا تھا اور یہ چھوٹا سا بچہ!!۔۔۔۔۔ انکا دماغ گھومنے لگا۔۔۔۔۔ مگر انہوں نے نوٹ کیا تھا کہ رستم کو اپنی ماں سے کتنی محبت ہے اور اسی چیز کا استعمال کرتے انہوں نے رستم کو بلیک میل کیا تھا کہ وہ انکی بات مانے نہیں تو وہ میرا کو مار ڈالے گا۔۔۔۔۔ رستم تب کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا اسی لیے چپ چاپ انکی بات مان گیا تھا۔۔۔۔۔ نوید شیخ نے فتح کے نشے میں چور رستم کا ایڈمیشن ایک بورڈنگ سکول میں کروا دیا تھا اور وہاں اسکے پل پل کی خبر رکھنے کو اسکے ساتھ بہادر خان کو بھیج دیا تھا جنہیں وہ رستم کے لیے اپنے ساتھ پاکستان سے ٹرین کروا کر لائے تھے۔۔۔۔۔ بہادر خان اس وقت سولہ سال کا تھا جبکہ رستم بارہ سال کا۔۔۔۔۔ وجدان اور رستم میں بات چیت بالکل ختم تھی رستم کو یہ باتیں تکلیف دیتی تھی۔۔۔۔۔ مگر اس کے اندر موجود رستم نے وقت کے ساتھ ساتھ اسے سکھایا کہ اسے کسی کے سامنے جھکنا نہیں بلکہ سب کو جھکانا ہے اپنے آگے۔۔۔۔۔ رستم تین سال بعد گھر واپس آیا تھا اسکے میٹرک کے امتحانات ختم ہوئے تھے۔۔۔۔۔ مگر اسے گھر میں کچھ غیر معمولی سے حرکات ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔ بہادر خان جسے نوید شیخ نے اپنے لیے بھیجا تو وہ رستم کا ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ تین سالوں میں رستم میں بہت فرق آ گیا تھا۔۔۔۔۔ اسکی آنکھیں ہر وقت سرور ہتی تھی۔۔۔۔۔ وہ

کہی سے بھی پندرہ سال کا نہیں لگتا تھا۔۔۔۔۔ ایک دن رستم جب رات کو سونے کو لیٹا تو اسے کچھ آوازیں آئی۔۔۔۔۔ وہ آوازوں کا پیچھا کرتے اپنی ماں کے کمرے کے باہر پہنچا اور تھوڑا سا دروازہ کھول کر دیکھا تو اسکی آنکھیں سرخ ہو گئی۔۔۔۔۔ کمرے میں موجود اسکی ماں کی عزت لوٹ رہی تھی جبکہ اسکا باپ مزے سے وہسکی کی چسکیاں لیتا وہ سب دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اور پھر رستم پر یہ بات آشکار ہوئی کہ اسکا باپ اسکی ماں کو اپنے دوستوں کے آگے پیش کر رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ میرا جسکو ایک وقت تھا جب دنیا حاصل کرنا چاہتی تھی اب وہ صرف دل بہلانے کو رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ یہ ایک جھٹکار رستم کے لیے کافی نہیں تھا جب اسے معلوم چلا کہ اس کے باپ کی دو تین ناجائز اولادیں بھی ہیں۔۔۔۔۔ غازان اور زرقہ بھی ان میں سے ایک تھی۔۔۔۔۔ اور نا صرف یہ بلکہ نوید شیخ غلط کاموں میں بھی ملوث تھے جن کے بابت رستم سب کچھ جان چکا تھا۔۔۔۔۔ رستم کو معلوم ہوا کہ ہمدہ لندن میں پڑھنے آئی تھی جب نوید شیخ کے جھانسنے میں پھنس گئی اور اب بدنامی کے ڈر سے وہ واپس نہیں جا رہی تھی۔۔۔۔۔ رستم ان سے ملا اور انہیں آئیڈیا دیا کہ وہ نوید شیخ سے کہے وہ ان سے شادی کر لے نہیں تو وہ میڈیا میں انکی اور زرقہ کی میڈیکل رپورٹ دے دے گی۔۔۔۔۔ ہمدہ بیگم نے رستم کے کہنے پر سب کیا اور آخر کار انکا مقام مل گیا تھا۔۔۔۔۔ رستم کی چھٹیاں ختم ہونے کو تھی

وہ واپس جا رہا تھا مگر جانے سے پہلے اسے ایک اہم کام کرنا تھا۔۔۔۔۔۔ آج وہ واپس جا رہا تھا جب وہ میرا کے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔۔۔ وہ غور سے اس عورت کو دیکھنے لگا جو ایک دور میں ڈریم گرل تھی۔۔۔۔۔۔ مگر ضروری نہیں کہ خوبصورت چہروں کی قسمت کی خوبصورت ہوں۔۔۔۔۔۔

آپ نے بہت تکالیف برداشت کی ہے مگر اور نہیں۔۔۔۔۔۔”
 بس۔۔۔۔۔۔ اب میں آپ کو آزاد کرنے والا ہوں“ اور ساتھ ہی رستم نے انکے منہ پر تکیہ رکھ دیا۔۔۔۔۔۔ آنسوؤں آنکھوں سے بہہ کر تکیہ بھگیو رہے تھے مگر رستم نہیں رکا وہ اس وقت اپنی ماں کے لیے صرف یہی کر سکتا تھا۔۔۔۔۔۔ بہت جلد میرا کے جسم میں ہلچل ہونا بند ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔ رستم نے تکیہ اٹھا کر سائڈ پر رکھا اور دروازے کی جانب دیکھا جہاں ہمہ بیگم خوف سے اسے دیکھ رہی تھی

اپنی ماں کی عزت کو مزید داغدار ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا اسی لیے یہ ”

رستم کی سوچ تھی۔۔۔۔ ایک فرضی کردار اب وہ حقیقی رستم کو اپنے اشارے پر نچاتا جو رستم خود ہوتا مگر وہ کچھ نہیں کر پاتا۔۔۔۔۔۔ رستم میں اب طاقت کا نشہ پیدا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔ وہ ہر انسان کو خود سے نیچے دیکھتا پھر چاہے وہ جو مرضی ہوں۔۔۔۔۔۔ اور یہ سب اسکی وہ سوچ کرواتی تھی اس سے۔۔۔۔۔۔ پہلے پہل تو رستم شرمندہ ہوتا مگر بعد میں اس نے شرمندہ ہونا چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔۔ اسکی اندر کی اس آواز نے اسے اپنے قابو میں کر لیا تھا جیسے کسی کو پینوٹائز کیا جاتا ہے ویسے ہی

و جدان نے سب کچھ بتایا اور انا اور زرقہ کو دیکھا جو دونوں حیران کن نظروں سے اسے دیکھ رہیں تھی۔۔۔۔۔

تو اسی لیے۔۔۔۔۔ اسی لیے ایسا ہوتا تھا؟ “انا سن سی بولی”

کیا مطلب کیا ہوتا تھا؟ “زرقہ اور وجدان نے ساتھ پوچھا”

بہت بار۔۔۔ میں نے۔۔۔ میں رستم کو کسی سے بات کرتے سنتی ”
 مگر وہ۔۔۔۔۔ وہ کہتا کہ وہ موبائل پر بات کر رہا تھا۔۔۔۔۔ حالانکہ مجھے
 یقین نہیں آتا۔۔۔۔۔ یا میرے خدایا “انا نے سر دونوں ہاتھوں میں گرا
 لیا

ایم سوری انا مجھے نہیں معلوم تمہارے اور رستم کے درمیان کے ”
 تعلقات کیسے ہیں۔۔۔۔۔ میں یہی سمجھتا رہا کہ شاید اس نے تمہیں کوئی
 نقصان نہیں پہنچایا ہوگا“ وجدان شرمندہ سا بولا

تم جانتے بھی ہوں میں کس افیت سے گزری ہوں۔۔۔۔۔ کیسی کیسی ”
 تکلیفیں برداشت کی ہے میں نے “انا چلائی تو وجدان کا سر مزید جھک
 گیا

انا کو اپنا ماضی یاد آنے لگا۔۔۔۔۔ بیتے پل یاد آنے لگے اسے۔۔۔۔۔ مگر انا کو اب سب
کچھ سمجھ آرہا تھا

وہ رستم جس نے اسے شادی کے لیے پرپوز کیا تھا وہ حقیقی وجود تھا۔۔۔۔۔ جبکہ وہ
سب کچھ جو اس نے انا کے ساتھ کیا تھا وہ اسکے اندر کی آواز تھی۔۔۔۔۔ رستم جب
جب انا نے اس کے ساتھ کچھ برا کرتا تھا اسے معلوم تھا کہ وہ غلط کر رہا ہے مگر اسکے اندر کی
آواز اس پر حاوی ہو جاتی۔۔۔۔۔ اسے اکساتی۔۔۔۔۔ یوں جیسے وہ اس کے قابو میں
ہوں۔۔۔۔۔

رستم وہ نہیں تھا جس نے انا کی عزت کو داغدار کیا۔۔۔۔۔ رستم وہ تھا جس نے انا کو
شادی کے لیے پرپوز کیا تھا۔۔۔۔۔ رستم وہ نہیں تھا جس نے انا کو پریگنینسی کے
اتنے مہینے تکلیف میں رکھا۔۔۔۔۔ رستم وہ تھا جس نے انا سے ایک موقع مانگا تھا اس

ہو سکتی ہوں؟ آج۔۔۔۔۔ آج ڈاکٹر کے پاس گئی تھی زرقہ۔۔۔۔۔ آئی
 ایم پریگنٹ زرقہ۔۔۔۔۔ میں، میں یہ بچہ نہیں چاہتی زرقہ۔۔۔۔۔
 میں نے۔۔۔۔۔ میں نے زارون کو ہمیشہ رستم سے دور رکھنے کے
 لیے خود سے دور رکھا اور اب یہ۔۔۔۔۔ میں، میں کیا کروں
 زرقہ “زرقہ کے گلے لگے وہ شدت سے رو دی تھی۔۔۔۔۔ زرقہ
 نے افسوس سے اسے دیکھا

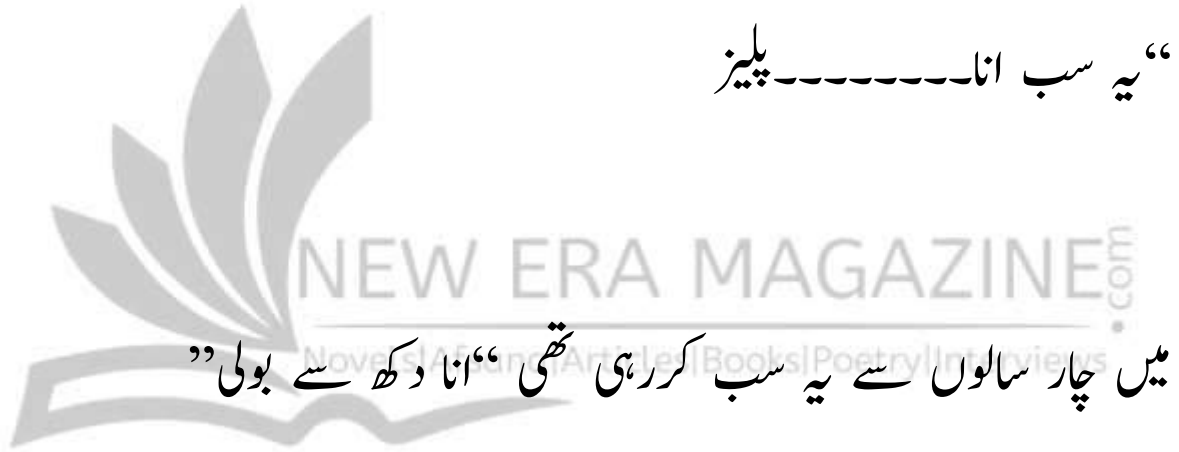
NEW ERA MAGAZINE.COM

تم ابھی بھی بہت کچھ کر سکتی ہوں انا“ وجدان بولا تو انا نے اسے ”
 حیرانگی سے دیکھا

میں کیا؟“ انا حیران ہوئی ”

رستم انا۔۔۔۔۔ اسے تم ہی واپس لاسکتی ہوں۔۔۔۔۔ جانتی ہوں جو ”

رستم اصل تھا نا وہ تو بلی کے بچے کو بھی بھوکا نہیں دیکھ سکتا
 تھا۔۔۔۔۔ اسے محبت دوں ، وقت دوں۔۔۔۔۔ وہ کام جو پچھلے چار
 سالوں سے مجبوری کے تحت کر رہی تھی اب وہ دل سے کروں۔۔۔۔۔
 انا رستم کو جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ہے محبت ، وقت
 اور بھروسہ۔۔۔۔۔ یہ تینوں چیزیں اسے نہیں ملی۔۔۔۔۔ اسے دوں
 “یہ سب انا۔۔۔۔۔ پلیز



میں چار سالوں سے یہ سب کر رہی تھی “انا دکھ سے بولی”

کیا واقعی میں؟ “وجدان نے سوال کیا اور بنا جواب وہاں سے چلا گیا”

انانے سوچا کہ واقعی اس نے یہ سب کیا تھا اور جواب تھا نہیں۔۔۔۔۔ وہ تو صرف
 رستم کا ایک ٹوائے بن کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ رستم کی بیوی تھی اس کی رکھیل

نہیں۔۔۔۔۔ اسے رستم کے ساتھ چلنا تھا، اسکے پیچھے نہیں۔۔۔۔۔

میں ایک موقع دوں گی اس رشتے کو۔۔۔۔۔ اب کی بار میں موقع ”
دینا چاہوں گی اسے“ انا نے ایک فیصلہ کیا۔۔۔۔۔



وجدان رکا اور مڑ کر مسکرا کر اسے دیکھا

بیٹ آف لک “!! اسے تھمبز اپ کا اشارہ کرتے وہ دروازہ عبور”
کر گیا تھا۔۔

انا۔۔۔۔۔ ایک سوال کروں؟ “زرقہ نے انگلیاں چٹختے پوچھا”

ہاں “!! انا نے اجازت دی”

وہ تمہارا کیا مطلب تھا اس تکلیف سے جو تمہیں بھائی نے دی تھی”
 زراون کی وقع؟ “زرقہ نے پوچھا تو انا نے اسکا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے
 کمرے میں لے آئی اور بیڈ پر اسکی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ گئی

تم خود دیکھ لو “انا بولی تو زرقہ نے اسکی قمیض اوپر اٹھائی تو حیران رہ”
 گئی۔۔۔۔۔ وہ رستم کے نام کا زخم تھا

“انا یہ؟”

تم مجھسے پوچھتی تھی ناکہ میں ہمیشہ پارٹی میں بال کیوں کھلے چھوڑتی”
 ہوں۔۔۔۔۔ بیک لیس کی وجہ سے یہ نشان نہیں چھپ پاتا اسی

ظالم ہے زرقہ۔۔۔۔ میں نے اسکے ظلم کی انتہا دیکھی ہے۔۔۔۔۔
 اگر اس بار کوئی غلطی کی تو وہ مجھے نازندوں میں چھوڑے گا اور نا ہی
 مردوں میں “انا بولی تو زرقہ کو خود پر غصہ آیا

انا مجھے معاف کر دوں یہ سب میری وجہ سے ہوا۔۔۔۔۔ نا تو میں ”
 تمہیں بھائی سے ملواتی اور نا ہی یہ سب کچھ ہوتا۔۔۔۔۔ آئی ایم

“سوری انا
 NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جو ہو گیا اسے بھول جاؤ زرقہ۔۔۔۔۔ گزرا وقت واپس نہیں آئے ”
 گا۔۔۔۔۔ مگر میں اب کی بار دل سے اس رشتے کو ایک موقع دینا
 چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس شخص کے ہاتھ نجانے
 کتنے معصوموں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ میں اسے ایک
 موقع دینا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔ میں ایک بار اس رستم سے ملنا چاہتی ہوں
 اسے دیکھنا چاہتی ہوں جو وجدان کے مطابق دوسروں کی پرواہ کرتا

تھا۔۔۔۔۔ جسے دوسروں کے، دکھ درد اور تکلیف کا احساس تھا۔۔۔۔۔
 صرف ایک بار زرقہ “انا بولی تو زرقہ نے اسے زور سے گلے لگا لیا
 اللہ تمہیں کامیاب کرے انا“ زرقہ نے دعا دی”
 آمین “!! انا کا دل بولا”

انا فیصلہ کر چکی تھی کہ وہ رستم کو، اس رشتے کو خود ایک اور موقع دے گی۔۔۔۔۔ وہ
 جانتی تھی کہ وہ گزرا ہوئے کل کو بدل نہیں سکتی تھی مگر وہ آنے والا کل تو سنوار سکتی
 تھی۔۔۔۔۔ رستم نے جو گناہ کیے وہ اسکا ماضی تھا مگر اب وہ اسکے ساتھ ایک بہترین
 مستقبل گزارنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ وہ اپنے ساتھ ہوئی ہر زیادتی بھولنے کو تیار تھی
 شرط یہ کہ ایک روشن اور خوبصورت مستقبل انکا منتظر ہوں۔۔۔۔۔ انا کی
 پریگنینسی کو تین ماہ ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ رستم اسے کال کرتا مگر اس نے ابھی تک یہ
 بات رستم کو نہیں بتائی تھی۔۔۔۔۔ وہ رستم کو سامنے سے یہ بات بتانا چاہتی
 تھی۔۔۔۔۔ اسکے چہرے کے تاثرات دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔ رستم کے تاثرات
 کا سوچ کر ہی وہ مسکرا دی تھی۔۔۔۔۔ انا نے خوش رہنا سیکھ لیا تھا۔۔۔۔۔
 خوشیوں پر اسکا بھی تو حق تھا۔۔۔۔۔ انا آج چیک اپ کروانے ہاسپٹل آئی

تھی۔۔۔۔۔ آج اسے جنس کے بارے میں پتا چلنا تھا

مسز شیخ ”!! اسے کیبن میں بلایا گیا“

اس آگرل مسز شیخ ”ڈاکٹر مسکرا کر بولی تو انا بھی مسکرا دی“

”آپ کی فیملی تو کمپلیٹ ہو گئی مسز شیخ۔۔۔۔۔ پہلے بیٹا اور اب بیٹی“
 ڈاکٹر ہنسی تو انا بھی ہنس دی۔۔۔۔۔ وہ خوشی خوشی رپورٹس لیے باہر
 نکلی۔۔۔۔۔ اس بات سے بے خبر کہ کسی کی زیرک نگاہوں نے دور
 تک اسکا پیچھا کیا تھا۔۔۔۔۔

غازان یہاں مسز نثار انصاری کا ویلگی چیک اپ کروانے آیا تھا جب اسے انا کو وہاں دیکھ
 ٹھٹھکا۔۔۔۔۔ انا جس کیبن سے باہر نکلی تھی اسکا نام پڑھ کر غازان چونکا

وہ مسز نثار کو اسنکے ڈاکٹر کے پاس چھوڑ کر خود انا کی ڈاکٹر کے پاس گیا۔۔۔۔۔۔ اور
باتوں باتوں میں انہیں بتایا کہ وہ رستم کا دوست ہے

ویسے بھابھی کی کنڈیشن کیسی ہے؟ آئی مین وہ کافی ویک فیل کر رہی ہے
تھی پہلے “غازان ڈاکٹر سے بولا

جی مسز شیخ اب بالکل ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔ وہ آئی تھی آج چیک اپ کے
لیے “ڈاکٹر نے جواب دیا

اچھا کب؟ “غازان انجان بنا”

“ارے ابھی پانچ منٹ پہلے ہی نکلی ہے وہ”

اچھا! میں نے دیکھا نہیں،“ غازان نے اچھا پر زور دیا”

ویسے وہ کس لیے آئی تھی میسنز کے کوئی مسئلہ تو نہیں؟“ غازان لہجے”
میں فکر سموئے بولا

ارے نہیں نہیں وہ تو جاننا چاہتی تھی کہ بیٹا ہے یا بیٹی،“ ڈاکٹر نے”
غازان کے لیے چائے منگوائی

“اچھا تو پھر کیا ہے؟ اس بار تو میں پرنسز کا چاچو بننا چاہتا ہوں”
غازان ہنستے ہوئے بولا تو ڈاکٹر بھی ہنس دی

“پھر تو آپ لکی ہے مسٹر غازان کیونکہ مسنر شیخ کی اس بار بیٹی ہے”

مطلب؟ “غازان حیران ہوا”

ارے میرا مطلب کے مسز شیخ مسٹر شیخ کو اپنی پریکٹس کے بارے میں کب بتائے گی؟ مطلب کے کوئی ارادہ بھی ہے یا نہیں؟ “ڈاکٹر پھر سے ہنسی

وہ ڈاکٹر غازان، رستم، وجدان اور کاشان ان سب کی فیملیز کو اچھے سے جانتی تھی۔۔۔۔۔ اسی لیے انہوں نے غازان سے یہ بات سننے کی مگر وہ کیا کر چکی تھی انہیں خود بھی آئیڈیا نہیں تھا

ارے وہ تو بھابھی سرپرائز دینا چاہتی ہے نا۔۔۔۔۔ جیسے ہی رستم واپس آئے گا بھابھی بتادے گی اسے “غازان بھی ہنس کر بولا

اچھا چلے میں مام کے ساتھ آیا تھا تو سوچا سلام دعا ہی کر لو اب چلتا”
ہوں “غازان سلام کرتا وہاں سے باہر آگیا

رستم تمہیں تو ایسا سرپرائز ملے گا نا کہ یاد رکھو گے “غازان شیطانی”
مسکراہٹ مسکراتا وہاں سے چلا گیا



انازارون کو سلا کر پکن میں اپنے لیے چائے بنا رہی تھی جب اسے بیل کی آواز سنائی
دی۔۔۔۔۔ چائے پکتے چھوڑ کر وہ باہر گئی اور دروازہ کھولا جب اسے غازان سامنے
کھڑا نظر آیا جس کے ہاتھ میں پھولوں کا ایک بوکے تھا

السلام علیکم بھابھی “!! شرافت کا مظاہرہ کرتے اسنے بوکے انا کو تھمایا”

وعلیکم السلام بھائی۔۔۔۔ آئیے اندر آئیے “انا نے اسے راستہ دیا”

غازان کے ہاتھوں میں دو تین ٹوائز کا ایک بیگ تھا



“وہ بھابھی زارون کہا ہے؟”

وہ تو سویا ہوا ہے “انا نے جواب دیا”

اوہ اچھا!! چلے میں آج آیا تھا اس سے ملنے یہ کھلونے لایا تھا اسکے”

لیے “غازان فوراً بیگ آگے کیا

دیا تو غازان بیٹھ گیا

تھوڑی دیر میں انا چائے کے ساتھ کچھ سنیکس لیکر لاؤنج میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔
 غازان ادھر ادھر نظریں دوڑا رہا تھا جب انا نے چائے کے ساتھ باقی کے لوازمات
 سجائے

ارے بھابھی ان سب کی کیا ضرورت تھی؟ “غازان بولا”
 NEW ERA MAGAZINE.com
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے اتنا بھی کچھ نہیں ہے آپ لے تو سہی “انا نے جواب دیا”

بھابھی ایکسٹرا پلیٹ ملے گی؟ “غازان کی عادت تھی کہ وہ ہر شے”
 تھوڑی تھوڑی پلیٹ میں ڈال کر اپنے لیے علیحدہ سے ایک پوری پلیٹ
 بناتا تھا

جی شیور “!! انا مسکرا کر اپنی جگہ سے اٹھی اور کچن میں داخل ہوئی”

غازان کو یہی موقع ملا اور اس نے جیب سے نیند کی گولی نکال کر انا کی چائے میں ڈال دی اور خود پر سکون سا ہو کر بیٹھ گیا

انے پلٹے غازان کے سامنے رکھی اور خود چائے میں چینی ڈالے اسے مکس کرنے لگی۔۔۔۔۔ غازان کی ساری توجہ انا کے کپ کی جانب تھی۔۔۔۔۔ انا کے اسے دیکھنے پر وہ مسکرایا اور چائے کا کپ لبوں سے لگا لیا۔۔۔۔۔ یہ میڈیسن آہستہ آہستی کام کرتی تھی۔۔۔۔۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد غازان جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تو انا بھی کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ انا جو غازان کو دروازے تک چھوڑنے جا رہی تھی اسے ایک دم زور سے چکر آیا اور اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتی غازان نے اسے تھام لیا

بھابھی آپ ٹھیک ہے؟“ غازان مصنوعی فکر مندی سے بولا”

“ہاں بس ہلکا سا چکر آگیا تھا۔۔۔۔۔ مجھے لگتا ہے مجھے نیند آرہی ہے”
 غازان کو جھٹکتے انا زارون کے کمرے کی جانب بڑھی جب اسے ایک بار
 پھر سے چکر آیا

بھابھی۔۔۔۔۔ بھابھی رکے میں آپ کو لیجاتا ہوں“ انا غازان کی”
 باہوں میں جھول رہی تھی۔۔۔۔۔ اس میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ
 غازان کو پیچھے کر سکے۔۔۔۔۔ غازان انا کو ایک بیڈروم میں لایا اور اسے
 بیڈ پر لٹا دیا۔۔۔۔۔ یوں کے وہ اسکے اوپر پوری طرح جھکا ہوا تھا

انا کو لٹا کر وہ پیچھے ہٹا اور اسے دیکھ کر مسکرا دیا

تھینکیو انا۔۔۔۔۔ تم نے بہت مدد کی رستم سے میرا بدلا لینے میں “انا”
 کے گال کو ہولے سے چھوتا وہ کمرے سے باہر نکلا جہاں سامنے ہی
 رستم کا گارڈ کھڑا تھا

کام ہو گیا؟ “غازان نے اس سے پوچھا”



جی صاحب ہو گیا یہ لیجیے “اس نے موبائل غازان کی جانب بڑھائی”
 جس میں اسکی اور انا کی ڈفرینٹ اینگل سے تصویریں لی گئی تھی

ہمم۔۔۔۔۔ بہت خوب “غازان خوش ہوا”

وہ صاحب جی پیسے؟ “گارڈ للپائی نظروں سے بولا”

یہ لو۔۔۔۔ ابھی آدھے۔۔۔۔ باقی کے آدھے پورا کام ہو جانے کے ”
بعد“ غازان نے اسے انگلی اٹھائے تنبیہ کی

جی صاحب جی جیسا آپ کہے ”فورا نوٹوں کی گدی اس کے ہاتھ سے“
پکڑ کر وہ گارڈ بولا تو غازان شیطانی مسکراہٹ مسکراتے دروازہ عبور
کر گیا۔۔۔۔ جبکہ انا اس بات سے بے خبر تھی کہ اس پر کتنی بڑی قیامت
ٹوٹنے والی ہے۔۔۔۔۔

رستم کو سنگا پور آئے تین ماہ ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ اس نے ہر دن ہر لمحہ انا کو یاد کیا تھا
مگر یہاں کے مسائل نے اسے الجھا کر رکھ دیا تھا جو سلجھ نہیں رہے تھے۔۔۔۔۔ ان

معاملہ بہت حد تک سیٹ ہوا تھا تو وہ واپس جا رہا تھا اپنی بیوی۔۔۔۔ اپنی انا کے پاس
 اسکی پرسنل۔۔۔۔ یہ سوچ آتے ہی وہ مسکرا دیا

رستم جو اپنا لپ ٹاپ بند کرنے جا رہا تھا اچانک اسے ایک ای۔ میل موصول ہوئی رستم
 نے اسے کھولا تو اس میں ایٹیچڈ فائل میں موجود تصویریں دیکھ کر اسے اپنے نیچے سے
 زمین سرکتی محسوس ہوئی۔۔۔۔ اسکی بیوی کسی اور کے ساتھ۔۔۔۔ نا صرف
 اتنا بلکہ وہ اسکا دوست تھا۔۔۔۔ ساتھ ہی ایک اور ای۔ میل موصول ہوئی جس میں انا
 کی پریگننسی کی رپورٹ تھی۔۔۔۔ وہ ٹو منٹس پر گینٹ تھی۔۔۔۔

انا!!! وجدان “!!! ایک آنسو رستم کی آنکھ سے ٹوٹ کر داڑھی میں ”
 جذب ہو گیا

اسکا دوست اور اسکی بیوی اسکے پیٹھ پیچھے۔۔۔۔ یہی نہیں اور بھی بہت سی تصاویر

رستم گاڑی سے نکلا ہی تھا کہ انا فوراً بھاگ کر اسکے پاس پہنچی

السلام علیکم “!! انا مسکراتی بولی تو ایک پل کو رستم کی نگاہیں اسکے ”
 چہرے سے پلٹنا بھول گئی۔۔۔۔۔ آج وہ بہت زیادہ حسین لگ رہی
 تھی۔۔۔۔۔ اتنی جتنی اسے کبھی پہلے نہیں لگی تھی۔۔۔۔۔ رستم
 نے فوراً آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا تو انا شرمادی۔۔۔۔۔ مگر جیسے
 ہی رستم کو اسکی بے وفائی یاد آئی تو اسنے اپنی گرفت انا پر سخت
 کر دی۔۔۔۔۔ جس پر انا کراہ اٹھی

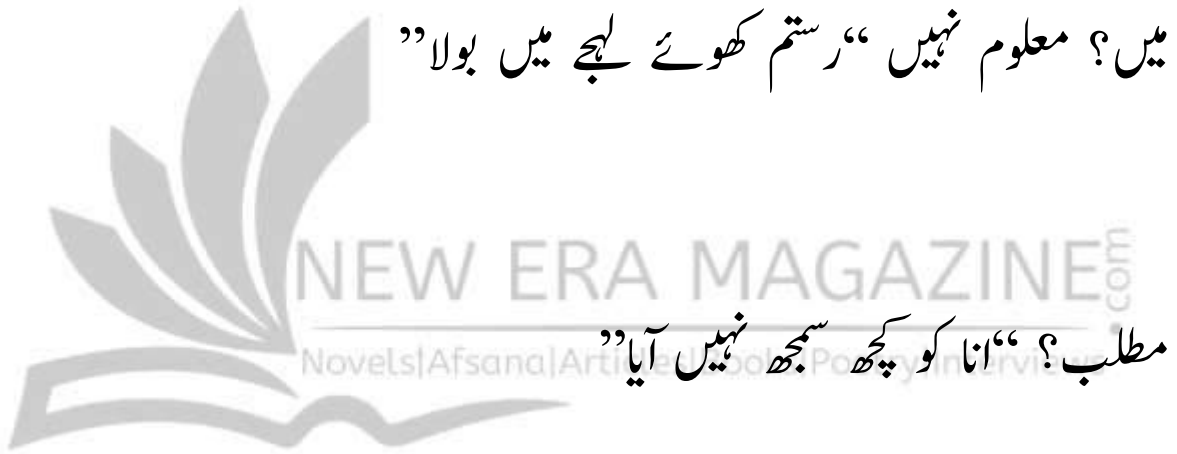
آہ۔۔۔۔۔ رستم “!! انا کی سسکی سنتے وہ زرا سا پیچھے ہٹا”

کیسی ہوں؟ “رستم نے دل پر پتھر رکھ کر سوال کیا۔۔۔۔۔ حالانکہ ”

اسکا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ کتنی خوش ہے

”میں ٹھیک۔۔۔۔ اور آپ؟“

میں؟ معلوم نہیں، ”رستم کھوئے لہجے میں بولا“



مطلب؟ ”انا کو کچھ سمجھ نہیں آیا“

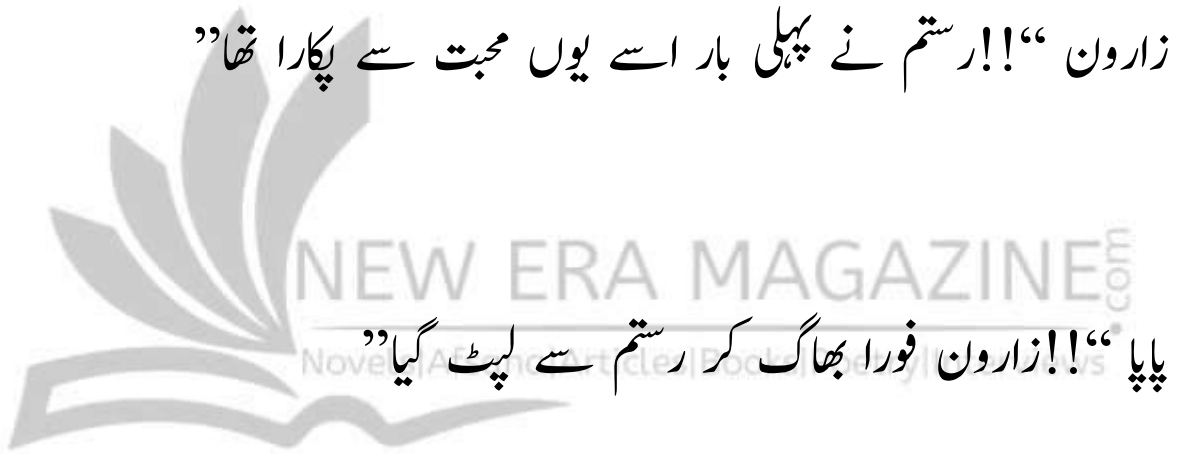
”مطلب تمہیں بہت مس کیا“

میں نے بھی ”انا دل میں بولی“

وہ دونوں ساتھ ساتھ اندر داخل ہوئے تھے جب بہادر خان بھی ان کے پیچھے داخل ہوا

رستم کی نظر سامنے صوفہ پر ٹٹی۔ وی دیکھتے زارون پر گئی۔۔

زارون “!! رستم نے پہلی بار اسے یوں محبت سے پکارا تھا”



پاپا “!! زارون فوراً بھاگ کر رستم سے لپٹ گیا”

حالانکہ زارون رستم سے اٹیچ نہیں تھا مگر اب انا چاہتی تھی کہ وہ رستم سے اٹیچ ہوں
اسی لیے اس نے زارون کو تلقین کی تھی کہ رستم کے آتے ہی وہ اسکے پاس جائے اور
اس سے ملے۔۔۔۔ جس پر زارون نے اچھے بچوں کی طرح سر اثبات میں ہلا دیا تھا

مائی بوائے “رستم نے اسے گلے لگایا تو انا مسکراہ دی۔۔۔۔۔۔ کاش”
وہ چار سال پہلے ایسی کوشش کر لیتی تو اب تک شاید حالات مختلف ہوتے

آپ فریش ہو کر آجائے کھانا تیار ہے “انا بولی تو رستم سر ہلا کر کمرے”
میں چلا گیا۔۔۔۔۔۔ فلحال وہ انا کو نہیں دیکھنا چاہتا تھا

وہ منہ تھپتھپاتا باہر نکلا تو سامنے کا منظر دیکھ کر آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔۔۔۔۔۔ وجدان
اور انا کسی بات پر ہنس رہے تھے جب وجدان نے انا کے کان میں کچھ کہاں تو انا نے ہنس
کر اسکے کندھے پر ہاتھ مارا۔۔۔۔۔۔ رستم ضبط کی کڑی منزل پر تھا۔۔۔۔۔۔ وہ ڈانگ
ہال میں آیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔ وجدان کو اسنے انور کیا

رستم کیسے ہوں؟ “اسکے سامنے والی سیٹ سنبھالتے وجدان نے پوچھا”

ٹھیک ”رستم نے سنجیدہ جواب دیا اور کھانا نکالا“

زر قہ، انا اور وجدان سب کو اسکا لہجہ عجیب لگا مگر یہ سمجھتے کہ شاید وہ تھک گیا ہے وہ
تینوں چپ رہے۔۔۔۔۔ زر قہ اور وجدان شام میں ہی گھر چلے گئے تھے اور زارون
سوچکا تھا۔۔۔ انا اس وقت اپنے اور رستم کے لیے کافی بنا رہی تھی جو خود ٹیرس پر
موجود سیگڑت پی رہا تھا

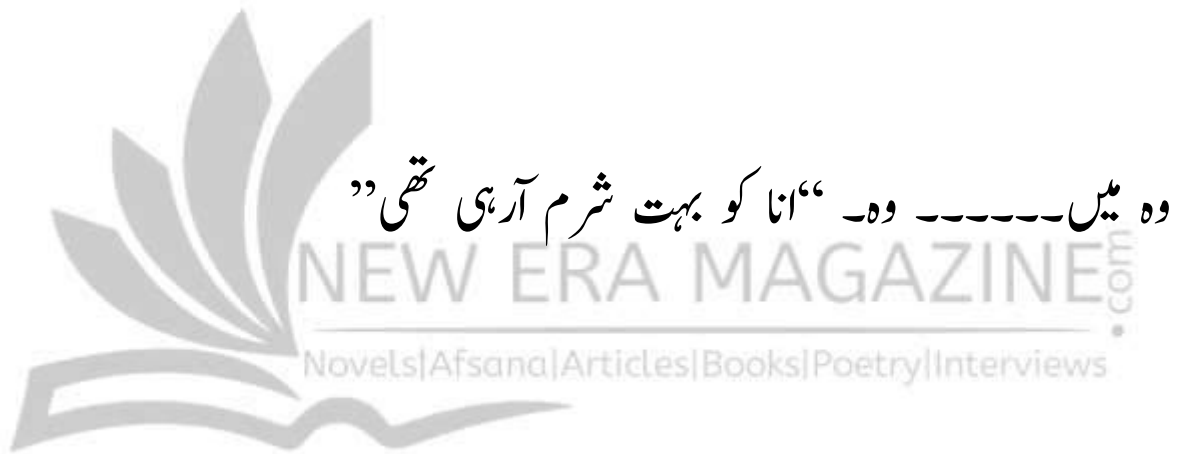
NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
کافی ”!! انا اسکے پاس آئی اور کافی ٹیبل پر رکھی“

وہ دونوں کچھ دیر خاموشی سے کافی پیتے رہے۔۔۔۔۔ خالی مگ واپس رکھ کر انا رستم
کی جانب مڑی

وہ رستم ”!! وہ مجھے کچھ کہنا ہے آپ سے“ انا انگلیاں مڑرتے بولی“

ہمم کہوں، ”رستم آسمان کو دیکھتے بولا“

او ہو میری طرف دیکھے نا، ”انا اسکا رخ اپنی جانب کیا“



وہ میں۔۔۔۔۔ وہ۔ ”انا کو بہت شرم آرہی تھی“

وہ میں مم۔۔۔۔۔ آپ پاپا بننے والے ہے رستم۔۔۔۔۔ آئی ایک ”
 پریگنٹ ”کہتے ہی انا اسکے ساتھ لپٹ گئی اور شرما کر اسکے سینے میں منہ
 چھپا لیا۔۔۔۔۔ جبکہ رستم کی آنکھوں سے دو موتی جھلک کر انا کے
 بالوں میں جذب ہو گئے

کچھ کہے گے نہیں؟ ”انا نے سینے میں منہ دیے پوچھا“

وہ۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ ایم ہیپی۔۔۔۔۔ سو مچ “رستم خود پر قابو پاتے”
 بولا تو انا مسکرا دی۔۔۔۔۔ جبکہ رستم کو وہ بیتے پل یاد آنے لگے جب
 اسکی ماں اسکے باپ کے لیے تڑپتی تھی جبکہ اسکا باپ اپنی راتیں غیر
 عورتوں کے ساتھ گزارتا تھا

تو کیا اسے بھی اسکی ماں کی طرح ایک بے وفا ہمسفر ملا تھا۔۔۔۔۔ وہ نجانے کس دنیا میں
 پہنچ گیا تھا جب انانے اسے ہلایا
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رستم آپ ٹھیک تو ہے نا؟ “انانے فکر مندی سے پوچھا”

“ہ۔۔۔ ہاں ٹھیک ہوں”

کیا ہوا ہے رستم کافی پریشان لگ رہے ہے آپ۔۔۔۔ اور آج تو”
آپ نے مجھے پرنسز بھی نہیں کہاں؟“ گویا ایک شکوہ کیا گیا تھا

ایسا کچھ نہیں ہے پرنسز“!! رستم نے سر نفی میں ہلایا اور اسکے ماتھے”
پر بوسہ دیا

تم جاؤ سو جاؤ مجھے کچھ کام ہے آفس کا تھوڑی دیر میں آتا ہوں“ اسکا”
گال سہلاتے وہ بولا تو انا خالی مگ اٹھائے نیچے چلی گئی جب رستم نے
ایک سرد سانس خارج کی اور دوبارہ آسمان کو تکتے لگا

رستم کمرے میں جانے کی بجائے گیسٹ روم میں چلا گیا تھا اور ساری کاروائی سوچنے لگا

کیا انا اور وجدان واقعی میں۔۔۔۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا وہ ایسی نہیں”

ہے،۔۔۔ میری پرنسز ایسی نہیں ہے اور وجی تو میرا سب سے اچھا
دوست ہے “رستم خود سے بولا

تو کیا تم اس بے وفا کو معاف کر دوں گے؟ “اسکے اندر سے آواز ابھری”



“کوئی غلط فہمی۔۔۔۔۔”

کیسی غلط فہمی؟ وہ تمہاری بیوی اور تمہارا دوست۔۔۔۔۔ کیا وہ
تصویریں جھوٹی تھی؟ اور پھر تمہارے دوست اور تمہاری بیوی کے
درمیان کے تعلقات۔۔۔۔۔ آج دیکھا نہیں تم نے “اس آواز نے ورغلا یا

وہ تو انا میری بیوی ہے نا؟ “رستم نے جواز پیش کیا”

تو کیا دوست کی بیوی سے اتنا قریب کوئی ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اس نے ”
 کبھی انا کو تمہاری بیوی نہیں مانا۔۔۔۔۔ اگر مانتا تو اسے بھا بھی
 بولتا۔۔۔۔۔ تمہارے باقی دوستوں کی طرح۔۔۔۔۔ مگر اس نے تو
 کبھی تمہاری بیوی کو بھا بھی نہیں مانا“، تصوری رستم نے رستم کو بھڑکایا

مگر کیا؟ ٹھیک ہے مت کہوں اسے کچھ۔۔۔۔۔ پال لینا اپنے بیوی کی ”
 کوکھ میں پلتے اس ناجائز وجود کو اپنا بچہ مان کر۔۔۔۔۔ تمہاری قسمت تو
 تمہاری ماں سے بھی زیادہ بری نکلی رستم شیخ“، وہ آواز اس پر ہنسی

تو میں کیا کروں؟“ رستم سر ہاتھوں میں دیے چلایا ”

اس بچے کو ختم کر دوں رستم۔۔۔۔۔ مار دوں اسے۔۔۔۔۔ اور انا ”
 کو ایسی عبرتناک سزا دینا کہ وہ مرنے کے بعد بھی یاد رکھے“ وہ سر آواز

رستم کے کان میں غرائی تو رستم کی آنکھیں لہولہان ہو گئی

یہ تم نے اچھا نہیں کیا انا“!!واز شیشے پر مارتے رستم دھاڑا”

اور تھوڑی ہی دور اپنے کمرے میں انا آج پہلی بار سکون کی نیند سوئی تھی کیونکہ اب
سب کچھ ٹھیک ہونے جا رہا تھا۔۔۔۔۔ مگر وقت کا کس کو علم۔۔۔۔۔



صبح انا کی آنکھ کھلی تو یہ جان کر اسے افسوس ہوا کہ رستم پہلے ہی آفس جا چکا
ہے۔۔۔۔۔ اسے برا لگا۔۔۔۔۔ مگر جب اسے رستم کی جانب سے میسج ملا تو دل
باغ باغ ہو گیا

رستم نے اسے شام تک تیار رہنے کو کہاں تھا کیونکہ وہ اسے ڈنر پر لیجا رہا تھا جبکہ زارون کو
زرقہ کی جانب بھیجنے کا کہاں تھا رستم نے

رستم کی فرمائش پر انانے زارون کو زرقہ کے گھر بھیج دیا تھا جبکہ خود وہ دل لگا کر تیار
ہونے لگ گئی تھی۔۔۔۔۔ سفید کلیوں والا فراک پہنے۔۔۔۔۔ ہونٹوں پر
لال لپسٹک اور لائزر لگائے وہ تیار تھی۔۔۔۔۔ بالوں کو اس نے ڈیڈ سٹریٹ کیا
ہوا تھا اور اب بس انتظار تھا تو رستم کا۔۔۔۔۔ جبھی اسے کار کا ہارن سنائی دیا
۔۔۔۔۔ وہ بھاگتی ہوئی باہر نکلی جب رستم نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے فرنٹ سیٹ کا
دروازہ اس کے لیے کھولا تو انان فوراً اندر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ گاڑی منزل کی طرف رواں
دواں تھی جبکہ کار میں چھائی گہری خاموشی۔۔۔۔۔ رستم گاہے بگاہے ان پر ایک
نظر ڈالتا جس کو محسوس کرتے انان مسکرا دیتی۔۔۔۔۔ وہ دونوں اب سی۔ویو پر پہنچ گئے
تھے۔۔۔۔۔ جب رستم اسے ایک قدرے سنسان جگہ لے آیا تھا

رستم۔۔۔۔۔ یہ ہم یہاں؟“ انان کو ڈر لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ جب رستم نے چٹکی ”

بجائی اور ساری جگہ روشنی میں نہاگئی۔۔۔۔۔ انا نے حیرت اور خوشی
سے اس جگہ کو دیکھا جسے فیری ٹیل لک دی گئی تھی

ہیپی برتھڈے پرنسز“ اس کے پیچھے سے گلے لگائے رستم بولا تو انا مسکرا“
دی



آپ کو یاد تھا؟“ انا نے حیرت سے پوچھا“

یہ بھی کوئی بھولنے والا دن تھا؟“ رستم بولا اور ساتھ ہی انا کا ہاتھ“
تھامے اسے ٹیبل کی جانب لایا جہاں پرنسز کیک سجا ہوا تھا۔۔۔۔۔
رستم نے اسکا ہاتھ تھاما اور انا کے ہاتھ سے کیک کاٹا۔۔۔۔۔ انا ابھی تک
وہ سب دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

کیسا لگا سرپرائز؟“ رستم نے آنچ دیتے لہجے میں پوچھا”

بہت خوبصورت“ انا ساری جگہ پر نظر گھمائے بولی”

ابھی ایک اور سرپرائز بھی باقی ہے“ رستم کا لہجہ سپاٹ تھا جسے انا”
نوٹ نہیں کر سکی



کیا؟“ انا نے شوق اور حیرت سے پوچھا”

وقت آنے پر پتہ چل جائے گا“ رستم نے جواب دیا اور اسے ٹیبل پر”

بٹھایا۔۔۔۔۔ اور اسے جوس سروو کیا

انا آس پاس کے نظاروں میں گم جو س پینے لگی”

رستم اسکا ٹیسٹ تھوڑا عجیب سا ہے “انا نے برا سا منہ بنایا”

“پرنسز ڈرامے مت کروں فوراً پیو تمہاری صحت کے لیے اچھا ہے”

رستم مصنوعی روعب جمائے بولا تو انا برے منہ بناتی وہ پی گئی

NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھوڑی ہی دیر میں کھانے سے فارغ ہو کر وہ دونوں ننگے پاؤں ریت پر چل رہے

تھے۔۔۔ جب رستم اچانک انا کے سامنے رکا اور اپنا ہاتھ اسکے سامنے پھیلا یا۔۔۔۔۔

انانے آبرو اچکائے اسے دیکھا اور پھر اسکے ہاتھ میں اپنا ہاتھ تھما دیا۔۔۔۔۔ رستم کے

دوبارہ چٹکی بجانے میں ہلکا ہلکا میوزیک بجنے لگا جبکہ رستم انا کو ساتھ لیے ڈانس کرنے

لگا۔۔۔۔۔ انا نے بھی رستم کے شانے پر اپنا سر ٹکا دیا۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر گزری تھی

جب انا کو اپنے پیٹ میں تکلیف محسوس ہوئی جسے انا نے اگنور کر دیا۔۔۔۔۔ مگر

تکلیف بڑھنے لگی تو انا چلا اٹھی اور رستم کو کس کر پکڑ لیا

رستم۔۔۔۔۔ رستم۔۔۔۔۔ آہ۔۔۔۔۔!! وہ زور سے چلائی جبکہ رستم نے اسے ”
کسی اچھوت کی طرح خود سے پرے دھکیلا جس پر انا مٹی پر
جاگری۔۔۔۔۔ تکلیف شدت اختیار کر چکی اور بہت جلد آس پاس کی
زمین سرخ ہونے لگی۔۔۔۔۔ رستم بنا کسی تاثر کے اسے دیکھتا رہا

NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انہ نے اسکی جانب بڑھنا چاہا تو رستم نے قدم پیچھے کو لیے۔۔۔۔۔

رستم ”!!! پیٹ پر ہاتھ رکھے اس نے حیرانگی سے اسے دیکھا جو ”
آنکھوں میں نفرت اور سب کچھ راہ کر دینے کا جنوں لیے کھڑا تھا

رستم۔۔۔۔۔ م۔۔۔۔۔ میرا بچہ ” ایک ہچکی اسکے منہ سے نکلی۔۔۔۔۔ اسکا ”

سفید کلیوں والا فراک لال ہو چکا تھا۔۔۔۔ اس کے جسم کا نچلا حصہ خون سے
 بھر چکا تھا۔۔۔۔ پیٹ میں درد کی لہر دوڑ اٹھی تھی۔۔۔۔ اپنے پیٹ پر
 ہاتھ رکھے اس نے دھندلی آنکھیں لیے اس ستم گر کو دیکھا جو سرد نگاہوں
 سے اس کے بے جان ہوتے وجود کو دیکھ رہا تھا

”رستم۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔۔ ہمارا بچہ۔۔۔۔ بب۔۔۔۔ بچالو اسے“
 اس کے پیروں میں گرمی وہ تڑپ رہی تھی۔۔۔۔ سسک رہی تھی مگر وہ تو
 مانوں پتھر ہو چکا تھا۔۔۔۔

تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا پرنس ”اس کے خون میں بھگتے وجود کو“
 دیکھ کر وہ بولا

ہم۔۔۔۔ ہمارا بچہ رستم۔۔۔۔ مر۔۔۔۔ مر جائے گا ”وہ سسکی“

میں بھی یہی چاہتا ہوں۔۔۔ تمہارے پیٹ میں پلتا یہ ناجائز وجود ختم”
 ہو جائے۔۔۔ بہت محبت ہے نا تمہیں اس بچے سے۔۔۔ ختم کر دیا
 میں نے اسے "سرد لہجہ اسکے ہوش اڑانے کو کافی تھا۔۔۔ مگر وہ کچھ
 نہیں کر سکی اور دھیرے دھیرے موت کی وادی کی جانب چل دی

م۔۔۔ میں۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ مر جائے گے "وہ نیند میں جانے سے"
 پہلے بڑبڑائی
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں پرنس میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔۔ تم محبت ہوں"
 میری۔۔۔ مگر تمہیں سزا ضرور ملے گی۔۔۔ مجھے دھوکا دینے
 کی۔۔۔ میرے پیار کو ٹھکڑانے کی۔۔۔ میری دسترس میں ہوتے ہوئے
 کسی اور کی سچ سجانے کی۔۔۔ تمہیں سزا ضرور ملے گی "اسکا وجود

باہوں میں بھرے ماتھا محبت سے چومتے اسنے کسی قیمتی شے کی طرح
اسے اپنی باہوں میں اٹھا لیا اور گاڑی کی جانب چل دیا۔

ہو اسپتال لیجانے تک انا کی حالت بہت زیادہ خراب ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ نرسز نے انا کو
فور اسٹریچر پر لٹایا جبکہ وہ حیرت سے رستم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ ایک وقت تھا
جب اس انسان نے اپنی بیوی کی خاطر پورے ہسپتال کو ہلا کر رکھ دیا اور آج اسکے چہرے
پر کوئی ڈر، کوئی خوف نہیں تھا۔۔۔۔۔

ڈاکٹر میری بیوی کو کیا ہوا ہے؟“ رستم نے نارمل لہجے میں پوچھا

پہلے آپ مجھے یہ بتائیے مسٹر شیخ جب بچہ چاہیے ہی نہیں ہوتا تو اسے

دنیا میں کیوں لاتے ہوں؟ “ڈاکٹر اس پر برسی

مطلب میں سمجھا نہیں؟ “رستم نے انجانب بننے کی فل اداکاری کی”

مسٹر شیخ آپکی وائف نے کوکھ میں ہی بچہ ختم کرنے کی میڈیسن لی”
 ہے۔۔۔۔۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ کتنی خطرناک ہوتی ہے “ڈاکٹر
 چلائی تو رستم نے سرد سانس خارج کی

میری وائف تو بچ جائے گی نا ڈاکٹر؟ “رستم نے آرام سے پوچھا”

اللہ بہتے کرے گا “ڈاکٹر نے کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا”

ڈاکٹر ”!! رستم نے اسے پکارا“

جی؟ ”ڈاکٹر نے مڑ کر پوچھا“

مجھے اس بچے کے ساتھ اپنا ڈی۔این۔اے ٹیسٹ کروانا ہے، ”رستم بولا“
تو ڈاکٹر کی آنکھیں پھیل گئیں وہ رستم کی بات کا مطلب بخوبی سمجھ رہی
تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی ٹھیک، ”ہلکی آواز میں جواب دیتی وہ وہاں سے چلی گئی تھی“

انا کو تو بچالیا گیا تھا مگر اسکا بچہ نہیں بچ سکا۔۔۔۔۔ رستم نے کوئی گنجائش ہی نہیں
 چھوڑی تھی۔۔۔۔۔ انا بھی تک انڈرا بزر و لیشن تھی۔۔۔۔۔ جبکہ دوسری
 جانب ایک قیامت رستم کی منتظر تھی

مسٹر شیخ ڈی۔ این۔ اے رپورٹ اسپکی ہے “ڈاکٹر سانس خارج کیے بولی”



اچھا اور رپورٹ کیا کہتی ہے؟ “رستم ہکا سا مسکرایا”
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈی۔ این۔ اے میچ کرتا ہے۔۔۔۔۔ وہ آپ کا ہی بے بی تھا “ڈاکٹر کے”
 جواب پر رستم کی آنکھیں پھیل گئی۔۔۔۔۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ “رستم دھاڑا تو ڈاکٹر نے رپورٹ اسکے سامنے رکھ”

دی

یہ کیا کر دیا اس نے؟ خود اپنے ہاتھوں سے اپنا گھر برباد کر دیا۔۔۔۔۔ اپنے بچے کو مار
 دیا۔۔۔۔۔ اپنی بیوی کو۔۔۔۔۔ اپنی محبت کو موت کے منہ میں دھکیل
 دیا۔۔۔۔۔ آج رستم شیخ نے بے بسی کی اصل انتہا کو محسوس کیا تھا۔۔۔۔۔
 وہ سب کچھ کھو چکا تھا۔۔۔۔۔ سب کچھ

ہاتھ میں رپورٹ لیے رستم خاموش سا ہسپتال سے باہر نکلا اور اسے آس پاس کا کوئی
 ہوش نہیں تھا۔۔۔۔۔ وہ یونہی اپنے خیالوں میں قدم اٹھا رہا تھا جب وہ گاڑی سے ٹکڑا یا

رستم “!!! زرقہ اور وجدان جنہیں بہادر خان نے کال کر انا کے ”
 بارے میں بتایا تھا تو وہ دونوں اس سے ملنے آئے تھے۔۔۔۔۔ ان کے
 ساتھ ہی بیک سیٹ زارون بھی تھا

رستم بے دھیانی میں چلتا وجدان کی کار کے ساتھ ٹکڑا گیا

رستم۔۔۔۔۔ رستم کیا ہوا ہے؟ “وجدان نے اسے ہلایا”

میں نے۔۔۔۔۔ میں نے سب کچھ ختم کر دیا وجی۔۔۔۔۔ سب”

کچھ “آج کتنے سالوں بعد اسے وجدان کو وجی پکارا تھا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رستم ہوا کیا ہے؟ “اسکی یہ حالت وجدان کو تکلیف دے رہی”

تھی۔۔۔۔۔ مگر رستم کچھ نہیں بولا اور اسکے گلے لگ گیا

زرقہ تم زارون کو لیکر جاؤ میں اور رستم ابھی آتے ہیں “وجدان نے”

اسے کہاں تو وہ سرہلاتی زارون کو گود میں اٹھائے اندر بڑھ گئی

پاپا کو کیا ہوا؟ “زارون نے ہلکی آواز میں پوچھا”

کچھ نہیں میری جان “زرقہ اسکے بال سہلاتے بولی جبکہ زارون اس”
سے مزید لپٹ گیا۔۔۔۔۔ اسے نیند آرہی تھی



رستم اور وجدان اس وقت آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ یہ ایک گارڈن تھا جہاں
فلحال ان کے علاوہ کوئی نہیں

کیا ہوا ہے؟ “وجدان نے اس سے سوال کیا تو رستم نے رپورٹ”
وجدان کی طرف بڑھا دی

یہ کیا ہے؟ “وجدان چونکا”

میں نامردانگی کا ثبوت “رستم بے لچک لہجے میں بولا”

مطلب؟ “وجدان کو کچھ سمجھ نہیں آیا تو اب کی بار رستم نے اپنا”
موبائل نکالا اور گیلری میں سے کچھ تصویریں نکال کر اسے دکھائی



وجدان تو وہ تصویریں دیکھ کر چونک گیا۔۔۔۔۔

رستم یہ۔۔۔۔۔ رستم یہ جھوٹ ہے۔۔۔۔۔ سچ نہیں یقین کر”
میرا۔۔۔۔۔ مطلب یہ۔۔۔۔۔ یہ پکاسی کی کوئی سازش
ہے۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ یہ اتنی گھٹیا تصویریں؟۔۔۔۔۔ تیرے
پاس کہاں سے آئی؟ “وجدان تو سن تھا

تم زلیل کینے انسان۔۔۔۔ بہن مانا ہے میں نے اسے۔۔۔۔”
 بہن۔۔۔۔ اور تو؟۔۔۔۔ مجھے لگا تو اپنے باپ جیسا نہیں
 ہوگا۔۔۔۔ مگر تو تو ان سے بھی زیادہ گھٹیا اور گرا ہوا نکلا۔۔۔۔
 اپنے ہی خون۔۔۔۔ تف ہے تجھ پر رستم۔۔۔۔ کیا تیرا دماغ کام
 نہیں کرتا۔۔۔۔ کیا تو نے ایک بار بھی تصدیق کروانے کی کوشش
 نہیں کی؟ کیا یہ تھی تیری محبت؟ کیوں رستم شیخ کیوں“!!!! اسکے کالر
 کو دبوچے وجدان غرایا جبکہ رستم خاموش رہا۔۔۔۔ وجدان نے رستم کو
 زور سے دھکا دیا

NEW ERA MAGAZINE.COM
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے صرف ایک جواب چاہیے رستم شیخ۔۔۔۔ صرف ایک”
 جواب۔۔۔۔۔۔ دوسروں کو انصاف دلانے والا رستم شیخ اپنی ہی بیوی
 کے ساتھ اتنی نا انصافی کیسے کر سکتا ہے؟“ وجدان نے زمین پر گرے
 رستم کے سامنے بیٹھے رستم سے پوچھا

تم نے مجھے توڑ دیا رستم شیخ۔۔۔۔۔ تم نے دوستی اور محبت دونوں ”
 کو داغدار کر دیا۔۔۔۔۔ کیوں؟“ رستم کچھ نہیں بولا۔۔۔۔۔
 آنسوؤں آنکھوں سے بہتے چلے جا رہے تھے

دوبارہ کبھی میرے سامنے مت آنا رستم شیخ۔۔۔۔۔ مجھے نفرت ہے ”
 تم سے“ وجدان پھنکارتا وہاں سے چلا گیا

NEW ERA MAGAZINE.COM
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 آج رستم حقیقت میں خالی ہاتھ رہ گیا۔۔۔۔۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ڈبڈباتی نظروں سے
 وجدان کی پشت کو گھورا

مجھے ڈر تھا۔۔۔۔۔ ڈر تھا کہ کہی میں بھی ماما کی طرح خالی ہاتھ نہ
 رہ جاؤ۔۔۔۔۔ ماما نے بھی تو کی تھی ڈیڈ سے محبت۔۔۔۔۔ کیا ملا
 انہیں؟ کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔ اور میں خالی ہاتھ نہیں رہنا چاہتا

تھا۔۔۔۔۔ کبھی نہیں، ”رستم چیخا چلایا مگر اب کی بار سننے والا کوئی
نہیں تھا

انا“!!!!!! زمین پر گھٹنوں کے بل گرتا وہ چلا اٹھا”

آ!!!!!!!!!!!!!!“!!!!!! رستم نے اپنے بال نوچنا شروع کر دیے تھے”

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگر۔۔۔۔۔ اگر انا نے مجھے چھوڑ دیا؟“ رستم کے اندر خوف پھیلا”

ن۔۔۔۔۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا میں اسے دور نہیں جانے دوں”
!!!!!! گا۔۔۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔۔۔ میں، میں مرجاؤں گا۔۔۔۔۔ نہیں
تم نہیں جاؤ گی۔۔۔۔۔ انا!!!!!!“ وہ دھاڑے مار مار رو رہا تھا مگر اس بار
سب نے اسکے ساتھ چھوڑ دیا تھا

اسکے اندر کی آواز بھی آج کہی کھو گئی تھی۔۔۔۔۔ یوں جیسے وہ کبھی ہوں ہی
 نا۔۔۔۔۔ رستم شیخ خود کو آج مکمل طور پر برباد کر چکا تھا



جہاں کسی کی زندگی برباد ہو چکی تھی وہی کوئی اور بھی تھا جو اپنی فتح کا جشن منا رہا تھا

ویسے مان گیا میں آپ کو کیا دماغ پایا ہے آپ نے “غازان وائے پیتے”
 بولا تو نوید شیخ ہنس دیے

ویسے تمہارے اس بھائی کا کیا حال ہے؟ “نوید شیخ نے غازان سے”

آبرو اچکائے پوچھا

ہا ہا ہا ہا۔۔۔۔۔ وہ؟ اسکی تو بات ہی مت کرے۔۔۔۔۔ سالا مجنوں بنا”
 پھر رہا ہے۔۔۔۔۔ بلڈی ایڈیٹ۔۔۔۔۔ مطلب کے کوئی اتنا بے وقوف
 کیسے ہو سکتا ہے؟ میں تو سوچ رہا ہوں کہ اب وہ وجدان کو کیا سزا
 دے گا۔۔۔۔۔ بیچارا وجدان بیچ میں پھنس گیا تھا۔۔۔۔۔ ویسے کیا ہو جاتا اگر
 رستم ان تصویروں پر یقین کرنے سے پہلے ایک بات تفتیش
 کروالیتا۔۔۔۔۔“غازان ہنسا تو نوید شیخ بھی ہنس دیے

اچانک انکی ہنسی تھمی اور آنکھیں لال ہو گئی۔۔۔۔۔ جن میں نفرت ابھرنا شروع ہو گئی
 تھی

وہ کمینہ۔۔۔۔۔ مجھ سے مقابلہ کرنے چلا تھا۔۔۔۔۔ اپنے باپ”
 سے۔۔۔۔۔ اسکی ہمت کیسے ہوئی۔۔۔۔۔ اسے کیا لگا تھا کہ میں اسے

ایسے ہی جانے دوں گا۔۔۔۔۔ نہیں ہر گز نہیں۔۔۔۔۔ وہ جانتا نہیں
 کہ نوید شیخ کیا شہ ہے، ”وہ غصے سے پھنکارے جبکہ غازان ہونٹوں پر
 مکروہ مسکراہٹ سجائے انہیں دیکھ رہا تھا

تم نے تو اسے کہی کا نہیں چھوڑا غازان۔۔۔۔۔ ویل ڈن۔۔۔ اور ”
 اس بے وقوف کو دیکھو۔۔۔۔۔ تم نے وجدان اور انا کی تصویروں کو کیسے
 جوڑا ہے۔۔۔۔۔ لگتا ہی نہیں کہ تصویریں جعلی تھی، ”نوید شیخ نے اسے
 شہابی دی

کہی کا تو میں تجھے بھی نہیں چھوڑو گا بڑھے۔۔۔۔۔ بس ایک بار یہ ”
 ”سب کچھ میرے ہاتھ لگ جائے۔۔۔۔۔ دیکھ کیا حال کرتا ہوں تیرا
 غازان نے نفرت سے سوچا

ویل اب میں جا رہا ہوں۔۔۔۔۔ آخر کو مشکل وقت میں دوست کے ”
ساتھ ہونا چاہیے“ غازان خالی گلاس ٹیبل پر رکھے وہاں سے چلا
گیا۔۔۔۔۔ جبکہ نوید شیخ آگے کا سوچنے لگے

ہم اب کسی ناکسی طریقے سے اس زارون کو راستے سے ہٹانا”
ہوگا۔۔۔۔۔ وہ تاشہ تو کسی کام کی نہیں تھی ”تاشہ کا نام سنتے ہی ان
کے منہ یوں ہو گیا جیسے کڑوے بادام کھالیے ہوں

نوید شیخ شروع سے ہی اپنا حکم چلانے والوں میں سے تھے اور اب یوں رستم کو اپنی جگہ
لیتے دیکھنا انہیں کسی طور بھی گوارا نہیں تھا۔۔۔۔۔ اور پھر جب انہوں نے رستم کے
لیے تاشہ کا پاگل پن اور جنون دیکھا تو ان کے دماغ میں ایک آئیڈیا آیا

تاشہ انا سے بہت زیادہ خوبصورت تھی۔۔۔۔۔ اور نوید شیخ۔۔۔۔۔ تاشہ کا سراپا انہیں

رستم تھکے ہارے قدموں سے ہسپتال میں داخل ہوا۔۔۔۔۔ وہ وجدان اور زرقہ کی
جانب بڑھا مگر وجدان کی کاٹ دارں نظریں دیکھ کر وہ وہی رک گیا اور رخ موڑ
گیا۔۔۔۔۔ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے اس نے آنکھیں بند کی ہوئی تھی جب غازان
اسکے سامنے آکھڑا ہوا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رستم میرے دوست “!! رستم نے آنکھیں کھولے اسے دیکھا”

بہت افسوس ہوا تمہاری بیوی اور بچے کا سن کر۔۔۔۔۔ ویسے اب
بھابھی کیسی ہے؟ “غازان نے فکر مند لہجے میں پوچھا

معلوم نہیں، ”رستم کا سر نفی میں ہلا“

میں نے کہا تھا ناکہ ایک وقت آئے گا جب میں تمہارے الفاظ ”
تمہیں واپس لٹاؤں گا“ غازان ہلکی مسکراہٹ سے بولا تو اب کی بار
رستم پوری طرح اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔۔۔۔ غازان کی مسکراہٹ
کچھ اور ہی داستان بنا رہی تھی۔۔۔۔۔۔ رستم کے دماغ میں کچھ کلک



غازان کو ایک طرف کیے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔۔ اسے جاتے
دیکھ کر وجدان نے غصے اور نفرت سے سر جھٹکا۔۔۔۔۔۔ غازان بھی اسکے یوں جاتے
دیکھ کر چونکا، مگر خیر اسکی حالت سے غازان کو اپنے اندر ڈھیروں سکون اترتا محسوس ہوا
تھا۔۔۔۔۔۔ مگر سامنے کھڑے وجدان کو سہی سلامت دیکھ کر وہ تھوڑا سا چونکا

غازان نے اپنی اور انا کی لی گئی تصویروں میں بہت ہوشیاری سے اپنی جگہ وجدان کا چہرہ لگا دیا تھا۔۔۔۔ تاکہ اس پر کوئی شک نہیں کرے۔۔۔۔ اس سے غازان کا بدلانا صرف پورا ہوتا بلکہ رستم بھی سب کچھ ہار جاتا۔۔۔۔ اس کے پاس کچھ نہیں رہتا۔۔۔۔

نادوست اور ناہی محبت

لگتا اسے بعد میں سزا دے گا۔۔۔ ابھی تو بیچارہ کو بچے کا غم لگا ہوا ہے۔۔۔ غازان ہنسی چھپاتے غمزہ چہرہ لیے وجدان کے پاس جا کھڑا ہوا اور تسلی دینے کو اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا

ہیلو بہادر خان کہاں ہوں؟“ رستم نے گاڑی ڈرائیو کرتے اسے کال کی

ماسٹر میں گھر پر “بہادر خان اپنے سامنے دو سال کے بیٹے کو کھیلتے”
دیکھ کر بولا

ہمم۔۔۔۔ ابھی ولا آؤ، “رستم بے لچک لہجے میں بولا”

ماسٹر سب ٹھیک ہے؟ ملکہ تو ٹھیک ہے نا؟ وہ بچ گئی؟ “بہادر خان”
نے سوال کیا

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں سب کچھ ٹھیک ہونے والا ہے۔۔۔۔۔ تم ایسا کروں۔۔۔۔۔ جو”
تصویریں ملکہ کی تمہارے پاس ان کی انفارمیشن نکلاؤ۔۔۔۔۔ چیک
کروں وہ اصلی ہے بھی یا نہیں۔۔۔۔۔ اور تمہارے پاس صرف دو گھنٹے
ہیں “رستم دھیمے مگر سخت لہجے میں بولا

جو حکم ماسٹر، کمال رکھتے ہی بہادر خان زور سے ہنسنے لگا۔۔۔۔۔ اسے ”
ہنستے دیکھ کر اسکا بیٹا بھی تالیاں بجانے لگا

تو تمہارا انجام قریب ہے نوید شیخ۔۔۔۔۔ اب تم نہیں بچو گے۔۔۔۔۔“
تمہاری اپنی اولاد تمہارے گلے کا طوق بن جائے گی“ بہادر خان پر اسرار
مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولا



رستم کب سے ادھر ادھر چکر لگا رہا تھا جب آخر کار بہادر خان اسے وہاں آتے دکھائی
دیا۔۔۔۔۔

“!! بہادر خان”

”!! ماسٹر“

کیا بنا؟ ”رستم نے بے چینی سے پوچھا“

آپ خود دیکھ لیجیے ”بہادر خان انویپ رستم کی جانب بڑھاتے بولا“



رستم نے کانپتے ہاتھوں سے انویپ کھولا اور اس میں موجود تصاویر دیکھ کر رستم کا حال

برا ہو گیا

اور ماسٹر یہ ویڈیو بھی ”بہادر خان نے رستم کو موبائل تھمایا۔۔۔۔۔“

اس میں موجود ویڈیو دیکھ کر رستم کا مارے غصے کے برا حال ہو گیا

“!!جی ماسٹر”

بہادر خان تاشہ انصاری اور نوید شیخ کے خوبصورت پلوں کی تمام”
تصاویر سوشل میڈیا پر اپلوڈ کردوں۔۔۔۔۔ کل تک یہ تصویریں
ہیڈلائن بن جانی چاہیے اور ہاں۔۔۔۔۔ نوید شیخ کے تمام غلط کاموں کی
فہرست وائرل کردوں۔۔۔۔۔ کل تک مجھے وہ انسان ہتھکڑی لگا
چاہیے۔۔۔۔۔

جو حکم ماسٹر “!!بہادر خان مسکرا کر وہاں سے چلا گیا”

تم دراز رسی کو اللہ کھینچ چکا ہے نوید شیخ “بہادر خان بڑبڑاتے ہوئے”
اپنی گاڑی کی جانب بڑھا

مگر وہ بھول گیا تھا کہ ہر انسان کا دامن میلا ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔ وہ ڈاکٹر کنول کو بھول
 گیا تھا۔۔۔۔۔۔ شاید اللہ نے اسکی رسی بھی اسی لیے دراز رکھی تھی کہ اسے عقل
 آجائے۔۔۔۔۔۔ وہ توبہ کر لے۔۔۔۔۔۔ مگر جن کے دلوں پر مہر اور آنکھوں پر
 پٹی بندھی ہوں انہیں کبھی عقل نہیں آتی



انا کی آنکھیں کھلی تو وہ بہت دیر تک چھت کو گھورتی رہی۔۔۔۔۔۔ اسے بیتے پل یاد آنے
 لگے۔۔۔۔۔۔ جب اسکا ہاتھ اپنے پیٹ پر گیا۔۔۔۔۔۔ مگر اب وہ وہاں کچھ محسوس
 نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔۔ وہاں کوئی زندگی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔ انا کی آنکھوں میں
 پانی جمع ہونا شروع ہو گیا۔۔۔۔۔۔ ایک سسکی اسکے منہ سے نکلی

کچھ بھول کر آگے بڑھی تھی زرقہ۔۔۔۔۔۔ سب کچھ بھلا کر اسکی
 جانب ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔۔۔۔ اپنے ماما پاپا۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر کنول یہاں
 تک کے عامر کو بھی "چار سال پہلے انا نے ایک دن رستم کو بہادر خان
 سے بات کرتے سنا تھا جب اسے معلوم ہوا کہ عامر بھی مرچکا ہے اور
 اس دن انا کی آخری امید بھی ختم ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔ اسی لیے وہ رستم
 کی جانب بڑھی



تمہارا بھائی اس قابل نہیں زرقہ کہ اسے ایک موقع دیا"
 جائے۔۔۔۔۔۔ اپنی محرومیوں کا بدلا اسنے میری ذات کو ریزہ ریزہ
 کر کے لیا ہے۔۔۔۔۔۔ اپنی خوشیوں کا سودا میری خوشیاں چھین کر کیا
 ہے اس نے زرقہ۔۔۔۔۔۔ سب کچھ تباہ کر دیا اس نے سب
 کچھ۔۔۔۔۔۔ ایک بار۔۔۔۔۔۔ ایک بار تو پوچھتا مجھ سے۔۔۔۔۔۔
 صرف ایک بار۔۔۔۔۔۔ مگر اس نے تو مجھے میری ہی نظروں میں
 گرا دیا۔۔۔۔۔۔ ہر بار کی طرح ایک بار پھر میں بدکردار ٹھہرائی

گئی۔۔۔۔۔ مجھے داغدار کر دیا اسنے۔۔۔۔۔ سب کچھ ختم کر دیا
 زرقہ۔۔۔۔۔ سب کچھ “زرقہ تو انا کو کچھ بھی کہہ نہیں سکی آج تو
 اسکے پاس انا کو تسلی دینے کو بھی کچھ نہیں تھا۔۔۔۔۔ کوئی ایک
 لفظ۔۔۔۔۔ ایک حرف نہیں۔۔۔۔۔

نئی صبح کا سورج طلوع ہو چکا تھا اور یہ نئی صبح آج سب کی زندگیاں کیسے بدلنے والی تھی ہر
 کوئی اس سے لاعلم تھا۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
 Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews
 انا یہ تم کیا کر رہی ہوں؟ “زرقہ جو اسکا ناشتہ لیکر اندر داخل ہوئی”
 تھی انا کو گھر کے کپڑوں میں دیکھ کر حیران رہ گئی

جانے کی تیاری “!! انا اپنا سامان سمیٹتے ہوئی”

اسکی حالت ٹھیک نہیں تھی، چلنے میں دشواری آرہی تھی مگر وہ کوشش کر رہی تھی

کہاں گیا کہ ازکاناشتہ چھوٹ گیا اور انہوں نے فورالائونج میں داخل ہو کر ٹی۔وی آن
کیا۔۔۔۔۔ نیوز چینل پر جاتے ہی جو خبر انہوں نے دیکھی۔۔۔۔۔ اس سے انہیں
چار سو چالیس والٹ کا جھٹکا لگا تھا

انکی آنکھوں میں نمی گھل گئی۔۔۔۔۔ انہیں نفرت ہونے لگی خود، اپنے آپ
سے۔۔۔۔۔ یہ وہ شخص تھا جس سے کبھی انہوں نے محبت کی تھی۔۔۔۔۔ کہ ایک
وقت ایسا تھا جب انہوں نے اس شخص کی محبت میں صحیح غلط کے ہر فرق کو مٹا دیا تھا
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نوید شیخ بھی ہمدہ بیگم کے پیچھے پیچھے لائونج میں داخل ہوئے اور ٹی۔وی دیکھ کر انکی
حالت بہت بری ہو گئی تھی

ان کے تمام وہ کارنامے جو رات کے اندھیرے میں بدنامی کے ڈر سے چھپ کر کیا
کرتے تھے۔۔۔۔۔ وہ یوں دن کے اجالے میں پوری دنیا کے سامنے آگئے

رستم اپنے آفس میں بیٹھامزے سے نیوز دیکھ رہا تھا۔ اسکے ہونٹوں پر ہلکی سی
مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔

میں نے کہاں تھا نا پرنسز کہ میں سب ٹھیک کردوں گا۔۔۔۔۔ ہر
اس انسان کو سزا ملے گی جس نے ہمارے رشتے کو برباد کرنا
چاہا۔۔۔۔۔ اور اگلی باری تمہاری ہے غازان انصاری، رستم شیخ خود
سے بولا

مگر وہ یہ بھول ہی گیا تھا کہ باقی سب نے تو اسکے رشتے کو برباد کیا تھا مگر اس نے تو خود
اپنی محبت کو برباد کر دیا تھا۔۔۔۔۔ مگر اسے اس بات کا کوئی احساس نہیں
تھا۔۔۔۔۔ رستم شیخ کے نزدیک وہ بہک گیا تھا اسی لیے یہ غلطی۔۔۔۔۔ ہاں

غلطی۔۔۔۔۔ وہ غلطی نہیں گناہ تھا۔۔۔ مگر رستم کے نزدیک ایک غلطی ہی
 تھی۔۔۔۔۔ رستم شیخ نے صحیح کہا تھا ہر انسان کو اسکے کیے کی سزا ملے گی اور ان سب
 میں رستم شیخ سرفہرست تھا۔۔۔ جو کہ ابھی تک خدا کی پکڑ سے محفوظ تھا

زرقہ نے وجدان کو انا کے حوالے سے بتایا تو وہ فوراً کمرے کی جانب بھاگا۔۔۔۔۔
 رستم سے اسے لاکھ شکوے سہی۔۔۔۔۔ مگر تھا تو اس کا دوست۔۔۔

یہ زرقہ کیا بول رہی ہے انا۔۔۔۔۔ تم جا رہی ہوں؟“ وجدان نے ”
 اندر داخل ہوتے اس سے پوچھا جو محبت سے زارون کے بالوں میں ہاتھ
 پھیر رہی تھی

ہاں ٹھیک کہہ رہی ہے وہ میں جارہی ہوں“ بنا اسے دیکھے انا نے”

جواب دیا

“کہاں؟”

معلوم نہیں۔۔۔۔۔ کہی بھی۔۔۔۔۔ اللہ کی زمین بہت وسیع ہے”
 وجدان۔۔۔۔۔ کہی بھی کسی بھی جگہ چلی جاؤں گی مگر اس بار رستم
 شیخ کی طرف نہیں مڑوں گی“ اس نے وجدان کو دیکھ کر ٹھہر ٹھہر کر
 لفظ ادا کیے

اور کیا رستم نے تمہیں جانے دے گا؟“ وجدان نے خدشہ ظاہر کیا”

اب مجھے رستم کے کچھ چاہنے یا نا چاہنے سے کوئی غرض”

نہیں۔۔۔۔۔ جب رشتہ ہی ختم تو کیسی فکر۔۔۔۔۔“ انا کا لہجہ بہت بدلا ہوا
تھا

رستم تمہیں دوبارہ تکلیف پہنچا سکتا ہے انا“ وجدان کو ڈر لاحق تھا”

جتنی تکلیفیں دینی تھی۔۔۔۔۔ وہ دے چکا ہے۔۔۔۔۔ اب نہ اس”
میں دینے کی ہمت ہے اور نہ ہی مجھ میں سہنے کی“ انا اپنے بیگ کی
جانب بڑھی

میں جانتا ہوں انا کہ رستم تمہارا گناہگار ہے۔۔۔۔۔ اس نے تمہارے”
ساتھ بہت غلط کیا۔۔۔۔۔ یقین مانو میں بہت لڑا ہوں اس سے۔۔۔۔۔
اسے مارا۔۔۔۔۔ اسے کہاں کہ دوسروں کو انصاف دلانے والا اپنی
“بیوی کے ساتھ ناانصافی کیسے کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ وہ شرمندہ تھا انا

وجدان نے اسے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی

رستم اور شرمندہ۔۔۔۔۔ ویری فنی “انا کھوکھلی ہنسی ہنسی”

اور کیا کہا تم نے؟ رستم نے کس کو انصاف دیا کب انصاف”
 دیا۔۔۔۔۔ وہ ایک ظالم حیوان ہے۔۔۔۔۔ وہ کبھی کسی کے ساتھ
 انصاف نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ اور ہاں اگر انصاف سے مراد آٹٹی ہمدہ ہے
 تو ایک بات یاد رکھنا وجدان رستم نے انکی مدد صرف اپنے باپ کو نیچا
 دکھانے کے لیے کی تھی۔۔۔۔۔ اور کونسا انصاف کیسا

انصاف۔۔۔۔۔ رستم نے تب انصاف کیوں نہیں کیا جب میں اسکے
 ہاتھوں داغدار ہوئی تھی۔۔۔۔۔ کرتا انصاف دیتا خود کو سزا۔۔۔۔۔ اچھا
 چلو مجھے چھوڑو۔۔۔۔۔ ڈاکٹر کنول وجدان جب بہادر خان نے انہیں
 داغدار کیا تب رستم کہاں تھا؟ تم جانتے ہوں انکی ایک بیٹی تھی تین
 سال کی اور ایک بیٹا چند ماہ کا۔۔۔۔۔ وہ سنگل مدر تھی۔۔۔۔۔ انکا

شوہر انہیں چھوڑ چکا تھا۔۔۔۔۔ مگر وہ اپنے بچوں کے لیے دن رات کام کرتی۔۔۔۔۔ انہیں۔۔۔۔۔ انہیں مار دیا وجدان میری نظروں کے سامنے۔۔۔۔۔ اور انکی حالت۔۔۔۔۔ یہ ہے انصاف تمہارے دوست کا تو تف ہے تم پر اور تمہاری دوستی پر۔۔۔۔۔ تم تو اپنے دوست کو جانتے بھی نہیں ہوں وجدان۔۔۔۔۔ وہ کیا شے ہے انا جعفری سے پوچھو“ انا بولی تو آخر میں اسکا لہجہ ککپکا گیا

انا!!! مجھے۔۔۔۔۔ مجھے نہیں معلوم تھا“ وجدان کی حیرت میں ڈوبی“
آواز کمرے میں گونجی

اچھا۔۔۔۔۔ پھر تو تمہیں یہ بھی نہیں معلوم ہوگا کہ تمہارا دوست“
ڈرگزر کا کام کرتا تھا اور ساتھ ہی بچوں اور لڑکیوں کی سمگلنگ بھی“ انا نے طنز کیا تو ایک اور جھٹکا وجدان کو لگا کیونکہ وہ واقعی ان سب سے انجان تھا۔۔۔۔۔ دھچکا تو زرقہ کو بھی لگا تھا

انا یہ سب کیا۔۔۔ کیا بول رہی ہوں؟“ وجدان ششدا سا کھڑا رہا”

سچ بول رہی ہوں۔۔۔۔ جس سے تم سب انجان ہوں۔۔۔۔۔“

جاننے ہوں ولیمہ والے دن میں کیوں ملنے گئی تھی عامر سے کیونکہ
اسنے مجھے رستم کے بارے میں سب سچ بتادیا تھا اور ثبوت بھی دکھائے
تھے۔۔۔۔۔ مگر رستم نے اسے ختم کر دیا۔۔۔۔۔ وہ بھی بے قصور اور
معصوم تھا۔۔۔۔۔ اس ملک کی خاطر صرف اپنا کام کر رہا تھا۔۔۔۔۔ میں
یہ بات تب سے جانتی ہوں۔۔۔۔۔ مگر چپ رہی۔۔۔۔۔ جاننے ہوں
ظالم کو ظلم کرتے دیکھ چپ رہنا بھی کتنا بڑا گناہ ہے۔۔۔۔۔ مگر میں
خاموش رہی اور مجھے اسے خاموشی کی سزا ملی۔۔۔۔۔ اللہ نے مجھے
لڑکی ضرور بنایا تھا مگر کمزور نہیں۔۔۔۔۔ جس نے پہلے ہمت دی تھی
لڑنے کی وہ بعد میں بھی تو دے سکتا تھا۔۔۔۔۔ مگر میں بزدل تھی جو
رستم کے آگے جھک گئی۔۔۔۔۔ ہار مان لی۔۔۔۔۔ اور میرا رب مجھ

سے ناراض ہو گیا۔۔۔۔۔ مگر اس نے مجھے موقع دیا۔۔۔۔۔ میں نے وہ
 بھی گنوا دیا۔۔۔۔۔ اور دیکھو یہ رہی میں تمہارے سامنے۔۔۔۔۔ دیکھو
 میری سزا۔۔۔۔۔ مجھے سکون نہیں ملا۔۔۔۔۔ میرے پاس سب کچھ
 تھا پیسہ، دولت، شہرت مگر سکون کہی بھی نہیں تھا،، انا کی آنکھیں لال
 ہو گئیں تھی

وجدان نے کچھ بولنے کے لیے منہ ہی کھولا تھا کہ اس کے نمبر پر کال آئی جہاں ”ڈیڈ
 کالنگ“ لکھا ہوا تھا

وجدان نے کال اٹھا کر انکی بات سنی مگر دوسری طرف سے دی جانے والی اطلاع پر اسے
 زور کا جھٹکا لگا۔۔۔۔۔ اسنے ایک نظر زرقہ کو دیکھا اور دوسری نظر انا کو اور ساتھ ہی
 روم میں موجود ٹی۔وی اون کیا،،

وہ تینوں اب دم سادھے ٹی۔ وی پر چلتی نیوز دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ لوگوں کی نوید شیخ
 کو دی جانے والی لعن تعن سن رہے تھے۔۔۔۔۔ نوید شیخ کی بہت سی تصاویر بلر
 کر کے دکھائی گئی تھی۔۔۔۔۔ زرقہ نے بے بسی سے لب کچلنا شروع
 کر دیے۔۔۔۔۔ جبکہ اناسپاٹ چہرے سے نیوز دیکھنے لگی

گھٹیا باپ کی گھٹیا اولاد“!! انا کی حقارت بھری آواز ان دونوں نے”
 سنی تھی۔۔۔۔۔ زرقہ کا خیال کرتے وجدان نے ٹی۔ وی بند کر دیا
 تھا۔۔۔۔۔ جبکہ انا نے سر جھٹکا

میرے خیال سے اب مجھے یہاں اور نہیں رکنا چاہیے۔۔۔۔۔ شاید”
 یہی میری بے مقصد زندگی کا انجام تھا“ انا گہری سانس خارج کرتے
 زارون کے پاس گئی اسے باہوں میں اٹھایا اور محبت سے اسکے ماتھے کو
 چوما

میرا بیٹا تمہارے پاس امانت ہے زرقہ اسکا خیال رکھنا “زرقہ کو سویا”
ہوا زارون تھمائے وہ بولی

انا۔۔۔۔۔ مت جاؤ “زرقہ کی آواز کانپی تھی”

نہیں زرقہ اب رکنے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔۔۔ جب ظلم حد سے بڑھ
جائے نا تو بغاوت شروع ہوتی ہے اور بغاوت کا وقت آگیا ہے “انا
ٹھوس لہجے میں بولی۔

انا “!! زرقہ بے بسی کی انتہا کو چھو رہی تھی”

نہیں زرقہ اب تو یا آر یا پار۔۔۔۔۔ اور نہیں۔۔۔۔۔ اب کی بار”

لیے “وجدان کی بات کو سمجھتے اس نے وہ کارڈز تھامے اور دروازہ عبور
کر گئی

وجدان پلیز اسے روک لو۔۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ اب کی بار وہ گئی تو”
مڑ کر واپس نہیں آئے گی “زرقہ روتے ہوئے بولی تو وجدان نے اسے
اپنے سینے سے لگا لیا



غازان نے صبح صبح نیوز دیکھی تو اسکے چھلکے چھوٹ گئے۔۔۔۔۔ اسکا غصے کے مارے
براحال ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اسے نوید شیخ سے کوئی لینا دینا نہیں تھا۔۔۔۔۔ مگر تاشہ کا
نام ان سب میں دیکھ کر اسکا خون کھول اٹھا۔۔۔۔۔ یہ سب۔۔۔۔۔ یہ سب کیا
بکواس ہے۔۔۔۔۔ اسکا دماغ گھوم گیا تھا۔۔۔۔۔ مگر ابھی یہ جھٹکا کافی نہیں تھا جب

اوہ تو یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے “غازان دھیمی آواز میں غرایا”

آکلورس میرے بھائی۔۔ “رستم اپنی جگہ سے اٹھ کر ونڈو سے باہر”
دیکھنے لگا



“!! تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا رستم”

تمہیں بھی ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔ “رستم کا لہجہ پل بھر میں بدلا”
تھا

تم دیکھتے جاؤ رستم کہ اب میں کیا کرتا ہوں “غازان دھاڑا”

”اوہ میں ڈر گیا۔۔۔۔۔ کیا کروں گے؟“

تمہیں کیا لگتا ہے رستم تم چھپاؤں گے تو سچ چھپ جائے گا۔۔۔۔۔“
 نہیں رستم مجھے معلوم ہے۔۔۔۔۔ مجھے معلوم ہے کہ تم پاگل
 ہوں۔۔۔۔۔ تم نے مجھے بریکنگ نیوز بنایا نا۔۔۔۔۔ دیکھنا اب میں
 تمہاری بریکنگ نیوز بناتا“ غازان بولا تو رستم کے چہرے کے تاثرات
 بدلے۔۔۔۔۔ غازان کو یہ سب کیسے۔۔۔۔۔

میں تمہیں چھوڑو گا نہیں غازان انصاری“ رستم چلایا“

پہلے خود کو تو بچالو رستم شیخ“ غازان نے کال کاٹی اور کمرے کی“

جانب بڑھا اور ڈرا سے اپنا ریوالور نکالا

غازان “!! مسز نثار جو ساری نیوز دیکھ چکی تھی بھاگ کر اسکے پاس گئی”

ڈونٹ وری مام میں آج سب ٹھیک کر دوں گا، انہیں دلاسا دیتے وہ”
گھر سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔ اور گاڑی میں بیٹھتے گاڑی رستم ولا کی
جانب موڑ لی



اپنا سامان لیے وہ ہسپتال سے نکل کر ٹیکسی میں اسیٹھی جب اسے اپنے پیچھے ہی وجدان
اور زرقہ نظر آئے۔۔۔۔۔ ایک بھر پور نظر سوئے ہوئے زارون کو دیکھتی وہ چہرہ
موڑ گئی

”میم کہاں جانا ہے؟“

رستم ولا!! اس کے زبان سے یہ لفظ ادا ہوئے اور وہ سیٹ کے ساتھ ”
ٹیک لگائے بیٹھ گئی



رستم کو غازان کی طرف سے پریشانی لاحق تھی مگر اس سے زیادہ فکر اسے انا کی ہور ہی
تھی۔۔۔۔۔ اگر غازان نے انا کو کوئی نقصان پہنچایا تو؟۔۔۔۔۔ یہ سوچ آتے ہی اسکے
بدن میں کپکپی طاری ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ اسی لیے وہ انا کو لینے ہسپتال جا رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ
سیٹھیوں سے نیچے اتر جب نظروں کے سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر اسکی آنکھیں
چمک اٹھی

پرنسز “!! وہ انا کی جانب بڑھا جب انا نے ہاتھ اٹھا کر اسے وہی”
روک دیا

مجھے طلاق چاہیے رستم شیخ “انا بنا کسی لہجے کے بولی”

یہ کیا بکواس ہے “رستم نے بامشکل یہ بات ہضم کی تھی ورنہ دل”
چاہا کہ ایک تھپڑ اسکے منہ پر کھینچ مارے



NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بکواس؟ بکواس نہیں ہے رستم شیخ۔۔۔۔۔ یہ تو میری آزادی کا پروانہ”
ہے۔۔۔۔۔ سنا تم نے۔۔۔۔۔ مجھے تم سے طلاق چاہیے۔۔۔۔۔ ابھی اور
اسی وقت “انا چیخی تو رستم نے غصے سے قدم اسکی جانب بڑھائے اور
اسکا ہاتھ کھینچے اسے اپنے سامنے کیا

میں تمہیں نہیں چھوڑو گا انا کبھی بھی نہیں، ”رستم اسکی کلائی پر دباؤ“
ڈالتے بولا

میرا ہاتھ چھوڑو رستم شیخ۔۔۔۔۔ مجھے نفرت ہے تم سے رستم“
شیخ۔۔۔۔۔ تم اس قابل ہی نہیں کہ کوئی تم سے محبت کرے“ انا
چینچی تو ماضی کے الفاظ رستم کے کان میں گونجے

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے تم سے نفرت ہے۔۔۔۔۔ تم اس قابل ہی نہیں کہ کوئی تم“
سے محبت کرے“ اسکا بازو جلاتے میرا بولی تو رستم کی چینچیں پورے گھر
میں گونجی

اور بس ایک پل نہیں لگا تھار رستم کا دماغ گھومنے میں

تم۔۔۔ تمہاری یہ جرأت کہ میرے آگے سر اٹھاؤ، ایک زور دار”
 تماچہ انا کے منہ پر پڑا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ پیچھے ہاتھ میں
 تلوار پکڑے سٹیچو سے جا ٹکرائی اور ہاتھ میں کھڑی سیدھی تلوار نوے
 کے اینگل پر سامنے کو آگری۔۔۔

رستم نے انا کو بالوں سے جکڑا اور اپنے سامنے کیا

اب بولوں کیا بکواس کر رہی تھی تم، ”رستم دھاڑا مگر اس بار انا ڈری”
 نہیں۔۔۔ اسکی آنکھیں بے تاثر تھی۔۔۔ نفرت، ڈر، خوف
 کچھ بھی نہیں تھا ان میں

تم ایک گھٹیا اور گرے ہوئے انسان کی گری ہوئی اولاد”
 ہوں۔۔۔ تم ایسے اس لیے نہیں ہوں کیونکہ تم بیمار ہوں۔۔۔

بیماری تو صرف ایک بہانہ ہے رستم شیخ۔۔۔۔۔ دراصل تم تو اپنے
 باپ کی پرچھائی ہوں۔۔۔۔۔ تمہارے اندر وہی گندا خون ہے جو
 تمہارے باپ کی رگوں میں دوڑتا ہے۔۔۔۔۔ تم وکٹم نہیں کر یمنل
 ہوں رستم شیخ۔۔۔۔۔ اور اسکی سزا تمہیں ضرور ملے گی۔۔۔۔۔ تمہیں
 سزا ضرور ملے گی“ انا پھنکاری

اس سے پہلے کے رستم اسے کہہ پاتا ہوا میں چلتی گولی نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رستم شیخ“!!!غازان گھر میں داخل ہوتا دھاڑا”

میں تمہیں نہیں چھوڑو گا رستم شیخ“غازان نے پستل رستم پر تان دی”
 تھی۔۔۔۔۔ ایک نوکر نے یہ سب دیکھ کر پولیس کو کال کی تھی

رستم نے گہری سانس بھری۔۔۔۔۔ اب یہ نیا ڈرامہ حاضر تھا

او ہو تو بھابھی جی بھی یہی ہے۔۔۔۔۔ اچھا ہے۔۔۔۔۔ کام اکٹھے ہی ”
تمام ہو جائے گا“ غازان ہنس کر بولا اور انا کے کندھے کا نشانہ لیا

گولی انا کے کندھے کو چھوئی جس پر وہ چلا اٹھی اور ایک جھٹکے سے رستم سے دور ہوئی
تھی۔۔۔۔۔ اور یہی وقت تھا جب غازان نے انا کو آگے بڑھ کر جکڑ لیا تھا جو اپنے زخم پر
ہاتھ رکھ کر خون روکنے کی کوشش میں تھی

تو اب کیوں نا حساب کتاب برابر کر لیا جائے رستم شیخ “ انا کے زخم ”
پر ہاتھ سختی سے جمائے وہ بولا تو انا کی چیخ پھر سے گونجی

دیکھو غازان یہ بے وقوفی مت کروں۔۔۔۔۔ اسے چھوڑ دوں۔۔۔۔۔ ”

اسنے کیا بگاڑا ہے تمہارا۔۔۔۔۔۔ مجھ سے مسئلہ ہے نا تو مجھ سے بات کر، رستم قدم اسکی جانب بڑھاتے بولا

تو نے بلکل ٹھیک کہاں مجھے اس سے کوئی لینا دینا نہیں مگر یہ۔۔۔۔۔۔”
اس میں تو تیری جان ہے نا؟ نہیں، “غازان پاگل ہوچکا تھا۔۔۔۔۔۔ انا تو خود کو کوس رہی تھی۔۔۔۔۔۔ اسے کیا ضرورت تھی یہاں آنے کی

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میری زندگی برباد کردی تم نے۔۔۔۔۔۔ میری بہن جیسی بھی تھی”
۔۔۔۔۔۔ تجھے کوئی حق نہیں تھا اسے یوں زلیل کرنے کا۔۔۔۔۔۔ تو نے میرا اور میرے خاندان کا تماشہ بنا دیا پوری دنیا کے سامنے۔۔۔۔۔۔ نہیں رستم شیخ۔۔۔۔۔۔ تجھے نہیں چھوڑو گا میں۔۔۔۔۔۔ اور نا ہی اسے “اس نے ساتھ ہی انا کی کنپٹی پر پستول رکھ دی۔۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کے غازان گولی چلاتا رستم اس تک پہنچا اور اس سے گن کھینچنے لگا۔۔۔۔۔۔ اسی ہاتھ پائی میں غازان نے انا کو دھکا دیا اور پھر انا کی چیخ ان دونوں

نے سنی

سٹپچو کے ہاتھ میں موجود وہ تلوار انا کے جسم کے آر پار ہو گئی تھی

ایک سسکی انا کے منہ سے نکلی۔۔۔۔۔ انا نے حیرت سے آنکھیں نیچی کیے خود کو
دیکھا۔۔۔ اور پھر اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرا اللہ تیرا شکر“!! انا نے مسکراتے لبوں سے یہ الفاظ ادا کیے اور”
آنکھیں اوپر کیے اپنے رب کا شکر ادا کیا۔۔۔۔۔ ایک آنسو اسکی آنکھ سے
ٹوٹا تھا اور اسکی آنکھیں بند ہو گئی ہمیشہ کے لیے

انا“!!!“غازان کو دھکا دیتے رستم اسکی جانب بھاگا اور اسکا چہرہ”
ہاتھوں میں تھامے اسے تھپتھپانے لگا

دھاڑا، چیخا، چلایا۔۔۔۔۔ مگر اب کی بار انا لوٹ کر نہیں آنے والی
تھی۔۔

.....

غازان کو پولیس لیجا چکی تھی جبکہ رستم ابھی تک انا کے بے جان وجود کو باہوں میں
بھرے زمین پر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ وہ بس خاموشی سے اسکے چہرے کو تنگے جا رہا
تھا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وجدان اور زرقہ جو یہ سمجھ رہے تھے کہ انا تک جا چکی ہوگی وہ جیسے ہی رستم ولا پہنچے
وہاں پولیس اور ایمبولینس دیکھ کر چونکے

یہ یہاں؟ “زرقہ پریشان ہوئی”

وجدان اور زرقہ دونوں ولا کے اندر داخل ہوئی تو سامنے سماں دیکھ کر انہیں اپنے

پیروں تلے زمین کھسکتی محسوس ہوئی

انا “!! وہ دونوں ساتھ بولے اور رستم کی جانب بھاگے۔۔۔ جو انا”
کے چہرے پر نظریں جمائے بیٹھا تھا



رستم۔۔۔ انا “!! وجدان رستم کے سامنے بیٹھ گیا اور انا کو دیکھنے لگا”

انا “!!! ازرقہ چیختی ہوئی اسکی جانب آئی تو رستم نے سرخ آنکھیں”
اٹھائے اسے گھورا

کہاں ناتنگ مت کروں وہ سوئی ہوئی ہے اسے سونے دوں “رستم”
جہڑے بھینچے بولا

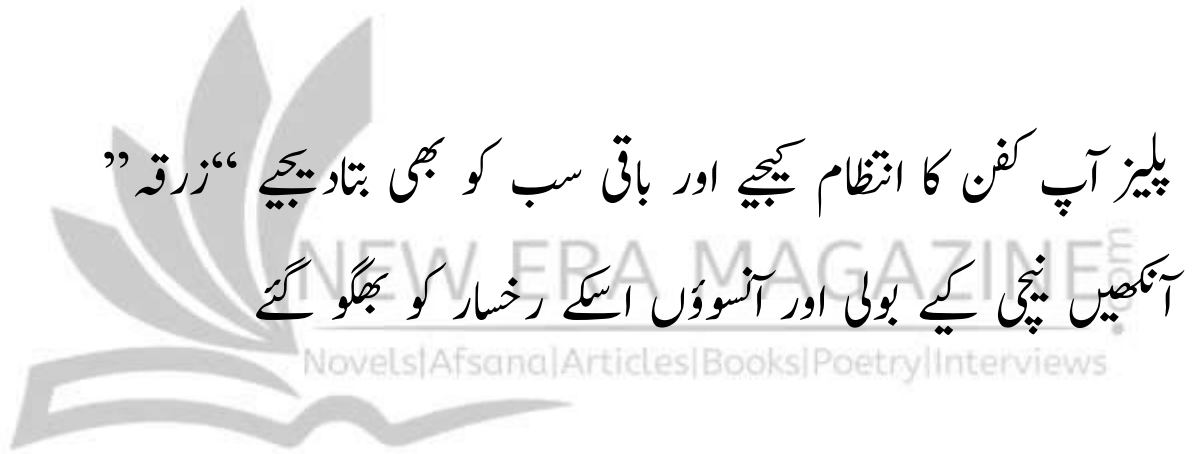
وہ مرچکی ہے رستم۔۔۔۔۔ انا مرچکی ہے۔۔۔۔۔ بس کردوں یہ “
پاگل پن “وجدان نے اسے کالر سے دبوچا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کہ
رستم اسے کوئی جواب دیتا زرقہ آگے بڑھی

بھائی انا سوئی ہوئی ہے نا۔۔۔۔۔ تو اسے یہاں کیوں رکھا ہے۔۔۔۔۔”
کمرے میں لیجائے۔۔۔۔۔ بیڈ پر آرام سے لیٹ جائے گی “زرقہ نے
بامشکل خود پر قابو پایا

“ہاں تم نے ٹھیک کہاں۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ میں ایسا ہی کروں گا”

اسکی بات مانتے رستم نے سر اثبات میں ہلایا اور انا کو باہوں میں اٹھائے
وہ کمرے کی جانب بڑھ گیا

زرقہ یہ۔۔۔۔۔ “وجدان کو کچھ سمجھ نہیں آیا”



پلیز آپ کفن کا انتظام کیجیے اور باقی سب کو بھی بتادیجیے “زرقہ”
آنکھیں نیچی کیے بولی اور آنسوؤں اسکے رخسار کو بھگو گئے

ہمم “!!! وجدان سر اثبات میں ہلاتا انسپیکٹر کو لیے باہر چلا گیا”

رستم انا کو لیکر بیڈروم میں داخل ہوا اور اسے آرام اور دھیرے سے بیڈ پر لٹایا

مائی پرنسز “!! اسکا ماتھا محبت سے چومتے ایک آنسو رستم کی آنکھ سے ”
ٹوٹ کر انا کے گال پر گر گیا

کبھی دور نہیں جانے دوں گا کبھی بھی نہیں۔۔۔۔۔ موت بھی ہمیں ”
جدا نہیں کر سکتی “سر نفی میں ہلائے اسنے انا کے وجود کو اپنی پناہوں
میں چھپا لیا

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
شام تک سب انتظامات وجدان کروا چکا تھا۔۔۔۔۔ رستم ابھی تک انا کے ساتھ
کمرے میں موجود تھا۔۔۔۔۔ باہر کیا ہو رہا ہے وہ بالکل بے خبر تھا

بھائی۔۔۔۔۔ “دروازہ ناک کیے زرقہ اندر داخل ہوئی ”

بھائی وہ۔۔۔۔۔ وہ میت کو غسل دینا ہے “ زرقہ نے بہت مشکل یہ ”

الفاظ ادا کیے تھے

میں نے پہلے بھی کہاں ہے اور اب بھی کہ رہا ہوں۔۔۔۔۔ وہ سوئی”
 ہے۔۔۔۔۔ میرے سامنے فضول کی مت ہانکوں“ رستم ضبط کرتا
 دھیمے لہجے میں غرایا

نہیں سوئی وہ سنا آپ نے۔۔۔۔۔ مر گئی ہے وہ۔۔۔۔۔ مر گئی”
 ہے۔۔۔۔۔ آپ نے مار ڈالا ہے اسے۔۔۔۔۔ ہم سب نے مل کر
 مار دیا اسے۔۔۔۔۔ آپ کے پاگل پن، آپکی جنونیت۔۔۔۔۔
 سب نے مل کر ختم کر دیا ہے اسے۔۔۔۔۔ خدا را اب تو اسے بخش
 دے۔۔۔۔۔ مر گئی ہے وہ۔۔۔۔۔ جانے دوں اسے شہر خاموشاں میں جو
 ہر کسی کی آخری پناہ گاہ۔۔۔۔۔ مت دے اسے اور تکلیف“ زرقہ
 اونچی آواز میں چلائی تو وجدان اندر داخل ہوا

نہیں۔۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔ وہ نہیں مر سکتی۔۔۔۔ میری ”
 پرنسز ایسے نہیں جاسکتی۔۔۔۔ وہ میری ہے۔۔۔۔ میں اسے دور
 نہیں جانے دوں گا“ رستم اپنے بال نوچتا زمین پر بیٹھ گیا

رستم کو کوئی ہوش نہیں تھا کہ کب انا کو وہاں سے لیجایا گیا، کب اسے غسل دیا

کیا۔۔۔۔ کفن پہنایا گیا

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ مکمل طور پر پاگل ہو چکا تھا۔۔۔۔ اپنے منہ پر تھپڑ مارتا۔۔۔۔ بال نوچتا۔۔۔۔ اور

تھوڑی تھوڑی دیر بعد اونچی آواز میں دھاڑے مار مار کر رونا شروع کر دیتا۔۔۔۔

واپس نہیں آیا۔۔۔۔

نوید شیخ کو عدالت کی جانب سے دس ساقید بامشقت اور پانچ بار پھانسی کا حکم سنایا گیا
 تھا۔۔۔۔ مگر سزا صرف یہی ختم نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔ انہیں سرعام، ہتھکڑیاں
 لگائے سڑک پر گھمایا گیا تھا۔۔۔۔ اور عوام نے ان پر پتھر، جوتے۔۔۔۔ ہر چیز
 سے انہیں مارا تھا۔۔۔۔

غازان کو بھی نوید شیخ کو ساتھ دینے اور انا کو قتل کرنے کی کوشش میں پانچ سال قید
 بامشقت کی سزا سنائی گئی تھی۔

سب گھر والے لاؤنج میں موجود تھے جبکہ رستم کا وکیل ان کے سامنے ہی بیٹھا تھا

وہ یہاں رستم کی وصیت دینے آیا تھا۔۔۔۔ جس میں صاف صاف لکھا تھا کہ رستم اپنا
سب کچھ بہادر خان کے نام کر چکا تھا۔۔۔۔ وجہ یہ تھی کہ رستم کو بہادر خان سے
زیادہ کسی پر بھی یقین نہیں تھا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مگر ایسے کیسے؟ “وجدان کو دال میں کچھ کالا لگا”

“میں دوبارہ وکیل سے بات کروں گا۔۔۔۔ یہ سب زارون کا ہے”
وجدان جھنجھلایا

وجدان پلیز۔۔۔۔۔ جو جیسا چل رہا ہے چلنے دے۔۔۔۔ ہمیں نہیں”

چاہیے کچھ بھی۔۔۔۔۔ کوئی حق نہیں چاہیے ہمیں۔۔۔۔۔ آپ پلیز
 سب چھوڑ دے۔۔۔۔۔ ہم کہی دور چلے جاتے ہے۔۔۔۔۔ یہاں سے
 بہت دور پلیز “زرقہ نے منت کی تو وجدان نے گہری سانس خارج کی

ہم ٹھیک جیسا تم کہوں “زرقہ ماں بننے والی تھی اور ایسے میں وجدان”
 اسے کوئی بھی ٹینشن نہیں دینا چاہتا تھا اسی لیے اسکی بات مان لی

NEW ERA MAGAZINE.COM
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 اور زرقہ بھی ٹھیک ہی کہہ رہی تھی۔۔۔

قیدی نمبر دو سو گیارہ تم سے ملنے کوئی آیا ہے “حولدار نوید شیخ سے”
 بولا جو اسکی بات سن کر چونکے۔۔۔ اور سلاخوں کے پار سے اس شخص
 کو دیکھنے لگے جسکا چہرہ دوسری اور تھا

کون؟“ انہوں نے پوچھا تو وہ شخص مڑا”

بہادر خان؟“ انکے لہجے میں حیرت تھی”

وہ بہادر خان بہت بدل چکا تھا۔۔۔۔۔ اسکے گلے میں لگی ٹائی سی لیکر جوتوں کی لیس

تک اپنی قیمت خود بتا رہی تھی

نہیں نہیں نوید شیخ۔۔۔۔۔ بہادر خان نہیں۔۔۔۔۔ بہادر خان”

نیازی“ وہ نوید شیخ کے بلکل سامنے کھڑا بولا

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بہادر خان نیازی؟ کون ہوں تم؟“ نوید شیخ کا لہجہ ہلکا سا کانپا”

چلو صحیح سے بتاتا ہوں۔۔۔۔۔ میں بہادر خان نیازی، عطیہ خان کا چھوٹا

بھائی اور تمہارا سالا۔۔۔۔۔ جی جی“ دانت پیس کر وہ بولا تو نوید شیخ کے

ماتھے پر پسینہ آنا شروع ہو گیا

تو یہ سب تم نے؟ تم نے پھنسا یا ہے مجھے۔۔۔۔۔ ہے نا“ وہ سلاخوں”

کے پیچھے سے چلائے تو بہادر خان مسکراہ دیا

آہ جیل میں رہ کر کافی عقلمند ہو گئے تم تو۔۔۔۔۔ ویسے تم اور وہ تمہارا”
 رستم دونوں ایک جیسے ہوں۔۔۔۔۔ ایک نمبر کے بے وقوف “بہادر
 خان سر نفی میں ہلائے ہنسا
 “یہ تم نے ٹھیک نہیں کیا بہادر خان”

او ہو۔۔۔۔۔ رسی جل گئی مگر بل نہیں گیا “بہادر خان دوبارہ ہنسا تو”
 نوید شیخ نے دانت پیس

ویسے تمہیں اس جیل میں میری طرف سے بہت سے تحفے ملتے رہے”
 گے۔۔۔۔۔ تیار رکھنا خود کو “بہادر خان نے گلاسز اپنی آنکھوں پر ٹکائی
 اور وہاں سے چلا گیا

ایزی چیر پر بیٹھے وہ دونوں بازو پیچھے کو ٹکائے ہلکی سی مسکراہٹ لیے اس شاندار آفس کو
 دیکھ رہا تھا جو اس کا حق تھا۔۔۔۔۔ ٹیبل پر ایک فوٹو فریم تھا جس میں ایک بیس سال کی

خوبصورت سی لڑکی مسکرا رہی تھی

میں نے اپنا بدلا پورا کیا ادی۔۔۔۔۔ میں نے اس شخص کو برباد
 کر دیا۔۔۔۔۔ اتنے سالوں کی محنت بیکار نہیں گیا۔۔۔۔۔ اس شخص کو
 اسکے انجان تک پہنچا دیا میں نے “وہ فوٹو فریم اٹھائے خود سے بولا اور
 سارا ماضی یاد کرنے لگا



عطیہ خان اور بہادر خان دونوں بہن بھائی تھے۔۔۔۔۔ جن پندرہ سال کا فرق
 تھا۔۔۔۔۔ بہادر خان کے چچا جو باہر رہتے تھے انکی کوئی اولاد نہیں تو انہوں نے
 اپنے بھائی کی اولاد کو اپنا لیا اور اسے اپنے ساتھ باہر لے گئے۔۔۔۔۔ عطیہ خان میں
 ان کے باپ کی جان بستی تھی۔۔۔۔۔ نوید شیخ ایک پڑھا لکھا اور خوب رو نوجوان تھا جو اپنا

بزنس کرنا چاہتا تھا اور اسی سلسلے میں ان سے ملنے آیا تھا۔۔۔۔۔ بہت جلد اپنی ذہانت
 اور قابلیت کی وجہ سے وہ عطیہ خان کے باپ کو متاثر کرنے میں کامیاب رہا اور انہوں
 نے اپنی بیٹی کے اچھے نصیب کو سوچتے ہوئے نوید شیخ سے انکی شادی
 کر دی۔۔۔۔۔ بظاہر تو سب کچھ اچھا چل رہا تھا۔۔۔۔۔ مگر نوید شیخ کے دماغ میں
 کچھ اور ہی تھا۔۔۔۔۔ انہوں نے بہت جلد سارا بزنس خود سنبھال لیا تھا۔۔۔۔۔
 بزنس کی دنیا میں سب لوگ اسے رحیم خان کے منہ بولے بیٹے کی حیثیت سے جانتے
 تھے۔۔۔۔۔ وہ انکا داماد تھا یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم تھی۔۔۔۔۔ نوید شیخ
 سب کچھ اپنے اندر کر چکے تھے مگر اب انہیں عطیہ خان سے جان چھڑوانا
 تھی۔۔۔۔۔ اور پھر ایک دن ان کے دماغ میں ایک آئیڈیا آیا۔۔۔۔۔ ایک نوکر
 کیساتھ اپنی بیوی کو پھنسوا کر عطیہ خان کو جرگے کے جانب سے کاری کروا دیا گیا
 تھا۔۔۔۔۔ اور انہیں سرعام گولیوں سے مار دیا گیا۔۔۔۔۔ رحیم خان بیٹی کی
 جدائی کا صدمہ سہہ نہیں سکے اور بہت جلد بستر سے لگ گئے۔۔۔۔۔ انہیں یقین
 نہیں تھا کہ انکی بیٹی ایسا کچھ بھی کر سکتی ہے، پھر ایک دن انہیں نوید شیخ کے گھناؤنے
 چہرے کی اصلیت کا معلوم ہوا تو انہوں نے چھوٹے بھائی کو کال کر کے سب
 بتا دیا۔۔۔۔۔ وہ اپنے بھائی کو یہاں بلا رہے تھے مگر قسمت نے دونوں بھائیوں کو

ملنے کا موقع نہیں دیا اور رحیم خان ہارٹ اٹیک کی وجہ سے مر گئے۔۔۔۔۔ کوئی پکا ثبوت ناہونے کی وجہ سے نوید شیخ کو بھی کچھ نہیں کہا گیا اور یوں نوید شیخ کئی لوگوں کی زندگیاں برباد کرتے چلے گئے۔۔۔۔۔ عطیہ خان کے بعد میرا وہ لڑکی تھی جنہیں انہوں نے برباد کیا۔۔۔۔۔ بہادر خان بدلے اور حسد کی آگ میں جل رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ پاکستان واپس آ گیا تھا۔۔۔۔۔ اور نوید شیخ کا بھروسہ جیت لیا۔۔۔۔۔ وہ نوید شیخ کو اپنی باتوں سے پھنساتا کہ وہ انکا بہت بڑا فین ہے اور ان کی طرح بڑا بزنس مین بننا چاہتا ہے۔۔۔۔۔ نوید شیخ اس سے کبھی نہیں ملے تھے اسی لیے پہچان نہیں پائے تھے۔۔۔۔۔ نوید شیخ بہت جلد بہادر خان کی باتوں میں آ گئے اور انہیں اپنے بہترین لوگوں میں شامل کر دیا۔۔۔۔۔ وہ بہادر خان کو اپنے ساتھ رستم کے لیے لندن لے آئے تھے۔۔۔۔۔ یہاں بہادر خان رستم سے ملا تو اس بچے پر ترس آیا مگر پھر اپنی بہن کا سوچ کر وہ سب بھول بھال گئے۔۔۔۔۔ بہادر خان کو رستم کی بیماری کا پتہ چلا تو انہوں نے اس بیماری کو بڑھاوا دینا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔۔ رستم کو لگتا تھا کہ وہ بہادر خان پر حکم چلاتا ہے جبکہ وہ بہادر خان تھا جو اصل میں رستم کو استعمال کر رہا تھا۔۔۔۔۔

رستم کو ہمدہ بیگم کے بارے میں بھی بہادر خان نے بتایا تھا۔۔۔۔۔ نوید شیخ کے
سب کالے دھندوں کا علم بہادر خان کو تھا۔۔۔۔۔ نوید شیخ اور تاشہ کے تعلقات کے
بارے میں بھی بہادر خان نے رستم کو بتایا تھا

رستم بالکل بہادر خان کے مطابق چل رہا تھا جب بیچ میں انا آگئی۔۔۔۔۔ انا کے لیے
رستم کے دل میا موجود نرم گوشہ بہادر خان کو ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔۔۔۔۔ وہ
نہیں چاہتا تھا کہ ایک لڑکی کی وجہ سے بہادر خان کا تمام پلان ناکام ہوں۔۔۔۔۔
اسے نوید شیخ کو برباد کرنا تھا وہ بھی رستم کے ہاتھوں۔۔۔۔۔ اس بزنس پر اس کا حق
تھا کیونکہ یہ اسکے باپ کا تھا۔۔۔۔۔ مگر انا وہ سب کچھ بدل سکتی تھی۔۔۔۔۔ اس بات کا
اندازا بہادر خان کو تب ہوا تھا جب انا نے رستم کے پر پوزل کو ٹھکڑا یا تھا اور رستم نے
اسے کچھ نہیں کہاں۔۔۔۔۔ الٹا وہ تو مجنوں بن گیا تھا۔۔۔۔۔ ایسے میں بہادر خان
اسے اکساتا۔۔۔۔۔ اسکی بیماری کا فائدہ اٹھاتا۔۔۔۔۔ سب کچھ ٹھیک جا رہا تھا پھر بیچ
میں نجانے کیوں رستم کو شادی شوق چڑھا اور رستم کا بچہ۔۔۔۔۔ بہادر خان

نے پرفیکٹ پلان بنایا تھا کہ انا اور زارون مر جائے گے اور رستم کا پاگل پن انا کے لیے
 رستم کو کسی کو نہیں چھوڑتا اور وہ آرام سے بنا کچھ کیے نوید شیخ سے بدلے
 لیتا۔۔۔۔۔ مگر بہادر خان کو کچھ زیادہ کرنے کی ضرورت محسوس ہی نہیں ہوئی
 کیونکہ غازان نے بہت دفع بہادر خان کے لیے کام آسان بنا دیے تھے۔۔۔۔۔
 بہادر خان کی نظروں میں نوید شیخ ایک برا انسان تھا۔۔۔۔۔ مگر اس انسان سے بدلا
 لینے کے لیے وہ خود برائی کے جس راستے پر نکل چکا تھا اسکا سے اندازہ تک نہیں تھا۔



پورے لاؤنج میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ زارون کی جو نظریں شروع میں اٹھی
 ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ اب گر چکی تھی۔۔۔۔۔ بسمل منہ کھولے ہونقوں کی طرف
 سب سن رہی تھی۔۔۔۔۔ رات کے سات بج چکے تھے۔۔۔۔۔ زارون نے گہری
 سانس لی اور زینہ کے ساتھ بیٹھی بسمل کو دیکھا

زینیہ اسے چادر وغیرہ دلوا کر باہر لے آؤ۔۔۔۔۔ اسے گھر چھوڑ آئے۔۔۔
ہم، “زارون بسمل پر ایک بھی نگاہ غلط ڈالے بنا بولا

زینیہ نے فوراً بسمل کو چادر لاکر دی اور اسکے ساتھ باہر نکلی۔۔۔۔۔ بسمل بھی
خاموشی سے چل پڑی۔۔۔۔۔

گاڑی میں مکمل خاموشی تھی۔۔۔۔۔ زینیہ تھوڑی دیر بعد ساتھ بیٹھے زارون پر ایک
نظر ڈال لیتی جو ڈرائیونگ کرنے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔

ہسپتال پہنچتے ہی بسمل جلدی سے باہر نکلی اور اندر داخل ہو کر ریسپشن سے احان کے
بارے میں پوچھ کر اسکے کمرے کی جانب بھاگی۔۔۔ احان اب خطرے سے باہر
تھا۔۔۔۔۔ گولی نکل چکی تھی۔۔۔۔۔ بسمل جب کمرے میں داخل ہوئی تو عیشا احان

کو سوپ پلا رہی تھی

احان “!! بسمل نے نم آنکھوں سے اسے پکارا”

بسمل “!! ایک مسکراہٹ احان کے چہرے پر در آئی”



احان “وہ بھاگتی ہوئی احان سے لپٹ گئی”

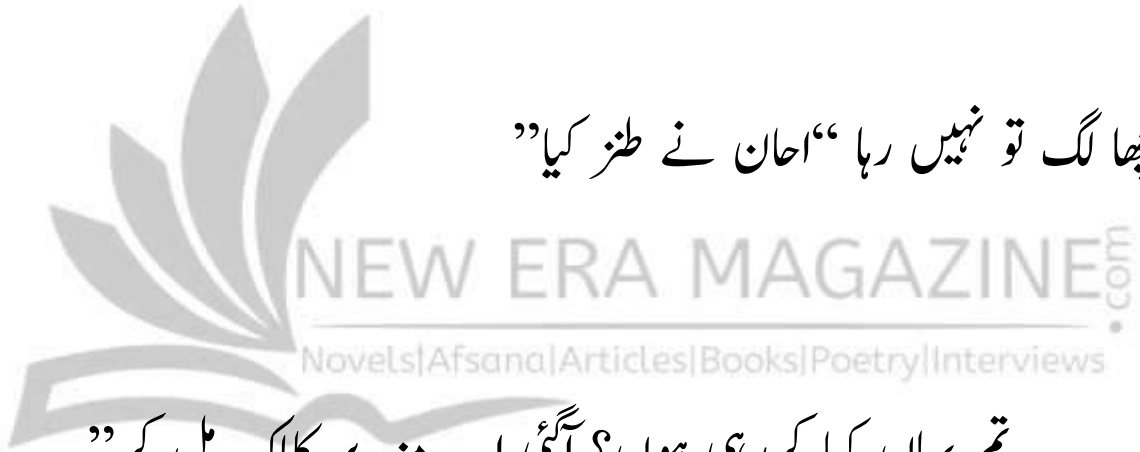
جان احان “احان نے بھی اسے خود میں سمولیا اور نظریں اٹھائے”

دیکھا جہاں زراون منہ دوسری جانب کیے کھڑا تھا

یہ----یہ گھٹیا انسان یہاں کیا کر رہا ہے؟ “احان دھاڑا”

آرام سے وہ یہاں آپ سے معافی مانگنے آیا ہے۔۔۔۔۔ اسے برا”
 مت سمجھیے گا۔۔۔۔۔ یقین مانے آپ کی وائف کو بھی کچھ نہیں کیا
 اس نے۔۔۔۔۔ وہ شرمندہ ہے اپنے کیے پر “زینہ آگے بڑھ کر بولی

اچھا لگ تو نہیں رہا “احان نے طنز کیا”



تم۔۔۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہی ہوں؟ آگئی اب منہ پر کالک مل کر”
 واپس؟ “احان کی ماں اندر داخل ہوتے ہی بسمل پر چلائی تو وہ رو
 دی۔۔۔۔۔

وہ پاک ہے سنا آپ نے۔۔۔۔۔ پاک ہے وہ۔۔۔۔۔ کچھ نہیں ہوا”
 اس کے ساتھ “زارون کو یوں لگا کہ یہ الفاظ بسمل کے لیے نہیں بلکہ

انا کے لیے ہوں ---- وہ تڑپ اٹھا

م۔۔ مجھے معاف کر دوں۔۔۔۔۔ احان۔۔۔۔۔ جانتا ہوں غلطی ”
 بہت بڑی تھی مگر اب شرمندہ ہوں۔۔۔۔۔ معافی چاہتا ہوں۔۔۔۔۔
 پلیز مجھے معاف کر دوں “زارون شیخ نے اسکے سامنے ہاتھ جوڑ لیے جبکہ
 کمرے میں مجھو تمام لوگ دم سادھے اسے دیکھ رہے تھے

NEW ERA MAGAZINE.COM
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

احان انہیں معاف کر دے پلیز۔۔۔۔۔ انہوں نے کچھ نہیں کیا ”
 میرے ساتھ۔۔۔۔۔ میں ابھی بھی پاک ہوں “بسل روتے بولی تو
 احان ہلکا سا کھانسا

ٹھیک ہے زارون شیخ میں نے تمہیں معاف کیا۔۔۔۔۔ اس لیے ”
 نہیں کہ تم نے میری بیوی کو چھوا نہیں۔۔۔۔۔ قسم سے اگر تم اسے

چھوتے اور دنیا سے داغدار کہتی نا میں تب بھی اسے اپناتا چھوڑتا
 نہیں۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ میری محبت کے ساتھ میری عزت اور میرا لباس
 ہے۔۔۔۔۔ بلکہ میں اس لیے تمہیں معاف کر رہا ہوں کیونکہ تم اپنے
 کیے پر شرمندہ ہوں۔۔۔۔۔ اور اسکا تمہیں بخوبی اندازہ ہے۔۔۔۔۔ جاؤ
 زارون شیخ میں نے تمہیں معاف کیا اور میرا اللہ بھی تمہیں معاف
 کرے گا“ احان بولا تو زارون نے ممنون نظروں سے اسے دیکھا اور
 کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔ اسکے پیچھے زینہ بھی نکل گئی
 کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔ اسکے پیچھے زینہ بھی نکل گئی
 تم ٹھیک ہوں نا میری جان؟“ احان نے اسکا چہرہ تھامے پوچھا تو بسمل”
 نے سر اثبات میں ہلادیا۔۔۔

بالوں میں ہاتھ پھیرا

آپ کا بیٹا بہت برا ہے پھوپھو بہت زیادہ برا “وہ انکی گود میں سر رکھ ”
کر بولا

نہیں میرا بیٹا بہت اچھا ہے۔۔۔۔۔ جسے اسکی غلطی کا احساس ”
ہوا۔۔۔۔۔ جانتے ہوں جب کل تمہیں بسمل کے ساتھ ایسا کرتے دیکھا
تو مجھے وہ دوسری انا لگی۔۔۔۔۔ تکلیف اس بات کی تھی کہ تمہارا
باپ تو بیمار تھا مگر تم تو ٹھیک تھے نا۔۔۔۔۔ شاید میں صحیح سے تمہاری
پرورش نہیں کر سکی “زرقہ بیگم سست لہجے میں بولی

نہیں پھوپھو آپ تو بہت اچھی ہے۔۔۔۔۔ بہت زیادہ۔۔۔۔۔ میں ”
ہی برا ہوں۔۔۔۔۔ مگر اب وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کا یہ بیٹا ایک اچھا

انسان بنے گا۔۔۔ کسی کے ساتھ کچھ برا نہیں کرے گا۔ “وہ انکا ہاتھ
تھامتے بولا تو زرقہ بیگم مسکرا دی۔۔۔۔۔

میرا پیارا بیٹا۔۔۔۔۔ چلو اٹھو شہاباش کھانا کھانے چلے “وہ محبت سے”
بولی تو زارون مسکرا کر ان کے پیچھے چلا گیا



وہ اپنا بیگ پیک کر رہا تھا جب زینہ غصے سے دندناتی اندر داخل ہوئی

یہ میں کیا سن رہی ہوں تم لندن جا رہے ہوں؟ “زینہ نے ضبط”
کرتے پوچھا تو زارون ہلکا سا مسکرایا

ہاں۔۔۔ سوچ رہا ہوں پی۔ایچ۔ڈی کے بارے میں “وہ سادہ لہجے”
میں بولا

مت جاؤ زارون “زینیہ اداسی بھرے لہجے میں بولی”

ادھر آؤ بیٹھو۔۔۔۔۔ “اسے صوفہ پر بٹھا کر وہ سامنے بیٹھ گیا”



مجھے جانا ہے زینیہ۔۔۔۔۔ میں زارون شیخ اپنی ایک پہچان بنانا چاہتا”
“ہوں۔۔۔۔۔ خود کو تلاش کرنا چاہتا ہوں

پلیز میرے لیے رک جاؤ “زینیہ نے اسکا ہاتھ تھاما”

ایسا مت کروں زینیہ۔۔۔۔۔ تم میری ایک بہت اچھی دوست ہوں”
مگر اس سے زیادہ کچھ نہیں “زارون دوبارہ پیکنگ کرنے لگا

صرف اچھی دوست؟ “زینیہ کا لہجہ ٹوٹا ہوا تھا”

ہاں کیونکہ میں تمہارے جذبوں کی قدر نہیں کر سکتا زینیہ۔۔۔۔۔”
“میرے ساتھ تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔۔۔۔۔ کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔”
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زارون۔۔۔۔۔ “زینیہ نے کچھ بولنا چاہا کہ زارون نے ہاتھ اٹھا کر”
اسے روک دیا

پلیز زینیہ سمجھو میں تمہیں اس وقت کچھ نہیں دے سکتا۔۔۔۔۔ میں”
“تو خود خالی ہاتھ ہوں

”میں انتظار کروں گی“

”رائیگا جائے گا۔۔۔۔۔ کیونکہ زارون رستم اور تم ایک نہیں۔۔۔۔۔“
 زارون نے بیگ پیک کیا اور زینہ کو چھوڑتا کمرے سے باہر لاؤنج میں
 آیا جہاں زرقہ بیگم کھڑی تھی

NEW ERA MAGAZINE.com
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 جانا ضروری ہے؟“ انہوں نے آنکھوں میں آنسوؤں لیے پوچھا”

بہت ضروری ہے۔۔۔۔۔ کچھ پل خود کے ساتھ گزارنا چاہتا”
 ہوں۔۔۔۔۔ خود کو سمجھنا چاہتا ہوں“ زارون کے چہرے پر بے بسی
 تھی

پھوپھو مجھے ماما کی قبر پر جانا ہے، “زارون نے خواہش ظاہر کی”

وجدان سے کہوں گی وہ تمہیں لیجائے گے، “زرقہ بیگم اسکا ماتھا چومتے”

بولی

پھوپھو ڈیڈ۔۔۔۔ ڈیڈ کہاں گئے آپ نے بتایا نہیں، “زارون زرا جھجکا”



تمہیں پتہ چل جائے گا، “انہوں نے جواب دیا”

جوان گاڑی تیار ہے تم تیار ہوں؟ “وجدان نے اندر داخل ہوتے پوچھا”

جی انکل، “!! زارون بولا اور ان کے پیچھے چل دیا جب اچانک رکا اور”

مڑ کر زرقہ بیگم کو دیکھا

پھوپھو۔۔۔۔۔ آپ اس دنیا کی بیسٹ پھوپھو اور بیسٹ فرینڈ تھی۔۔۔۔۔”
 کبھی خود کو قصور وار مت سمجھیے گا۔۔۔۔۔ اور غلطیوں کا کیا ہے؟ وہ تو
 ہم سب سے ہو جاتی ہے “زارون بولا تو زرقہ بیگم نم آنکھوں سے مسکرا
 دی

انہوں نے تو سوچا تھا کہ انا ان کے بھائی کو سنبھال لے گی۔۔۔۔۔ مگر اس کے بھائی نے
 اس ہیرے کو بے مول کر دیا

گاڑی اپنی رفتار پر چلتی قبرستان کے سامنے آرکی۔۔۔۔۔ زارون گاڑی سے اتر اور

وجدان کے ساتھ اس شہر خاموشاں میں داخل ہوا۔۔۔۔۔ جہاں ہر سو۔۔۔۔۔
چاروں اور سناٹا تھا۔۔۔۔۔ کئی قبروں کو پار کرتے وہ ایک جگہ آر کے

وہ رہی تمہاری ماں “!! وجدان نے انگلی کے اشارے سے سامنے ایک ”
قبر کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔

زارون قدم اٹھاتا اس قبر پر پہنچا ”انار ستم شیخ“ یہ نام وہاں درج تھا۔۔۔۔۔ زارون
کی آنکھیں بھیگ گئیں

پرنسز دیکھو میں تمہارے لیے کیا لایا “ایک آواز زارون کے کانوں ”
سے ٹکڑائی۔۔۔۔۔ ایک انتہائی گندی حالت میں موجود شخص انا کی قبر پر
آیا اور بیر اسکی قبر پر رکھ دیے

پرنسز!! اب تم اور کتنا سوؤں گی۔۔۔۔ چلو اٹھو شاباش۔۔۔۔۔”
 جانتی ہوں نا میں کون ہوں؟ رستم شیخ ہوں میں۔۔۔۔ اب اٹھ
 جاؤ۔۔۔۔ تمہارے یہ ڈرامے کام نہیں کرے گے، رستم اسکی قبر پر
 ہاتھ پھیرتے بولا

جبکہ زارون بے آواز رو رہا تھا



اسکے باپ نے ٹھیک کہاں تھا موت بھی انہیں جدا نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ اسکا باپ
 بہت گھٹیا تھا۔۔۔۔ بہت برا تھا۔۔۔۔ بہت غلط تھا۔۔۔۔ مگر صرف ایک محبت
 اس شخص نے سچی کی تھی۔۔۔۔۔

میں آپ سے ملنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ آپ کو سزا دینا چاہتا تھا اپنی ماں کے ”
 ساتھ کیے گئے ظلم کی۔۔۔۔ مگر دیکھے قدرت کا انصاف۔۔۔۔ آپ کو

آپ کے کیے کی بہترین سزا ملی۔۔۔۔۔ آپ نے دوسروں کو اجاڑا اور
 آج آپ خود اجڑ گئے۔۔۔۔۔ کچھ نہیں رہا آپ کے پاس۔۔۔۔۔ دوسروں
 کی زندگیوں کو برباد کرنے والا شخص آج خود بھی برباد ہو گیا۔۔۔۔۔ مگر
 میں آپ جیسا نہیں بننا چاہتا۔۔۔۔۔ میں ایک اور رستم شیخ نہیں بنوں
 گا۔۔۔۔۔ مجھے نفرت ہے محبت سے۔۔۔۔۔ میری ماں کو برباد کر دیا اس
 محبت نے۔۔۔۔۔ مجھے پہلے آپ سے نفرت تھی مگر اب آپ پر افسوس
 ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ ہر کسی نے آپ کا استعمال کیا۔۔۔۔۔ آپ یہ سب
 ڈیزرو نہیں کرتے تھے۔۔۔۔۔ دنیا آپ سے نفرت کرتی ہے۔۔۔۔۔
 مگر میں چاہ کر بھی نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ آئی۔۔۔۔۔ آئی لو یو ڈیڈ اینڈ
 مام۔۔۔۔۔ آئی لو بوتھ آف یو۔۔۔۔۔“زارون نے ایک آخری نظر ان
 دونوں کا دیکھا اور آنکھیں رگڑا وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔ وہ اب جا رہا
 تھا ہمیشہ کے لیے یا نہیں یہ نہیں معلوم۔۔۔۔۔ ہاں مگر ایک عہد اس
 نے خود سے بھی کیا تھا

بہادر خان نیازی۔۔۔۔ وہ وقت دور نہیں جب تمہیں بھی تمہارے ”
کیے کی سزا ملے گی۔۔۔۔ اور یہ سزا تمہیں میں دوں گا۔۔۔۔“ خود
سے وعدہ لیتے وہ گاڑی میں بیٹھ گیا اور ایک آخری نظر اس شہر خاموشاں
پر ڈالی

ہ شہر خاموشاں ہے یہاں باتیں نہیں کرتے 😞
یہ شہر خاموشاں ہے یہاں باتیں نہیں کرتے 😞
روتے ہیں یہاں ہنس ہنس کر ملاقاتیں نہیں کرتے 👫

جوان پر گزرتی ہے اگر تجھ کو خبر ہو 💔

روتے ہوئے دن رات پھر تیری بسر ہو 😞 😞

پڑھ کر کوئی بھیجے یہ دعا ڈھونڈ رہے ہیں 👁👁

پڑھ کر کوئی بھیجے یہ دعا ڈھونڈ رہے ہیں 👁👁

دنیا کے یہ رشتوں میں وفا ڈھونڈ رہے ہیں 👁👁

گزرے ہیں زمانے کوئی ملنے نہیں آیا 📅 31

گزرے ہیں زمانے کوئی ملنے نہیں آیا 📅

اپنوں سے کوئی تربت کو بھی تکنے نہیں آیا 😞

دنیا نے تھے غفلت کے انہیں جام پلائے 🔥 🔥

دفا کے گئے ایسے کہ پلٹ کر نہیں آئے 🕒

دل پاک جولائے تھے۔۔۔۔۔۔ ❤️

ہاں دل پاک جولائے تھے وہی ماہ جس میں ہیں ❤️

ان ٹوٹی ہوئی قبروں میں بھی کچھ ایسے حسیں ہیں 📖

ہیں ان کے یہاں پر بھی بڑے وقت سہانے 🌍

حوریں جنہیں آتی ہیں جھولا جھولانے

اور تیری حیات کا سورج بھی ہے ڈھلنے والا ⌚

تیری حیات کا سورج بھی ہے ڈھلنے والا ⌚

اسی شہر میں تیرا گھر بھی ہے بننے والا 🏠

سچ ہی کہتا تھا یہ قرآن تجھے کہنا ہوگا 🔥🔥🔥

تجھ کو ارشد حشر تلک یہیں رہنا ہوگا 🕒



♥ ختم شدہ ♥



ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی

ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے

ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات

کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین